گفتار قائد اعظم

گفتار قائد اعظم

احمد سعید

"گفتارِ قائدِ اعظم" میں بابائے قوم قائدِ اعظم
محمد علی جناح کی ان نادر تقاریر کو شامل
کیا گیا ہے جو ابھی تک اردو میں کسی کتابی
مجموعہ میں شائع نہیں ہوئیں۔ یہ تقاریر
۱۹۱۰ سنہ سے ۱۹۴۸ سنہ تک کے عرصہ
پر محیط ہیں۔ ان تقاریر سے قائدِ اعظم
کے سیاسی افکار اور ہندوستان کی سیاسی
صورتِ حال کے بارے میں آپ کے
تاثرات سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔

قیمت : 60.00 روپے

مُرتّب

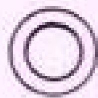
'گفتارِ قائدِ اعظم' کے مرتب جناب احمد سعید صاحب
۱۹۶۷ء سے ایم، اے، او کالج لاہور میں لیکچرر کی حیثیت
سے شعبۂ تاریخ سے منسلک ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل کتابوں کے
مؤلف ہیں:

۱۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریکِ آزادی ۱۹۷۲ء
۲۔ حصولِ پاکستان۔ ۱۹۷۳ء
۳۔ ذکرِ مجذوب۔ ۱۹۷۴ء
۴۔ بزمِ اشرف کے چراغ۔ ۱۹۷۵ء
۵۔ قائدِ اعظم اور مسلم پریس (جلد اوّل)۔ ۱۹۷۶ء

دستاویزی سلسلہ نمبر ۱

گفتارِ قائدِ اعظمؒ

گفتارِ قائدِ اعظم



احمد سعید



قومی کمیشن برائے تحقیقِ تاریخ و ثقافت

پوسٹ بکس ۱۲۳۰ ۔ اسلام آباد

طبع اول: جون ۱۹۷۶ء

ناشر: قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ و ثقافت

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۳۰۔ اسلام آباد

طابع: پیپ بورڈ، راولپنڈی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

بیانات، خطبات، اقوال اور تقاریر ایک طرف کسی شخصیت کے کردار کے آئینہ دار ہوتے ہیں دوسری طرف ملک و قوم کے لئے اندھیروں میں روشنی کے مینار ہوتے ہیں جن سے موجودہ اور آنے والی نسلیں تاریخ کے ہر کٹھن موڑ پر استفادہ کرتی رہتی ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر عظیم شخصیتوں کے بیانات، خطبات اور اقوال کو صفحۂ قرطاس پر زینت بخشی جاتی ہے۔

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم قوم پر جو احسان کیا قوم نے ابھی تک اس کا بدلہ نہیں چکایا ہے۔ بانیٔ پاکستان کی شایانِ شان سوانح حیات تو در کنار ابھی تک ان کی تقاریر اور بیانات کا مکمل اور جامع مجموعہ شائع نہیں ہو سکا ہے۔ اس کے برعکس مسٹر گاندھی کی تقاریر اور بیانات کے مجموعے کتنی ہی جلدوں میں منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ قائداعظم کے ارشادات و اقوال کی ترتیب کے سلسلے میں جمیل الدین احمد، ڈاکٹر رفیق افضل، ڈاکٹر محمد عمر اور رئیس احمد جعفری نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان حضرات نے بانیٔ پاکستان کی تقاریر اور بیانات کو مرتب کر کے قوم پر ایک بڑا احسان کیا ہے لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ تحقیق کے میدان میں کوئی چیز بھی حرفِ آخر کا درجہ نہیں رکھتی اور مزید تحقیق جاری رہنا ایک ناگزیر عمل ہے۔ اسی جذبے نے مجھے اس امر پر مائل کیا کہ قائداعظم کے وہ بیانات اور تقاریر جو میرے علم کے مطابق ابھی تک کسی مجموعے میں نہیں چھپے گفتارِ قائداعظم کے نام سے مرتب کروں۔ اس مجموعہ کی تدوین میں روزنامہ انقلاب (لاہور) روزنامہ پیسہ اخبار (لاہور)، روزنامہ زمیندار (لاہور) کی فائلوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اس مجموعہ کے مطالعہ سے قارئین پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ کانگریس کا سیاسی مؤقف قائداعظم محمد علی جناح کے نظریات میں تبدیلی پیدا کرنے میں کس طرح ممد ثابت ہوا۔ نہرو رپورٹ کی تشکیل اور اشاعت، کانگرسی وزارتوں کا راج اور اس دوران مسلمانوں پر ڈھائے گئے مظالم سے ان تمام باتوں کے سمجھنے میں بہت

مدد ملے گی۔ مزید برآں غازی علم الدین شہید اور بال گنگا دھر تلک کے مقدموں کی کارروائی جس کی پیروی قائداعظم نے کی، اس مجموعہ میں شامل کی جا رہی ہے۔

اس مجموعہ کی تیاری میں جن لوگوں نے میرا ہاتھ بٹایا ان سب کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ نیشنل کمیشن برائے ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ کے چیئرمین جناب ڈاکٹر خورشید کمال عزیز صاحب کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ اس کتاب کی تیاری کے دوران وہ میری مسلسل حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ علاوہ ازیں اپنے دوست ڈاکٹر رفیق افضل سینئر ریسرچ فیلو نیشنل کمیشن برائے ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ اور پروفیسر شیر محمد گریوال گورنمنٹ کالج لاہور کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے مفید مشوروں سے نوازا۔ پنجاب پبلک لائبریری کے محمد فیاض اور مناظر عالم اور میوزیم لائبریری کے سلیمان گل صاحب اور محمد اصغر کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مجموعہ کی تیاری کے دوران ہر قسم کی مدد دی۔ عزیزم عمران افضل کا بھی شکریہ کہ جنہوں نے پروف ریڈنگ کے دوران میرا ہاتھ بٹایا۔

احمد سعید

لاہور ـــــــ ۴؍ جولائی ۱۹۷۵ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس

۳۱ دسمبر ۱۹۱۲ء میں مسٹر محمد علی جناح کی تقریر[1]

مسٹر محمد علی جناح نے آنریبل مسٹر مظہر الحق[2] کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ان کی یہ کارروائی ہندوستان کے دوسرے باشندوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرے گی۔

مسٹر جناح نے یہ رائے ظاہر کی کہ ہندوستان کے لئے ایسی سلف گورنمنٹ موزوں نہیں ہوسکتی جو انگریزی نوآبادیوں کے اصول پر مبنی ہو۔ جہاں صورتِ حالات ہندوستان سے بالکل مختلف ہے۔ مسلم لیگ کو اس امر کی داد دینی چاہیے کہ اس نے مسلمانوں کے سامنے ایک صحیح نصب العین پیش کیا ہے۔ میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ کانگریس اس بارہ میں بہت جلد مسلم لیگ کی تقلید کرے گی اس لئے لیگ کو مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہے کہ وہ نصب العین قائم کر کے کانگریس سے ایک قدم آگے بڑھ گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں

وزیرِ ہند کے بارے میں مسٹر جناح کی قرارداد[3]

مسٹر محمد علی جناح نے ایک ریزولیوشن پیش کیا جس میں انڈیا کونسل[4] کو دوبارہ مرتب کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ (ریزولیوشن انہیں اصولوں کے مطابق پاس ہوگیا جن پر کانگریس میں پاس ہوا تھا) مسٹر جناح نے تاکید کی کہ وزیرِ ہند کی تنخواہ برٹش گوشوارہ کے مطابق درج ہونی چاہیے۔ انہوں نے اس امر کی بھی ترغیب دی کہ کونسل انتظامیہ ہونے کی بجائے صرف مشورہ دینے والی ہونی

---

[1] زمیندار، ۵ جنوری ۱۹۱۳ء، ص ۲

[2] مولوی مظہر الحق۔ صدر آل انڈیا مسلم لیگ

[3] پیسہ اخبار: ۹ جنوری ۱۹۱۴ء، ص ۷

[4] انڈیا کونسل۔ سیکرٹری آف سٹیٹ برائے امورِ ہند کی مشاورتی کونسل

چاہیے۔ آج کل وزیر صاحب ہندوستان کے کسی مغلیہ بادشاہ کے مقابلے میں زیادہ خودپسندی سے کام لے رہے ہیں۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے آئین کا مسئلہ[1]

مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ہندو یونیورسٹی کے مسودہ قانون سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سے اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں۔ اگر ان ہی شرائط کے ساتھ مسلم یونیورسٹی بھی لینے والی ہے تو اس کا تمام اختیار مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں ہوگا بلکہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہوگا۔ تاہم یونیورسٹی لینے کی تائید میں انہوں نے ایسی شدت سے صلاح نہیں[2] دی جیسی کہ سید حسن امام صاحب نے دی تھی۔

بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کے انعقاد[3] کے متعلق مسٹر جناح کے خیالات

مسٹر محمد یوسف اسسٹنٹ سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ بمبئی سے حسب ذیل تار برائے اشاعت ارسال فرماتے ہیں۔

۴ر دسمبر کو بمبئی میں ایک جلسہ آئندہ اجلاس مسلم لیگ کے خلاف پر دلسٹ کرنے کی غرض سے

---

[1] پیسہ اخبار: ۱۱راپریل ۱۹۱۵ء۔

[2] ایم اے او کالج علی گڑھ کو مسلم یونیورسٹی کا درجہ دینے کے سوال پر حکومت اور مسلمانوں کے درمیان سخت اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ حکومت نے پہلے تو ۲۰ لاکھ روپیہ اکھٹا کرنے کی شرط عاید کی اور جب یہ رقم اکھٹی کر دی گئی یونیورسٹی کا آئین جس طرز پر بنایا جا رہا تھا وہ مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول نہیں تھا۔ اس مجوزہ یونیورسٹی کو الحاق کے حق سے محروم رکھا جا رہا تھا۔ اسی سبب مسلمان اس قسم کی یونیورسٹی قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔

[3] پیسہ اخبار لاہور: ۸ر دسمبر ۱۹۱۵ء، ص ۶

منعقد ہوا تھا۔ مسلمانانِ بمبئی نے اس ہفتہ کی رات کو منعقد شدہ جلسہ کے متعلق جس میں کہ مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کے امسال بمبئی میں منعقد کئے جانے کے متعلق پروٹسٹ کیا تھا۔ ایک اخبار کے قائم مقام نے مسٹر جناح سے انٹرویو کیا۔ مسٹر جناح نے فرمایا "گزشتہ رات جو جلسہ ہوا اس میں پاس شدہ قراردادوں میں امسال اجلاس لیگ کے منعقد کئے جانے کے خلاف دو وجوہات دی گئی ہیں۔ پہلے رزولیوشن میں یہ خوف ظاہر کیا گیا ہے کہ ایسے موقعہ پر لیگ کا اجلاس منعقد کیا جانا گورنمنٹ کو پریشان کرے گا۔ دوئم۔ یہ کہ ____________

ایسے موقع پر جن سوالات پر بحث کی جائے گی وہ مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن کے ذریعے برٹش پبلک کے نوٹس میں لائے جائیں گے"۔ پہلے خوف کے متعلق مسٹر جناح نے کہا کہ اس معاملہ پر کہ آیا اجلاس لیگ کے منعقد کئے جانے سے گورنمنٹ کو پریشانی ہوگی یا نہیں گورنمنٹ ہی بہتر طور پر رائے دے سکتی ہے۔ نہ کہ ہندوستان کے ایک شہر کے چند مسلمان۔ آپ نے کہا "میں آپ کو (اخبار کے قائم مقام کو) بتلا سکتا ہوں کہ ہز ایکسیلینسی گورنر سے مجھے دو دفعہ شرف ملاقات حاصل ہوا ہے۔ ایک مرتبہ ماہ جولائی میں دوسری دفعہ عرصہ چند روز کا گزرا ملاقات ہوئی تھی ہز ایکسیلینسی نے مجھے صاف طور پر بتلایا ہے کہ لیگ کو مدعو کرنے کا معاملہ صرف لوکل مسلمانوں کا خانگی (اندرونی) معاملہ ہے جس کا فیصلہ کرنا ان کا کام ہے۔" مسٹر جناح نے کہا "اس وقت تک گورنمنٹ کے کسی ممبر نے مجھے مطلع نہیں کیا کہ اجلاس کا منعقد کیا جانا کسی طرح بھی گورنمنٹ کو پریشانی میں ڈالے گا۔ گورنمنٹ کو حیران و پریشان کرنے کی بجائے ہمارا سب سے پہلا رزولیوشن شہنشاہ معظم کے ساتھ اظہارِ وفاداری اور مکمل عقیدت کا ہوگا۔ اور اس میں جنگِ عظیم میں برٹش افواج کی فتح و نصرت کے لئے دعا مانگی جائے گی۔ مزید برآں اغلباً کوئی ایسا رزولیوشن پیش نہیں کیا جائے گا جس سے کہ کسی بھی طرح گورنمنٹ کو پریشانی ہو۔ رزولیوشن میں جو دوسرا خوف ظاہر کیا گیا ہے اس کے متعلق مسٹر جناح نے بڑے زور کے ساتھ کہا کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں آپ کو مستند طور پر بتلا سکتا ہوں کہ نہ تو کانگریس اور نہ ہی لیگ کا فی الحال ارادہ ہے کہ کوئی علیحدہ طور پر یا مشترکہ ڈیپوٹیشن بھیجا جائے اور یہ کہ ان ہر دو انجمنوں میں کسی کے اجلاس میں امسال یہ سوال برائے غور ایجنڈا پر نہیں ہوگا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ رزولیوشن میں جن خطرات کا اظہار کیا جاتا ہے وہ بالکل بے بنیاد ہیں"۔ ہندو مسلمانوں کے ایک ہو جانے کے سوال پر مسٹر جناح نے کہا "مجھے یقین ہے کہ کسی مسلمان لیڈر کا ایسا خیال نہیں کیونکہ فی الحال یہ سوال عملی پالیٹکس کے

دائرہ سے باہر ہے۔" آپ نے فرمایا لیکن ہم سب کی خواہش ہے کہ دونوں اقوام ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں، ایک دوسرے کا بھلا چاہیں۔ اس جلسہ کے متعلق مسٹر جناح نے اظہار رائے ظاہر کرتے ہوئے فرمایا:

" رزولیوشن کے الفاظ ہی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ جلسہ کسی کی تحریک سے منعقد ہوا ہے اور یہ کہ اس جلسہ نے تمام عقل مند مسلمانوں کے دلوں پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے اور یہ کہ یہ جلسہ ایسے حکام کی تحریک اور شہ سے ہوا ہے جو نہیں چاہتے کہ مشترکہ مفاد کے معاملات میں ہندو مسلمان باہم کوئی سمجھوتہ کریں اور یہ جلسہ اس ارادے سے کرایا گیا کہ اگر ممکن ہو تو امسال اجلاس لیگ[1] کے بمبئی میں منعقد کئے جانے کو روکنے کے لئے گورنمنٹ کو آمادہ کرنے سے اگر ممکن ہو سکے تو جواز پیدا کیا جا سکے لیکن مجھے یقین ہے کہ گورنمنٹ کبھی ایسی کارروائی نہیں کرے گی۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہمارا پروگرام اسکے ہاتھوں کو مضبوط کرنے اور اس کی مدد کرنے پر وابستہ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ امسال لیگ کا اجلاس منعقد نہ ہو۔ بحالیکہ باوجود جنگ کے گزشتہ سال کانگریس کا اجلاس مدراس میں منعقد ہوا اور امسال بمبئی میں منعقد ہونے والا ہے۔ علاوہ ازیں لیگ کے قواعد کے مطابق یہ لازمی ہے کہ لیگ کا اجلاس ہر سال اسی مقام پر جس کا کہ اس کی کونسل فیصلہ کرے منعقد ہو۔ اگر امسال لیگ کا اجلاس ہونا ہے تو میں نے ابھی تک کوئی زبردست وجہ اس امر کے متعلق نہیں سنی کہ یہ اجلاس بمبئی میں کیوں منعقد نہ ہو"

تلک کے مقدمے میں مسٹر جناح کی پیروی[2]

مسٹر جناح نے جو کہ تلک کی طرف سے پیروکار ہیں بیان کیا کہ "میرے موکل مسٹر تلک نے اپنی تقریر میں سرکاری حکام کی نسبت نکتہ چینی کی ہے چونکہ آپ (مجسٹریٹ) بھی سرکاری افسر ہیں اس لئے میں قبل از وقت آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اس مقدمہ میں اس تقریر کا بالکل

---

[1] ۱۹۱۵ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ اور کانگریس کا اجلاس ایک ہی مقام اور ایک ہی وقت میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو کچھ حلقوں کی جانب سے اس پر نکتہ چینی کی گئی اور اس مشترکہ اجلاس کو ملتوی کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسٹر محمد علی جناح کی تقریر اسی ضمن میں ہے۔

[2] پیسہ اخبار، ۱۴؍اگست ۱۹۱۶ء، ص ۱

خیال نہ کریں گے اور مجھے اس قدر آزادی دیں گے جو وکلاء کا حق ہے۔" اس کے بعد مسٹر جناح نے کہا " افسوس ہے کہ میرے پاس وہ تقاریر نہیں ہیں جو مسٹر تلک نے کی تھیں۔ ______

______ میرے پاس صرف وہ نقلیں ہیں جو محکمہ پولیس کے سب انسپکٹروں نے شارٹ ہینڈ میں لکھی ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ پولیس افسروں نے ضرور اپنی رپورٹ کو اس طرح لکھا ہوگا جس سے مسٹر تلک پر مصیبت آجائے اور وہ گرفتار ہو جائیں یا ان پر ضمانت کے لئے مقدمہ چلایا جائے۔ میری رائے میں دونوں سب انسپکٹروں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ ورنہ وہ ایسا بیان نہ دیتے جیسا کہ انہوں نے اپنی شہادتوں میں دیا ہے۔ یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ شارٹ ہینڈ لکھنے والے نہ صرف مقرروں کی تقاریر قلمبند کرتے وقت خراب کر دیتے ہیں بلکہ ان کو نقل کرتے ہوئے نفس مضمون کو اور معنوں میں لے جاتے ہیں۔ دونوں سب انسپکٹروں نے اپنے بیان میں اس عدالت میں تسلیم کر لیا ہے کہ ممکن ہے کہ بعض فقرات کو انہوں نے غلط لکھا ہو۔ اس وقت عدالت کے سامنے وہ تقاریر موجود ہیں جو سب انسپکٹروں نے قلمبند کی تھیں۔ جس شخص نے کہ ان تقاریر کا ترجمہ کیا ہے اس کو استغاثہ نے بطور گواہ پیش نہیں کیا ہے۔ مترجم کو اس لئے پیش نہیں کیا گیا کہ ممکن ہے وہ وکیل صفائی کی جرح سے گھبرا جائے۔ لیکن استغاثہ یہ عذر پیش کرنے میں حق بجانب نہیں۔ استغاثی شہادتوں سے عدالت کو معلوم ہو چکا ہے کہ مترجموں نے بعض فقرات کو ایسے الفاظ میں ترجمہ کیا ہے کہ جس کے باعث وہ نقصان دہ اور قابلِ اعتراض معلوم ہوتی ہیں۔ ویسے میں ان رپورٹوں کو مسٹر تلک کی تقاریر نہیں کہہ سکتا۔ سب سے پہلا سوال جو ان تقاریر کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ تقاریر سالم اور مکمل قلمبند کی جاتیں تو کیا وہ دفعہ ۱۲۴ کی زد میں آسکتی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں ہرگز نہیں وہ اس دفعہ کی مستثنیات میں آتیں۔ مسٹر تلک نے صرف رائے زنی کی ہے کہ جن تدابیر پر گورنمنٹ عمل کر رہی ہے وہ ملک میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ مسٹر تلک کی یہ خواہش تھی کہ ان تدابیر پر نظر ثانی کر کے ان میں ضروری ترمیمات کی جائیں نہ کہ ملک میں وہ گورنمنٹ کے خلاف حقارت اور بے اطمینانی پھیلانا چاہتے تھے۔ مسٹر تلک کی نسبت یہ کہنا کہ وہ پہلے دو دفعہ سزا پا چکے ہیں اس مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ ان باتوں سے کوئی ضروری نتیجہ نکلتا ہے۔ میں عدالت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ مسٹر بنگ وکیل استغاثہ کی باتوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے۔ جو کچھ کہ اس نے مسٹر تلک کی دو بار سزایابی کے متعلق کہی ہیں

بلکہ مسٹر ہننگ کی تقریر کو بالکل ہی اس مقدمہ میں نظر انداز کر دیا جائے۔ مسٹر تلک اور ان کے ہم خیال دوست اس بات کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہندوستان میں ایک ایسی انجمن قائم کی جائے جو سوراج سے متعلق ضروری کارروائی کرے۔ چنانچہ سیگام میں اس غرض کے لئے ایک انجمن قائم ہو چکی ہے۔ خود مسٹر تلک نے بھی عدالت ہذا میں بیان کیا کہ ان تقریروں کا مدعا محض یہ تھا کہ سوراج کی حمایت کی جائے۔ جس کے خلاف سرکاری حلقوں میں مخالفت کی گئی ہے اور سوراج پر حملے ہوئے ہیں۔ مسٹر تلک نے جو تقریر کی ہے وہ ان حملوں کا جواب ہے جو مخالف احباب سوراج اور سوراج کے حامیوں پر کرتے ہیں۔ ان تقریروں کا دوسرا مدعا یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں جو غلط فہمیاں سوراج کے متعلق قائم ہو گئی ہیں ان کو دور کیا جائے اور مخالفین کے دلائل کو پامال کیا جائے۔ سوراج کوئی برا لفظ نہیں ہے اور نہ اس سے گورنمنٹ کی مخالفت مقصود ہے۔ سوراج کے معنی جیسا کہ بارہا بیان کئے گئے ہیں یہ ہیں کہ ہندوستانی معاملات کو ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہندوستان کی حکومت کو چھوڑ کر برٹش گورنمنٹ ہندوستان سے چلی جائے۔ تقریر کے خاتمے پر مسٹر جناح نے کہا "میرے موکل پر کوئی مقدمہ ثابت نہیں ہوا جس کی وجہ سے ضمانت لی جائے۔"

جلسہ ہوم رول میں غل غپاڑہ[۱]

ہندوستان کی موجودہ سیاسی صورت حال کے متعلق مرارجی گوکل داس ہال، کیول سٹریٹ بمبئی میں ایک جلسہ زیر سرپرستی مقامی شاخ ہوم رول منعقد ہوا۔ آنریبل مسٹر جناح نے جلسہ کی صدارت کی۔ تقریر کرنے والے اصحاب میں آنریبل مسٹر مظہر الحق، موتی لعل نہرو، وزیر حسن سی۔پی مودی آئر اور سی وائی چنتامنی شامل تھے۔

انعقادِ جلسہ کے لئے ۱/۲ ۶ بجے شام کا وقت مقرر ہوا تھا لیکن لوگ ہال میں اس سے بہت عرصہ قبل ہی جمع ہونے شروع ہو گئے اور چار بجے تک ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ اس کے بعد دروازے بند کر دیئے گئے۔ لوگ باہر کھڑے تنگ آ گئے تھے چنانچہ انہوں نے دروازوں

---

[۱] پیسہ اخبار، ۱۲ اگست ۱۹۱۷ء، ص ۳-۴

کے شیشے توڑنے شروع کر دیئے۔ اور ان میں سے بعض دروازوں کے روشن دانوں سے داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ جب صدر جلسہ (محمد علی جناح) تشریف لائے اور کرسئ صدارت پر بیٹھے تو تمام ہال پُر تھا اور تل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی۔

آنریبل مسٹر جناح نے بڑے شور و شغب میں جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آج دو امور کے بارے میں اعلان کرنا ہے۔ اوّل یہ کہ کل (بروز دوشنبہ) چینا باغ میں مسز اینی بیسنٹ کی نظربندی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے ایک پبلک جلسہ منعقد ہوگا اور میں نہایت خوشی کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ وہ لیڈر بھی جو ہندوستان کے مختلف گوشوں سے یہاں جمع ہوئے ہیں اس جلسہ میں شریک ہوں گے۔ اس لئے وہ لوگ جو آج یہاں داخل نہیں ہو سکے وہ دوشنبہ کے روز جلسہ میں شریک ہو کر اپنی مایوسی کو دور کر دیں اور دوسری اطلاع جو میں دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسٹر ایس آر بومنجی نے ایک لاکھ روپے کا شاندار عطیہ دیا ہے اور یہ عطیہ مجھے اس وقت دیا گیا جب میں ابھی ہوم رول لیگ کا صدر بھی منتخب نہیں ہوا تھا اور میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس عطیہ میں سے ۹۵ ہزار وصول ہو چکے ہیں اور توقع ہے کہ باقی ماندہ رقم بھی جلد ہی وصول ہو جائے گی۔

اغراض جلسہ کے متعلق صدر جلسہ نے کہا کہ آج وہ ایسے حالات میں جمع ہوئے ہیں جو کہ اہم و فکر والے ہیں۔ اس وقت ملک کے سامنے دو امور ہیں جو کہ بالکل ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ جابرانہ پالیسی جو کہ .....

پیچھے سے ایک آواز آئی "ہم بالکل نہیں سن سکتے" اس پر شور پڑ گیا

مسٹر جناح (جوش سے) اگر آپ خاموش رہیں اور مجھے سنیں گے تو آپ لفظ بلفظ سنتے جائیں گے۔ اس پر مسٹر جناح نے اپنی تقریر شروع کر دی لیکن حاضرین کی ایک کثیر تعداد کے شور کی وجہ سے آپ کو خاموش ہونا پڑا۔

مسٹر جناح: حضرات اگر آپ خاموش نہیں ہونگے تو مجھے بیٹھ جانا پڑے گا۔ چونکہ اس کا کوئی جواب نہیں ملا اس لئے مسٹر جناح بیٹھ گئے۔

مسٹر جمنا داس دوارکا داس: میں آپ سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ خاموش رہیں، اگر آپ خاموش نہیں ہوں گے تو کارروائی جلسہ جاری نہیں رکھی جا سکتی (جوش سے)

خاموش صاحبان خاموش۔

کچھ وقفے کے بعد جس میں کہ شور و شغب برابر جاری رہا مسٹر جناداس پھر اٹھے اور کہا کہ اگر آپ خاموش نہیں ہوں گے تو ہمیں مجبوراً جلسہ برخاست کرنا پڑے گا۔

مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات پر مسٹر جناح کے خیالات[1]

آنریبل مسٹر جناح جو اصلاحات اور مسئلہ خلافت کے متعلق ولایت گئے تھے گزشتہ جمعہ کو بمبئی واپس آگئے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک قائم مقام سے انہوں نے دورانِ ملاقات میں کہا کہ انگلستان میں ہندوستانی اصلاحات سے متعلق امید افزا توقعات ہیں۔ میرے خیال میں مشترکہ کمیٹی سے مسودہ اصلاحات بہت سی ترمیموں کے بعد جو ہندوستان کے حق میں مفید ہوں گی برآمد ہوگا اور کمیٹی کے اکثر ممبر اصلاحات سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ لارڈ سڈنہم[2] اور ان کی انڈو برٹش ایسوسی ایشن کا ایجی ٹیشن سرد ہوگیا ہے۔ اور ہندوستان کے خلاف اس کی کوئی وقعت نہیں رہی۔ اخبارات میں اصلاحات کی نسبت جو کچھ میری نظر سے گزرا ہے بصورتِ صحت گو وہ میرے لئے طمانیت بخش نہیں ہے، تاہم وہ بالکل ناقابلِ اطمینان بھی نہیں۔ جو اصلاحات آخرش پارلیمنٹ کی نظروں سے بہرہ ور ہوں گی وہ ترقی کی طرف بطور حقیقی قدم کے تصور کی جائے گی اور قابلِ عمل بنیاد ثابت ہوگی۔ مسٹر جناح نے ہندوستان میں اتحاد اور تعمیر کنندہ باہمی یگانگت کے پروگرام کی ضرورت ظاہر کی۔ ان کے خیال میں مسودہ اصلاحات دسمبر کے وسط میں پارلیمنٹ سے قانون کی شکل اختیار کرلے گا اور کانگریس کے اجلاس امرتسر کا رویہ اصلاحات کی نوعیت پر منحصر ہوگا۔

---

[1] پیسہ اخبار (اداریہ) ۲۲ نومبر ۱۹۱۹ء، ص ۲

[2] لارڈ سڈنہم۔ گورنر بمبئی۔ ۱۹۰۷ء تا ۱۹۱۳ء

آل انڈیا خلافت کانفرنس کو مسٹر جناح کا تار[۱]

آل انڈیا خلافت کانفرنس دہلی (۲۳ نومبر ۱۹۱۹ء) کے اجلاس میں مسٹر جناح نے مندرجہ ذیل تار ارسال کیا:

"جبکہ پنجاب داد خواہی کے لئے چلا رہا ہے۔ جشنِ صلح میں شریک ہونا ناممکن ہے۔ ہم اس صلح پر خوشی نہیں منا سکتے۔ جس کا مطلب ٹرکی کے حصے بخرے کرنا ہے اور جس نے ہماری زندگیوں میں خود سرانہ حکومت کے تمام خطرات داخل کر دیئے ہیں مجھے رنج ہے کہ میں اس کانفرنس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ہر طرح کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

انڈین نیشنل کانگریس پانچویں روز کی کارروائی[۲]

مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات کے متعلق مسٹر جناح کی رائے

کانگریس کے سالانہ اجلاس میں قانون اصلاحات (۱۹۱۹ء) کو ناکافی، ناتسلی بخش اور مایوس کن قرار دیا جا رہا تھا۔ بعد میں مسٹر گاندھی نے ترمیم کی کہ "مایوس کن" خارج کر دیا جائے۔ مسٹر جناح نے ترمیم کی تائید کرتے ہوئے کہا "یہ ایک نہایت اہم سوال ہے۔ درست فیصلہ کرنے کی ذمہ داری کانگریس پر ہے، مسٹر تلک نے امرت سر آتے ہوئے راستہ میں ایک تار وزیر ہند کو بھیجا تھا جس میں امداد کا وعدہ کیا تھا تو پھر کانگریس ملک کی صحیح سمت میں راہنمائی کیوں نہ کرے۔ اس میں ایک سکول (گروہ) اس قسم کا ہے جس کا واحد ارادہ رکاوٹ ڈالنے کا ہی ہے میں نے اپنی بہترین قابلیت کے مطابق اس قانون کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے اور میری رائے ہے کہ ہمیں تحقیقات کے لئے ۱۰ سال تک انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ میں کانگرس سے

۱؎ پیسہ اخبار ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء ص ۱

۲؎ پیسہ اخبار ۴ جنوری ۱۹۲۰ء ص ۱

اپیل کروں گا کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ وہ ملکہ کام کرنا چاہتے ہیں مسٹر مانٹیگو کا شکریہ ادا کئے جانے کے متعلق مسٹر جناح نے کہا کہ کانگریس کا شکریہ سستے طور پر نہیں ادا کیا جا سکتا لیکن مسٹر مانٹیگو اس کے بہت مستحق ہیں اور مسٹر مانٹیگو سے بڑھ کر کسی انگریز نے ہندوستان کی خدمات سرانجام نہیں دیں۔

ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ پر اظہارِ بے اطمینانی

وزیرِ ہند کو مسٹر جناح کا تار[1]

بمبئی ۱۵ رمارچ ۱۹۲۰ء

مسٹر جناح نے جو آل انڈیا ہوم رول لیگ کی بمبئی شاخ کے صدر ہیں۔ وزیر ہند کو حسبِ ذیل تار دیا:

"آل انڈیا ہوم رول لیگ کی شاخ بمبئی کی کونسل ہنٹر کمیٹی[2] کی کثرتِ رائے کی رپورٹ کو بالکل خلافِ انصاف سمجھتی ہے سر مائیکل اڈوائر[3] اور وائسرائے کی جو بے موقع تعریف کی گئی ہے اُس کو بھی یہ کونسل خلافِ انصاف خیال کرتی ہے۔"

---

[1] زمیندار ۱۶ رجون ۱۹۲۰ء، ص ۴

[2] ہنٹر کمیٹی: ۱۹۱۹ء میں پنجاب میں مارشل لا کے مظالم کی تحقیقات کے لئے برطانوی پارلیمنٹ کے مشورے سے حکومتِ ہند نے ایک کمیٹی قائم کی جس کے صدر لارڈ ہنٹر تھے۔ اسی سبب یہ کمیٹی ہنٹر کمیٹی کہلاتی ہے۔

[3] سر مائیکل اڈوائر۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب (۱۸۶۴ – ۱۹۴۰)

ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ پر اظہارِ بے اطمینانی[1]

وزیرِ ہند کو مسٹر جناح کا تار

بمبئی ۱۵ جون۔ مسٹر جناح نے جو آل انڈیا ہوم رول لیگ کی بمبئی شاخ کے پریذیڈنٹ ہیں، وزیرِ ہند کو مندرجہ ذیل تار دیا ہے:

"ہماری لیگ ہنٹر کمیٹی کی کثرتِ رائے کی رپورٹ کو بالکل خلافِ انصاف سمجھتی ہے۔ سر مائیکل اڈوائر اور وائسرائے کی جو بے موقع و بے محل تعریف کی گئی ہے اس کو بھی یہ کونسل خلافِ انصاف خیال کرتی ہے۔"

جنرل ڈائر[2] کے ظالمانہ جرائم پر محض اظہارِ ملامت کر دینا ناکافی ہے۔ یہ کونسل ملک معظم کی گورنمنٹ کو متنبہ کرتی ہے کہ جن افسروں کا جرم کسی قسم کے شک و شبہ کے بغیر ثابت ہو چکا ہے ان کے خلاف نیم دلی کے ساتھ کارروائی نہ کرے۔ جو مظالم اس سے پیشتر ہو چکے ہیں جب تک ان پر سختی سے نوٹس نہ لیا جائے گا اس وقت تک آئندہ کے لئے عمدہ حکومت کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ خلافت

مسئلہ خلافت کے متعلق جو ظالمانہ غلطی کی گئی ہے اس نے نہایت خطرناک صورتِ حال پیدا کر دی ہے۔ اگر دونوں غلطیوں کی بروقت تلافی نہ کی گئی تو اصلاحات کا بطریقِ احسن عمل میں آنا ناممکن ہو گا اور شہزادہ ویلز کا خیر مقدم مشتبہ ہو گا۔ یہ اغلب ہے کہ لوگ ترکِ موالات کی تحریک میں شامل ہو جائیں گے۔

---

[1] پیسہ اخبار، ۱۸ جون ۱۹۲۰ء۔

[2] جنرل ڈائر نے جلیانوالہ باغ میں ہندوستانیوں کا قتلِ عام کیا تھا۔

ترکی کے خلاف کارروائیوں نے ہمارے سینوں میں اضطراب پیدا کردیا ہے[1]

کلکتہ۔ ۷ ستمبر آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس خاص آج صبح ۹ بجے کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں زیر صدارت مسٹر محمد علی جناح منعقد ہوا۔ شہر کی سب سے بڑی اور عریض عمارت نمائندوں اور تماشائیوں کے ہجوم سے پٹی پڑی تھی۔ ہندوستان کے جو قومی لیڈر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے ان میں مسز بیسنٹ، مسز جناح، مسٹر یعقوب حسن، لالہ لاجپت رائے، مہاتما گاندھی حکیم اجمل خاں، مولانا شوکت علی، مولوی فضل الحق، مولانا ابوالکلام آزاد، سیف الدین کچلو اور مسٹر جمنا داس دوارکا داس شامل تھے۔

جلسہ کی کارروائی قرآن پاک کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ مولانا عبدالرؤف صدر مجلس استقبالیہ نے حاضرین کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ چونکہ انہوں نے ایک گھنٹے سے زیادہ تقریر کی اس لئے صدرِ جلسہ نے ان کو تقریر مختصر کرنے کو کہا۔ اس کے بعد صدرِ مجلس جو پھولوں سے لدے ہوئے تھے، جب تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو جلسہ گاہ میں تالیوں کی گونج سے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ صدر مجلس نے اپنی تقریر اس طرح شروع کی:

خواتین و حضرات! آل انڈیا مسلم لیگ کے خاص اجلاس کی صدارت آپ سب نے میرے ذمہ تفویض کی ہے جسے میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ لیگ کے موجودہ اصول اور قانون کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ جب تک کوئی خاص وجہ پیش نہ آجائے یکایک لیگ کے کسی اجلاس کی صدارت کے لئے صدر منتخب نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ لیگ کے خاص اجلاس میں نام پیش ہو کر منظور نہ ہو لے۔ لیکن موجودہ حالات و واقعات ہی ایسے تھے جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے لیگ کا اجلاس جلد تر ہونا لازمی تھا۔ آپ سبھی اصحاب اس امر سے بخوبی واقف

---

[1] روزنامہ زمیندار، ۹ ستمبر ۱۹۲۰، ص ۳ ، ۴

ہیں کہ ہم آج کل کس گرداب اور مصیبت میں مبتلا ہیں۔ میں تفصیل سے واقعات کو دُہرا کر آپ کی سمع خراشی نہیں کروں گا۔ اس لیئے کہ یہ وہ باتیں ہیں جن کو آپ بارہا سن چکے ہیں۔
ہمارے اس جگہ جمع ہونے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ حکومت نے سلطنت ٹرکی کے ساتھ صلح کرکے جو طرزِ عمل روا رکھا ہے وہ ایسا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سینوں میں اضطراب اور کھلبلی سی مچ گئی ہے اور ہم تھوڑی دیر کے لیئے بھی اس کی تاب نہیں لا سکتے۔ سب سے پہلے حکومت نے رولٹ ایکٹ نافذ کیا جس کی وجہ سے پنجاب میں خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ اس کے بعد سلطنت ٹرکی اور خلافت کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ (شرم شرم کے نعرے بلند ہوئے) حکومت نے سب سے پہلے ہماری آزادی پر حملہ کیا اور بعد میں ہمارے ایمان کو پامال کیا۔ ہر حکومت کے دو مسلمہ اصول ہوا کرتے ہیں، اوّل یہ کہ بین الاقوامی معاملات میں ہر ایک کو رائے دینے کا حق حاصل ہوتا ہے اور دوسرے اندرونِ ملک میں انتظامی معاملات اور عدل و انصاف کو قائم رکھنے میں ان پر ذمہ داری ایسی عائد ہوتی ہے جیسی حکومت پر۔ اس وقت ہندوستان کی طرف سے بین الاقوامی معاملات میں حصہ لینے والے دو ہندوستانی نمائندے حکومت انگلستان نے مقرر کئے ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں اہلِ ہند کے نمائندے کسی صورت بھی نہیں کہلا سکتے کیونکہ نہ تو انہیں ہندوستانیوں نے منتخب کر کے بھیجا ہے اور نہ ہی ان کا تقرر اعلیٰ کونسل میں ہندوستانیوں کے ایما سے عمل میں آیا ہے۔ لیکن یہ دو نمائندے بھی اصول اور رائے میں ایک دوسرے سے متفق نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وزرائے برطانیہ نے ٹرکی کے حصے بخرے کرنے میں وہی تدابیر اختیار کیں جن کے وہ مدت سے آرزومند تھے (شرم شرم)
اتحادیوں نے حکم برداری کے دھوکے سے سلطنتِ آلِ عثمان کا رہا سہا مال و متاع لوٹ لیا لیکن خدا کا شکر ہے کہ حکومت کے اس طرزِ عمل سے ہمارا تھوڑا بہت بھروسہ جو حکومت کے ساتھ وابستہ تھا وہ زائل کر دیا۔

اب میں پنجاب کے واقعات کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ رولٹ کمیٹی نے جو قانون مرتب کیا تھا اور جس کا نام رولٹ بل رکھا گیا تھا اس کی سب ذمہ داری لارڈ چیمسفورڈ پر عائد ہوتی ہے کیونکہ اس قانون کے بنانے اور مملکتِ ہند میں اس کو نافذ کرنے والے وہی تھے اور اس کے نفاذ سے جو حوصلہ فرسا واقعات پنجاب میں ظہور پذیر ہوئے وہ ایسے ہیں جو ہندوستانیوں کے دلوں پر نقش ہو گئے ہیں اور اس فیصلہ کی غلطی کو خاتونانِ ہند کی غمگسار

چشمِ اشکبار اپنے آنسوؤں سے نہیں دھو سکتی اس کا بدلہ حکومت کو ضرور دینا پڑے گا۔ اگر یہ بدلہ آج نہ دیا گیا تو کل ضرور دینا پڑے گا۔ اب صرف ایک ہی بات ہو سکتی ہے کہ موجودہ حکومت مستعفی ہو جائے اور اس کی جگہ ذمہ دار اراکین حکومت منتخب ہو جائیں (غلغلہ ہائے تحسین) اسے نہ تو مسلم لیگ کے جلسے بدل سکتے ہیں، نہ کانگریس کے اجلاس۔ ہم کو ایسا طریق کار اختیار کرنا چاہیے جو ہمارے لئے مفید ثابت ہو سکے۔ محض قراردادیں منظور کر دینے یا اظہارِ ناراضگی کر کے وزیرِ ہند کے پاس بھیج دینے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا ہمیں بھی وہی طریق عمل اختیار کرنا ہوگا جیسا کہ اٹلی اور فرانس نے کیا تھا اور اب حال ہی میں مصر نے کر دکھایا۔ ہمیں اس وقت تک خاموش نہیں ہونا چاہیے، جب تک کہ ہمارے ملک کو پوری طرح سے سیاسی آزادی حاصل نہ ہو جائے۔ مہاتما گاندھی نے ہندوستان کے سامنے ایک تجویز پیش کر دی ہے جسے عدمِ تعاون کہتے ہیں۔ یہ وہ تجویز ہے جس کی تائید خلافت کانفرنس نے کی ہے اور جس کے اغراض و مقاصد سے آپ لوگ بخوبی واقف ہیں۔ کیا آپ اس اصول کو ماننے کے لئے تیار ہیں اور کیا آپ اس تحریک پر عمل درآمد کریں گے؟ اگر آپ کرنے کے لئے تیار ہیں تو یہ خوب یاد رکھئے کہ آپ کا جو قدم اس منزل کی طرف اُٹھے وہ پھر پیچھے کی طرف نہ ہٹنے پائے خواہ آپ کو کتنی ہی مشکلات اور مصائب کا سامنا کیوں نہ ہو۔ شملہ کے کوہِ البیس پر ایک مطلق العنان انسان وائسرائے جلوہ افروز ہے جس نے بدقسمت مسلمانوں کے ساتھ خلافت کے پارہ پارہ ہونے پر اظہارِ ہمدردی کیا اور مہاتما گاندھی کی احمقانہ تجویزوں پر افسوس ظاہر کیا (شرم شرم) ہندوستان نے دورانِ جنگ میں تن من دھن سے حکومت کی مدد کی۔ ہندوستانی دشمنانِ برطانیہ کے خلاف نہایت بہادری اور شجاعت سے لڑے۔ اس کا صلہ انہیں دو شکلوں میں ملا ایک تو رولٹ بل اور دوسرے خلافتِ اسلامیہ کا مٹایا جانا اور سلطنت ٹرکی کا پارہ پارہ ہونا۔ بوشویکوں[لے] کی تحریکِ آزادی نے روس میں آزادی دلائی۔ سن فینون نے آئرلینڈ میں آزادی کی خاطر جو شور مچا رکھا ہے، شائد ان کی وجہ سے ہندوستان کو بھی آزادی مل جائے۔

لے Bolsheviks

کانگرس کے آئین میں تبدیلی پر

مسٹر جناح کے خیالات[1]

۲۳ ستمبر ۱۹۲۰ء کو کانگریس کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں مسٹر جناح نے گاندھی کی قرارداد پر بحث کرتے ہوئے کہا "ہندوستان بغیر کشت وخون کے ہرگز آزادی حاصل نہیں کر سکتا (آوازیں آئیں نہیں) لیکن اگرچہ ہندوستان اس درجہ سے آزادی حاصل کر سکتا ہے تاہم ہندوستانیوں کے پاس اس کے وسائل موجود نہیں ہیں۔ کیا اس مطلب کا رزولیوشن پاس کرنا بہتر نہ ہوگا کہ اگر گورنمنٹ برطانیہ نے ہماری شکایات رفع نہ کیں تو ہم تعلق منقطع کریں گے۔ اس کی اطلاع دینا ضروری ہے۔ مسٹر گاندھی کا رزولیوشن ایک قسم کی گڑبڑ پیدا کرنے والا رزولیوشن ہے جس سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا اور اگر یہ پاس ہوگیا تو آئندہ دونوں پارٹیوں میں یہ جھگڑا ہوا کرے گا کہ ایک فریق کانگریس کو اپنا حامی بتائے گا اور دوسرا اپنا مخالف"۔

مہاتما گاندھی سے اپیل

اپنی تقریر کے آخر میں مسٹر جناح نے کہا کہ مجھے اس رزولیوشن پر دوگونہ اعتراضات ہیں اول یہ کہ بلا اطلاع مکمل آزادی طلب کی جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ ہندوستان کو بغیر کشت و خون کے ہرگز آزادی حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں مہاتما گاندھی سے اپیل کرتا ہوں کہ اس وقت کثیر التعداد ڈیلی گیٹ آپ کے اختیار میں ہیں کانگریس کا آئین بدلنے سے پہلے سارے حالات کو سوچ لیجئے۔

---

[1] پیسہ اخبار یکم جنوری ۱۹۲۱ء ص ۱

ہندوستان میں تحریکاتِ حاضرہ[1]

مسٹر جناح کے خیالات

انگلستان میں اخبار نیچر (NATURE) کے نمائندہ نے مسٹر محمد علی جناح سے ہندوستان کی موجودہ تحریکات پر سوالات کئے جن کا مسٹر جناح نے ایک ایک کر کے جواب دیا

ہندوستانیوں کا اطمینان کیسے ہو سکتا ہے

نامہ نگار۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ لارڈ ریڈنگ کا حالیہ اعلان جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا ہے اور اظہارِ افسوس کیا ہے ان افسروں کو جن کا واسطہ مظالم پنجاب سے ہے، کافی سزا دینے کی صورت میں ہندوستان کے لیڈر اس اعلان کا لحاظ کریں گے اور اس کو مصالحت کا ایک ذریعہ سمجھیں گے۔

مسٹر جناح۔ نہیں جہاں تک میں اس بارے میں کہہ سکتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جب تک وہ افسر جو پیٹ کے بل رینگنے کا حکم دے کر، سزائے تازیانہ دے کر اور اس قسم کی باتیں کر کے ہندوستانیوں کو ذلیل کر چکے ہیں، ہندوستان کی سرکاری ملازمت سے برخاست نہ کئے جائیں گے، تب تک اہلِ ہند کو اطمینان نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں جب تک کہ اس امر کی مضبوط ضمانت نہ دی جائے گی کہ جو بات امرتسر میں کی گئی ہے وہ پھر نہیں کی جائے گی اور یہ کہ جب تک مسئلۂ خلافت کو حل نہ کیا جائے اور یہ اطمینان نہ دلایا جائے کہ صوبوں کو خودمختاری عطا کی جائے گی اور یہ کہ اصلاحی کونسل کے قوانین کے مطابق مرکزی حکومت میں سوائے بری اور بحری فوج کے باقی تمام محکموں کی ذمہ داری ادا نہ کی جائے۔ اہلِ ہند کو تسلی نہ ہوگی۔ یہ بھی ہونا چاہیے کہ تمام جابرانہ قوانین فی الفور منسوخ کئے جائیں اور ہندوستان کی فوج کو ہندوستانی بنایا جائے۔

---

[1] روزنامہ پیسہ اخبار ۸ ستمبر ۱۹۲۱، ص ۱

فوج کو کیسے ہندوستانی بنایا جائے

نامہ نگار۔ آپ کونسی تدابیر پیش کرتے ہیں جن کے عمل میں لانے سے فوج کو ہندوستانی بنایا جا سکے؟

مسٹر جناح۔ ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں ہندوستانیوں کے نمائندوں کو لیا جائے۔ یہ کمیٹی ایسی سکیم تیار کرے جسے چھ ماہ کے اندر نافذ کیا جائے۔

خلافت اور سوراج کا تعلّق

نامہ نگار۔ کیا یہ ضروری ہے یا سیاسی طور پر درست ہے کہ خلافت کے مسئلہ کا تعلق سوراج اور مسئلہ امرتسر کے ساتھ پیدا کیا گیا۔

مسٹر جناح۔ ایک اجنبی کو تو یہی معلوم ہوگا کہ مسئلہ خلافت کا باقی دو غیر متعلق مسائل کے ساتھ مل دینا نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی سیاسی طور پر درست۔ لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ امرتسر کے کشت و خون اور مسئلہ خلافت کے طے کرنے میں جو بے انصافیاں اور وعدہ خلافیاں کی گئی ہیں۔ ان باتوں سے لوگوں کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ نہ تو اندرونی حالات میں اور نہ ہی بین الاقوامی معاملات میں جن سے ان کا براہِ راست تعلق اور دلچسپی وابستہ ہے۔ وہ کوئی آواز رکھتے ہیں اور نہ کوئی اختیار۔

امرتسر کے سانحہ سے اہلِ ہند پر ثابت ہوگیا کہ بے گناہوں کو ذبح اور قتل کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ پنجاب کے تمام المناک سانحہ کو صرف ایک ہی جملہ کہہ کر بالائے طاق رکھا جا سکتا ہے کہ "وہ قوتِ فیصلہ کی غلطی تھی۔"

مقاماتِ مقدسہ اور ترکوں کے متعلق بے انصافیاں

مسئلہ خلافت نے ان لوگوں پر خصوصاً مسلمانوں پر ثابت کر دیا ہے کہ باوجود گورنمنٹ

ہند کے دلائے ہوئے اطمینانوں کے اور وزیر اعظم کے اس بدنام وعدہ کے کہ مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ کو ہاتھ نہ لگایا جائے گا۔ اور ترکوں کے وطن کو ان سے نہیں لیا جائے گا۔ مسلمانوں کے فوج میں ایسے زمانہ میں بھرتی کرانے کے لئے جبکہ انگلستان پر زبردست دباؤ پڑ رہا تھا۔ کیں درخواست نہیں کی گئی۔ عارضی صلح کے بعد بھی مقاماتِ مقدسہ کو تو برطانیہ عظمیٰ کی حکمبرداری تلے رکھا گیا۔ اور ترکوں کے وطن کو یونان کے حوالہ کیا گیا۔ اور قسطنطنیہ کو برٹش درندوں کے پاس رہن کر دیا گیا۔

اس لئے مسلمانوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ جہاں ان کا اس وقت خیال نہ کیا گیا جبکہ ان کے آدمیوں اور روپیہ کی برطانیہ کو سخت خطرہ اور مشکل سے چھڑانے کی ضرورت تھی وہاں جنگ میں فتح ہونے کے بعد اور اس وقت جبکہ ان کی امداد کی ضرورت باقی نہ رہی۔ نہ تو ان سے مشورہ کیا گیا اور مقاماتِ مقدسہ کا فیصلہ کرنے میں اور صلح نامہ سیورے کے متعلق مسلمانوں کی باتوں کا کوئی لحاظ کیا گیا۔ مسلمانوں نے محسوس کیا جیسا کہ انہوں نے پیشتر کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ کہ جب ہمیں سوراج مل جائے گا تب ہی ان بین الاقوامی سوالات کے متعلق جن کا ہم پر بہت بڑا اور قومی حیثیت سے اثر پڑتا ہے۔ ہمیں اپنی مناسب جگہ حاصل ہوگی اور ہم اپنے حقوق کو منوا سکیں گے۔

ہندوستان جنگ میں کیوں شامل ہوا

مسئلہ خلافت میں مسلمانوں کی مذہبی حسیات سے قطع نظر جمہور ہند اس بات کا احساس کر رہے ہیں کہ ہم نے فلسطین میں اپنا خون اس لئے نہیں بہایا اور کروڑوں روپیہ اس لئے خرچ نہیں کیا کہ وہاں کی اقوام کو سلاسلِ غلامی میں جکڑ دیں یا سلطنتِ عثمانیہ کا استیصال کریں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم جو جنگ کر رہے تھے وہ آزادی اور اصولِ حکومت خود اختیاری کی جنگ تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ مشرقِ ادنیٰ یا ایشیائے کوچک پر برطانوی قبضہ ہماری فوج اور ہمارے روپیہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ حکومت ان اساسی اصولوں کے خلاف ہے جن کی خاطر فرض کیا گیا ہے کہ ہم نے جنگ میں حصہ لیا اور جن کی خاطر ہم نے اپنی مدد اور وفاداری براہِ راست پیش کی۔ ہم خود غلامی سے آزاد ہونا چاہتے ہیں اور دیگر اقوام کو پابندِ سلاسل

نہیں کر سکتے اور نہ چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگوں کی کوئی جماعت دوسروں کو محکوم بنانے کے لئے استعمال کی جائے۔

ترکِ موالات کا اثر ہندو مسلم اتحاد پر

نمائندہ: کیا تارکانِ موالات کے اس دعوٰی میں صداقت ہے کہ ترکِ موالات نے ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط کر دیا ہے۔

مسٹر جناح۔ ہاں کسی حد تک۔ دونوں اقوام کو تکلیف پہنچی ہے اس لئے فطرتاً دونوں ایک دوسرے کے قریب ہو رہے ہیں۔ ۱۹۱۶ء میں اصلاحات کے متعلق کانگریس اور لیگ میں جو معاہدہ ہُوا وہ اس اتحاد کا نقطۂ اوّلیں ہے جو روز بروز بڑھ رہا ہے۔

نمائندہ: تحریک ترکِ موالات میں آپ کی روش کیا ہے؟

مسٹر جناح۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جب حکومت کی حکمتِ عملی اور اس کا طرزِ حکومت مائل بہ سختی ہو تو ترکِ موالات اس کے خلاف ایک راستہ ہے مگر میں مسٹر گاندھی کے پروگرام سے متفق نہیں ہوں۔

ترکِ موالات میں ایک زبردست نقص

نمائندہ: آپ کس بات میں مختلف ہیں؟

مسٹر جناح۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ترکِ موالات کی پالیسی اور اس کے اصول کو عملی جامہ پہنانے سے پیشتر ایک منزل آتی ہے جس میں ان کے لئے تیاری کی جانی چاہیے۔ جسے مسٹر گاندھی نظرانداز کر گئے ہیں۔ میرے خیال میں ترکِ موالات اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک وہ چند جماعتوں تک محدود ہے اور نہ اثر پیدا کر سکتی ہے۔ جب یہ بالاقساط جاری کی جائے۔ بقول گاندھی گورنمنٹ کو ختم کرنے کے لئے یہ تحریک اس وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب ہر گروہ اور جماعت اس پر عمل کرے۔ منازلِ تیاری حسب ذیل ہے۔

۱۔ تبلیغ و اشاعت جس پر اب مسٹر گاندھی اپنی تمام تر توجہ صرف کر رہے اور عملاً اپنے اصلی پروگرام کو ترک کر رہے ہیں۔ ہندوستان کے عامی کا مرتبہ بلند کریں جو اتحادِ سیاسی پر موقوف ہو

اور اس کا مطمح نظر سیاسی ہو۔ (ب) عوام اور جماعتوں کو ایک مسلک میں منسلک کرنا۔ (ج) مکمل انتظام۔ یہ ضروری منازل تیاری ہیں۔ ان کی خاطر اگر قوم پسند کونسلوں کا مقاطعہ کرنے کی بجائے جو میرے خیال میں سخت غلطی تھی۔ ان پر قبضہ کر لیتے تو انتخاب کے موقعوں پر ہم ملک کو تیار کر لیتے اور کونسلوں سے اگر کوئی اور اچھا کام نہ نکل سکتا تو کم از کم تبلیغ کا کام ضرور نکل آتا۔

آئرلینڈ کا اثر ہندوستان پر

نمائندہ:۔ آپ کے خیال میں سن فینون کے ساتھ سیح کی صدائے بازگشت ہندوستان سے کس طرح اُٹھے گی؟

مسٹر جناح ۔ یہ صاف ظاہر ہے لوگ خیال کریں گے کہ حکومت اور باشندگان برطانیہ پر ہندوستان کے اہم ترین مطالبوں کا اثر ڈالنے کا یقینی اور جلد ترین طریقہ یہ ہے کہ ہندوستان کے طول وعرض میں سن فینوں کے طریقہ کو استعمال کیا جائے اور بہتوں کی طرح مجھے ہندوستان میں خون ریزی پر افسوس ہوگا اور میں اس بارہ میں نہایت کوشش کر رہا ہوں مگر ممکن ہے کہ لوگ اس طریقہ پر کاربند ہونے پر مجبور ہو جائیں کیونکہ ترکِ موالات نہ صرف سُست اور صابر ہے بلکہ اس کے لئے راہبانہ ضبط کی ضرورت ہے جو میرے خیال میں فطرتِ انسانی کی مقتضیات کے خلاف ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر ہندوستان کے معاملات کے ساتھ بے اعتنائی اور بے پرواہی برتی جاتی رہی اور لارڈ ریڈنگ اور ملکِ معظم کی حکومت نے کوئی معتدبہ کارروائی نہ کی تو ہندوستان میں غصہ ویاس کی اٹھتی ہوئی لہر کو کوئی نہ روک سکے گا اور سارا ملک بدنظمی اور خون ریزی میں مُبتلا ہو جائے گا جس کے آگے آئرلینڈ کے سن فینون کی باضابطہ بغاوت بچوں کا کھیل معلوم ہوگی۔

اہلِ ہند اور ان کا مرتبہ سلطنت میں[1]

مسٹر محمدؐ علی جناح کے خیالات

جناب عالی! مجھے اس ملک میں آئے ہوئے دو ماہ ہو گئے ہیں جو سوال کسی سے کئے جاتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی موجودہ حالت کی نسبت ہندوستانی نقطۂ نگاہ کو آپ کے ہم ملک سیاست دان بالکل نہیں سمجھتے چہ جائے کہ عوام سمجھیں۔

تحریکِ حاضرہ کی اساسی وجوہات

کہا جاتا ہے کہ قانونِ ہند ۱۹۱۹ء نے ہندوستان کے لوگوں کو وسیع اختیارات دے دیئے اور کام بخوبی چل رہا ہے۔ برخلاف اس کے مسٹر گاندھی کی تحریک کو شرانگیز اور خطرناک بتایا جاتا ہے اور مسٹر گاندھی اور ان کی تحریک کے خلاف سخت جنگ کر رکھی ہے لیکن عام جنگ جوئی سے جن لوگوں نے واقعات کی رفتار کا ملاحظہ کیا ہے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ خواہ وہ مسٹر گاندھی کے نظامِ عمل سے متفق نہ ہوں کہ ہندوستانی سیاسی تحریک ان واقعات کا نتیجہ ہے جو کہ اس وقت نہایت تیزی سے ظہور پذیر ہو رہے تھے جبکہ قانونِ حکومتِ ہند گھڑا جا رہا تھا۔

دو سال بعد صرف اظہارِ افسوس

مصالحتِ عمومی کے بعد حکومتِ ہند کے جمہورِ ہند کی متفقہ مخالفت کے باوجود رولٹ ایکٹ منظور کرنے اور پنجاب میں مارشل لا جاری کرنے اور اس کے خوفناک حوادث نے ہندوستان میں اس بات کا احساس پیدا کر دیا ہے کہ آزادی کا تو ذکر ہی کیا ان کی جان و مال ہی معرضِ خطر میں ہے۔

---

[1] روزنامہ پیسہ اخبار، ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۱

یہ خیال کرنا کہ واقعہ نا جعہ پنجاب کو صرف فیصلہ کی غلطی کہہ کر ٹالا جا سکتا ہے۔ ایسی دردانگیز بات ہے کہ ایک عامی شخص کو بھی برطانوی عدل و انصاف کا اعتبار نہیں رہا ہے۔ وہ افسر جنہوں نے ایسے ہتک آمیز احکام دیئے مثلاً رینگ کر چلنا اور بے گناہوں اور معصوموں کو کوڑے لگوانا وغیرہ اور جنہوں نے اور بھی ایسے ہی خوف انگیز اور خطرناک افعال کا ارتکاب کیا وہ ابھی تک حکومتِ ہند کے ماتحت اپنے اپنے عہدوں پر ہیں۔ اس بارہ میں کوئی حقیقی کام نہیں کیا گیا جس سے لوگوں کو یقین ہو جائے کہ امرتسر میں جو کچھ ہو چکا ہے دوبارہ نہ ہو گا۔ کیا تو یہ کیا کہ دو سال بعد ان غلطیوں پر جو درحقیقت کی گئی تھیں معمولی سا اظہارِ افسوس کر دیا گیا۔

اہلِ ہند کی مخدوش حالت

بہت سے ہندوستانی یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم صرف ایک حکومتِ انتظامی کے رحم پر ہیں جس میں چند گنتی کے حکام ہیں جن کو ہندوستانیوں کے ساتھ حقیقت میں کوئی ہمدردی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے نزدیک ہماری خواہشات کا کچھ احترام ہے۔ قانونِ ہند نے لوگوں یا ان کے نمائندوں کو کوئی اختیارات مرکزی حکومت میں نہیں دیئے۔ نمائندے صرف گراں ڈیل انتظامی حکام کو بحث و تمحیص ہی کے ذریعے کچھ کہہ سکتے ہیں اور اگر کوئی رعایت کی جاتی ہے تو وہ ان کی اپنی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔ اہلِ ہند کو ہندی فوج میں حقیقی حصہ یا مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ صوبہ جات میں تمام ضروری محکمے مجلس وضع قوانین کے زیرِ اختیار میں نہیں ہیں بلکہ ان کا انتظام صرف مجلسِ انتظامیہ کے سپرد ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ تمام ہندوستانی یہی محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہر انفرادی سوال کا حل بحث و تمحیص سے کیا جائے تو کوئی حقیقی ترقی کرنا یا خاص معینہ میعاد میں خود مختاری حاصل کر لینا فوق الفطرت کام ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمیں اختیار دیا جائے کہ ہم بجائے اس کے کہ حکومتِ انتظامی کو اندرونی انتظام میں صرف ترغیب ہی دیں ہم خود ان معاملات کا بندوبست کریں۔

تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کے جذبات

تعلیم یافتہ ہندوستانی یہ نہیں چاہتے کہ حکام ان کی خاطر سوچیں اور کام کریں صرف یہی دعویٰ کسی قوم کی خودمختاری کے لئے کافی ہے۔ مگر اب تو خلافِ ورزی کے مسئلہ نے ہوم رول کے مطالبہ کو اور بھی تقویت دے دی ہے۔ ہمیں کوئی قوم عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہماری آواز سنی جاسکتی ہے جب تک کہ ہم حکومتِ خودانتیاری حاصل نہ کرلیں۔

مسلمانوں کی جائز خواہشات کی پامالی

سات کروڑ مسلمانوں نے اپنے مذہبی جذبات کے خلاف حکومتِ ہند اور برطانوی وزیراعظم کے قول پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا خون اور روپیہ پانی کی طرح بہا کر انگلستان کو جنگِ عظیم جتائی۔ مگر مصالحتِ عارضی کے بعد ترکوں پر شرائط عاید کرنے اور عراق، عرب اور فلسطین کے بارے میں جسے ہندوستانی خون اور ہندوستانی روپے سے فتح کیا گیا تھا مسلمانوں کی رائے کو کوئی وقعت نہ دی گئی۔ اس سے معلوم ہوجائے گا کہ ہندوستان کی تاریخ کے ان دو عظیم الشان واقعات یعنی پنجاب اور خلافت نے لوگوں کے دلوں پر یہ اثر نقش کالحجر کردیا ہے کہ نہ صرف باہران کی کوئی آواز نہیں سنتا ہے بلکہ اندرونی معاملات میں بھی ان کے ساتھ عدل وانصاف نہیں برتا جاتا۔ میرا خیال ہے کہ آئرلینڈ میں جو واقعات حال ہی میں ہوئے ہیں ان سے جو سبق ہم نے سیکھا ہے اسے مدِنظر رکھتے ہوئے ملکِ معظم کی گورنمنٹ کی پالیسی دربار ہندوستان کی پوری پوری ترمیم ہونی چاہیے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہندوستان کے ساتھ مصالحت کرلی جائے اور یہ موقع لارڈ ریڈنگ اور ملکِ معظم کی گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے اور اب ہم جو چاہتے ہیں وہ کام ہے نہ کہ کھوکھلے الفاظ۔

امپیریل کانفرنس میں ہندوستان کی نمائندگی

کیا میں لندن میں امپیریل کانفرنس میں ہندوستانیوں کو جو مرتبہ نمائندگی دیا گیا ہے اس

کے متعلق چند الفاظ کہہ دوں؟

ان نمائندوں کی ذات پر کسی قسم کی بدگمانی کئے بغیر ہم محسوس کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان کے مستند نمائندے نہیں ہیں۔ وہ صرف حکومتِ ہند کی انتظامیہ کونسل کے نامزد کردہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ امپیریل کانفرنس میں ہندوستان کا رتبہ نوآبادیوں سے مختلف ہے کیونکہ ہندوستان خود مختار نہیں ہے۔ مگر جب ہندوستان کے نمائندوں کو تسلیم کیا جاتا ہے اور اس کے نمائندے بلائے جاتے ہیں تو یقیناً اس کا حکومتِ ہند کی نامزدگی سے بہتر بھی ایک طریقہ ہو سکتا ہے۔ جس سے یہ نمائندے حاصل کئے جاتے۔ میں احساس کرتا ہوں کہ یہ بات ان نمائندوں کو ہندوستان کی نمائندگی کرنے میں مشکل میں مبتلا کر دیتی ہے کیونکہ وہ ہندوستان کی طرف سے مستند طور پر نہیں بول سکتے اور نہ ہی ہندوستان کسی معنوں میں ان کے قول وفعل کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

تحریکِ ترکِ موالات ناقابلِ عمل ہے[1]

مسٹر جناح کا طلبا سے خطاب

یکم جولائی ۱۹۲۲ء کو طلباء کے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے بمبئی میں مسٹر ایم اے جناح نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا "نوجوان ہندوستان کو نہایت صاف اور مرتب طور پر سمجھ لینا چاہیئے۔ انسان جس قدر اپنی خوبی اور برائی پر غور کرتا ہے اسی قدر وہ اپنے آپ سے اجنبی ہوتا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی ساری قوت کا دارومدار اپنے عرفان پر ہے۔"

ہندوستان کے سیاسی مطمح نظر کی نسبت ارشاد فرماتے ہوئے آپ نے کہا "ہر ہندی سوراج کا طلب گار ہے اور نوجوان ہندوستان کو اس مقصد کے حصول کے لئے سب سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔"

---

[1] زمیندار ۵ جولائی ۱۹۲۲ء، ص ۵

کالجوں اور سکولوں کو بھر دو

مسٹر جناح نے طلبار کو ہدایت کی کہ وہ ملک کی موجودہ سیاسی حالت پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اضطراری طور پر کچھ نہ کر بیٹھیں۔ آپ نے نہایت زوردار الفاظ میں کہا کہ طلباء کالجوں اور سکولوں میں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں جائیں کیونکہ تمام مکاتب جمہور کے روپے سے بنائے گئے ہیں۔ طلبار ہونے کی حیثیت سے انہیں غلام نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں آزاد اور محب وطن بننا چاہیے۔

تحریک ترک موالات انقلاب انگیز ہے

ترکِ موالات کی طرف عنانِ سخن کو منعطف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ ایک انقلاب انگیز تحریک ہے۔ اگرچہ اس امر کے بہت سے ثبوت ہیں کہ یہ تحریک پرامن اور غیر تشدد آمیز ہے لیکن میں اس رائے پر پہنچنے پر زیادہ راغب ہوں کہ یہ تحریک انقلاب انگیز اور باغیانہ ہے۔ آپ نے ڈنکے کی چوٹ کہا کہ تحریکِ ترکِ موالات ناقابلِ عمل ہے اور کامیاب نہیں ہو سکتی ہے۔

کونسلوں میں جانا چاہیئے

کونسلوں کی نسبت آپ نے فرمایا کہ مجھے تو یہی درست معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم سوراج حاصل کرنا چاہتے ہیں جو پارلیمنٹ کے طریق پر جو جمہوریت کے اصولوں پر مبنی ہو۔ جو آئین پسندی اور جمہور کی رائے پر منتج ہو تو ہمیں کونسلوں میں شریک ہونا چاہیے۔ کونسل ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہم ہندوستان کے مطالبات کے لئے نہایت زور و قوت سے لڑ سکتے ہیں۔

اصلاحات نامکمل مگر سوراج کی تمہید ہیں

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات پر رائے زنی کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اگرچہ میں ان اصلاحات سے مطمئن نہیں لیکن یہ یقیناً سوراج کی ترقی کی طرف پیش قدمی ہے۔ آپ نے کہا کہ اصلاحات جمہور کے مطالبہ اور قابلیت کے لحاظ سے شاندار نہیں۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ حکومت کے لئے ناممکن ہے کہ مستعرات سی حکومت دینے میں دس سال کا عرصہ لگا دے۔

مسٹر جناح کی حکومت کو دھمکی[1]

حکومت اپنی پالیسی کی وضاحت کرے

بمبئی۔ ۲۵ مارچ۔ جب تک حکومت اپنی حکمتِ عملی اور اپنے لائحہ عمل کی وضاحت نہ کرے اور آئین پسندوں کے معقول مطالبات پورے نہ کئے جائیں گے اس وقت تک آزاد خیالوں کو مجبوراً مجلس میں سوراجیوں کا ہی ہمنوا ہونا پڑے گا۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو مسٹر جناح نے موجودہ صورتِ حال کے متعلق "ایڈووکیٹ آف انڈیا" سے ملاقات کرتے ہوئے کہے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ مزاحمت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت کو ملک کا انتظام اعلانیہ طور پر دفتری حکومت کے زور پر اور مخصوص انتظامی اختیارات کے ذریعے جاری رکھنا پڑے گا۔ جب مسٹر جناح سے یہ دریافت کیا گیا کہ کیا غیر محتاط مزاحمت سے مزدوروں کی حکومت (لیبر گورنمنٹ) کے راستے میں ہندوستانی مسئلہ کو حل کرنے میں دشواریاں پیدا نہ ہوں گی تو آپ نے جواب دیا کہ مزدور ارکان (لیبر ارکان) کے لئے ہندوستان کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ اس مسئلے کو آسانی سے طے کر سکتے ہیں کیونکہ یہ مسئلہ اس روسی مسئلہ سے زیادہ متعلق نہیں ہے جس کو مزدور وزارت (لیبر حکومت) حل کر چکی ہے۔

---

[1] زمیندار ۳۱ مارچ ۱۹۲۴ء، ص ۴

مسٹر جناح مجوّزہ صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے خیالات[1]

بمبئی ۱۲ رمئی ۔ مسٹر جناح نے جو آل انڈیا مسلم لیگ کے مجوزہ صدر ہیں، کہا ہے کہ وہ کوئی ایسا پروگرام اختیار نہیں کریں گے جو کانگریس یا جمعیۃ العلماء ہند کے ذرا بھی خلاف ہو۔ انہوں نے کہا کہ قانون حکومتِ ہند[2] کی رو سے آخر تک ترمیم کرنے سے متعلق مسلمانوں کی رائے کسی اور جماعت کی رائے سے کمزور نہیں ہے۔ مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات زندہ رہو اور زندہ رہنے دو کے اصول پر مبنی ہونے چاہئیں۔

مُسلم لیگ اور اس کے مقاصد

زندہ رہو اور زندہ رہنے دو

محمد علی جناح کے خیالات[3]

آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس (۱۹۲۴ء) کے صدر مسٹر محمد علی جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے ملاقات کے دوران فرمایا کہ ہندو مسلم مسائل کے تصفیہ کا حقیقی اصول یہ ہے کہ "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو"۔ مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کے مقاصد کے بارے میں سوال کیا گیا تو مسٹر جناح نے فرمایا "مسلم لیگ کے اجلاس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے نظامِ حکومت کی ترمیم کے لئے مسلمانوں کی صفوں میں تنظیم و اتحاد پیدا کیا جائے۔ تمام صوبوں میں علی العموم اور پنجاب میں علی الخصوص دوستانہ مفاہمت کی سعی کی جائے جہاں کہ بعض غیر محسوس اور

---

[1] ہفت روزہ پیسہ اخبار، ۱۵ رمئی ۱۹۲۴ء ص ۱۶

[2] مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات (۱۹۱۹ء)

[3] زمیندار، ۱۶ رمئی ۱۹۲۴ء، ص ۵

غیر مرئی اسباب کی بنا پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ نیز مسلم لیگ کے ذریعہ اور مسلم لیگ کی وساطت سے اسی طرح ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک سمجھوتہ کیا جائے۔ جس طرح ۱۹۱۶ء میں کیا گیا تھا۔

مسٹر جناح نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا:

"جس حد تک مجھے معلوم ہے کہ لیگ کوئی ایسا طریقِ عمل یا نظام کار اختیار نہیں کرے گی جو انڈین نیشنل کانگرس، خلافت کمیٹی یا جمعیت العلمار ہند کے نظام کار کے خلاف ہو۔ اس کے برعکس مجھے یقین ہے کہ لیگ اسی راستے پر چلے گی جو عام قومی مفاد اور قومی فلاح و بہبود کو ترقی دینے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے اور وہ مسلمانوں کے مفاد کا علی الخصوص خیال رکھے گی۔"

مسلمانوں کی شکایات

مسٹر جناح نے کہا کہ جو مسائل اس وقت مسلمانوں کے لئے خاص اضطراب کا باعث ہیں وہ دو ہیں اوّل ملک کی مجالسِ وضعِ قوانین، بلدیات اور مقامی مجالس میں نیابت کا تناسب دوئم سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب ان مسائل کا تصفیہ لینے اور دینے کے اصول کی بنا پر بہ آسانی ہو سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ دونوں جماعتوں میں انصاف کا احساس اور دوستی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ شدھی اور سنگٹھن کی رقیبانہ تحریکات، گاؤکشی کا مسئلہ اور مساجد کے سامنے باجہ بجانے کا معاملہ اختلافات کے نمایاں پہلو ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ حتی الامکان دونوں جماعتوں کو ان رقیبانہ مساعی سے روک دیں اور دونوں میں زندہ رہو اور زندہ رہنے دو کا جذبہ پیدا کریں۔"

سوال کیا گیا کہ ان مقاصد کے حصول کا ان کے نزدیک ذریعہ کیا ہے؟ تو مسٹر جناح نے فرمایا "جب آل انڈیا مسلم لیگ ایک دفعہ پھر زندہ اور منظم سیاسی جماعت بن جائے گی جیسا کہ وہ کسی زمانے میں تھی اور اس کی شاخیں حسب سابق ملک میں پھر سے قائم ہو جائیں تو یہ سب کام بآسانی سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ صرف اسی صورت میں رہنماؤں کی باتیں مسموع و مشروع ہوں گی۔ اور اسی صورت وہ مکمل تصفیہ پیش کر سکیں گے جو جمہور اسلام کے لئے قابلِ منظوری ہوگا۔ ممکن ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک مجلس مقرر کرنی پڑے جس

کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ دیگر جماعتوں، کانگریس یا ہندو مہاسبھا کی مقرر کردہ مجالس سے گفت و شنید کرے۔"

قانون حکومتِ ہند اور مسلمان

مسٹر جناح نے قانون حکومت ہند کے متعلق مسلمانوں کے رویہ کی توضیح کرتے ہوئے کہا کہ "میں آپ سے کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں کی رائے اس امر کے متعلق کسی قوم کی نسبت کم قوی نہیں ہے کہ قانون حکومتِ ہند میں ردّ و بدل ضروری ہے۔ اور مسلمان بھی اس پر شدت سے مُصر ہیں کہ ہندوستان میں نو آبادیوں ایسی خود اختیاری حکومت کے قیام کی کوشش کی جائے۔

اسمبلی کے مسلم ارکان اسمبلی کو حقیقی معنوں میں نمائندہ مجلس بنانے کے احساس میں بھی ہندوؤں سے پیچھے نہیں ہیں۔ وہ بھی یہ چاہتے ہیں کہ اسمبلی ملک کی پارلیمنٹ کی حیثیت اختیار کرے اور آئینِ حکومت میں انہیں موثر ذمہ داری حاصل ہو جائے اس کی صورت صرف یہ ہے کہ ۱۹۱۹ء کے قانون حکومتِ ہند میں ترمیم کرائی جائے۔

میری رائے میں ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ عملی سیاسیات کے دائرے سے باہر نہیں ہے اور اس کا اسی طرح تصفیہ ہو جائے گا جس طرح کہ ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں ہوا تھا۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے مخالفین جو ہندو مسلم اختلافات پر بہت زیادہ اعتماد کئے بیٹھے ہیں وہ آخر کار مایوس ہو جائیں گے۔ بلاشبہ جانبین کی کوشش ہونی چاہیے کہ شرانگیزی کا سلسلہ رُک جائے جو کچھ عرصے سے شروع ہو گیا ہے۔"

مسلم لیگ اور مسئلہ خلافت

مسلم لیگ کے مسئلۂ خلافت کے ساتھ تعلق کے جواب میں مسٹر جناح نے کہا:

"خلافت کا مسئلہ کافی پیچیدہ ہو گیا ہے۔ یہ ایک ایسا منصب ہے جو اسلام کا حقیقی جزو ہے۔ یہ کسی ایک ملک سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ خاص حدود میں نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کے مسلمان

اسے حل کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جو لوگ اسلام کے احکام و قوانین سے پوری طرح واقف ہیں یعنی علمائے کرام، وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی اسلامی کانگرس میں اس کے تصفیہ کی صورتوں پر غور کریں گے اور یہ کانگرس اس وقت زیرِ تجویز ہے۔ بلاشبہ اس مسئلہ پر لیگ کے آئندہ اجلاس لاہور میں خاص توجہ کی جائے گی۔"

آخر میں مسٹر جناح نے کہا؛

اس نازک وقت میں جبکہ مزید اصلاحات، ہندو مسلم مفاہمت اور بعض دوسرے اہم مسائل درپیش ہیں میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ لیگ کے سالانہ اجلاس میں بہ تعداد کثیر شریک ہوں۔ میں تمام ممتاز اور سربرآوردہ مسلمانوں سے بھی درخواست کرتا ہوں (خواہ وہ لیگ کے ممبر ہوں یا نہ ہوں) کہ وہ لیگ کے آئندہ اجلاس میں پیش ہونے والے مسائل کے متعلق ہمیں اپنی آراء اور اپنے مشوروں سے مستفید کریں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ لاہور ۱۹۲۴ئ میں [1]

مسٹر جناح کی اختتامی تقریر

مسٹر محمد علی جناح نے اپنی اختتامی تقریر میں فرمایا " آپ حضرات نے مجھے دوبارہ صدر منتخب کیا۔ حقیقتاً یہ میرے لئے بے حد باعثِ فخر و مسرت ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری عاجزانہ اور مخلصانہ خدمات ہمیشہ آپ کے لئے حاضر ہیں۔ ڈاکٹر ضیاء الدین [2] کی ترمیم پر جس طرح مباحثہ ہوا ہے اس پر مجھے بے حد فخر اور تعجب ہے کہ مسلمانوں نے کامل صبر و برداشت سے موافق و مخالف آراء سنیں۔ لیگ کا یہ کامیاب اجلاس تھا۔ میں نے ۱۹۱۶ء میں لیگ کا ایسا کامیاب جلسہ دیکھا تھا یا اب دیکھا۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ اس کو نہ صرف زندہ رکھنے بلکہ اسے ایک طاقت بنانے میں میرا ہاتھ بٹائیں اور میری پوری طرح امداد فرمادیں۔ آپ پبلک

---

[1] ہفتہ وار پیسہ اخبار، ۲۹ مئی ۱۹۲۴، ص ۱۹، ۲۰۔

[2] ڈاکٹر ضیاء الدین۔ وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔

کو متوجہ کریں کہ وہ لیگ میں دلچسپی لیں۔ آپ نے لیگ کو جس اعتماد سے میرے سپرد کیا ہے آپ مجھے انشاء اللہ مخلص پائیں گے۔ میں کسی قسم کی فرقہ بندی یا جانبداری کو جائز نہیں سمجھتا۔ افسوس ہے کہ لکھنؤ کے مسلمانوں میں سیاسی زندگی مفقود ہے۔ بمبئی مدراس کے مسلمانوں کی حالت افسوس ناک ہے۔ بنگال کے مسلمان بھی غافل ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی ہے کہ مسلمانانِ پنجاب میں سیاسی بیداری کے آثار بڑے زور و شور سے پائے جاتے ہیں۔ ان کی سیاسی زندگی کا یہ بڑا ثبوت ہے کہ وہ لیگ کو زندہ کرنے اور اس کے اجلاس کو کامیاب بنانے میں اہل ثابت ہوئے۔

سکھوں کی شریفانہ جدوجُہد

"حضرات! میں لیگ کے اجلاس کو اس وقت تک ختم نہیں کر سکتا جب تک کہ سکھوں کی مذہبی اور شریفانہ جدوجہد کے متعلق کچھ عرض کر لوں۔ سکھوں کی یہ مذہبی جنگ ہے اور مسلمان بحیثیت قوم سکھوں کی جدوجہد سے کامل ہمدردی رکھتے ہیں۔ ہم بحیثیت قوم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سکھوں کے خلاف اپنے جابرانہ طرزِ عمل کو بدلے۔ سکھوں کی خالص مذہبی جنگ اور موجودہ صورتِ حال بالکل ناقابلِ برداشت ہے۔ میں مسلمانوں کی قوم کی طرف سے سکھوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ حضرات میں ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس عظیم الشان جلسہ کے نظام کو قائم رکھنے میں میری امداد کی اور میرے احکام کی تعمیل فرمائی۔"

مولانا محمد علی پر مسٹر محمد علی جناح کے اعتراضات[1]

خلافت اور مُسلم لیگ

بمبئی ۱۵ مئی ۔ مسٹر محمد علی جناح سے اخبار بمبئی کرانیکل کے ایک نمائندہ نے ملاقات کی ۔ آپ نے کہا کہ مولانا محمد علی کا قول مجھ پر عائد نہیں ہوتا ہو انہوں نے حال ہی میں اخبار مذکور کے نمائندہ سے ملاقات کرنے کے دوران میں فرمایا تھا کہ ملتِ اسلامیہ میں کوئی دیانت دار کارکن مشکل سے ایسا ملے گا جو نظامِ خلافت کا رکن نہ ہو۔ آپ نے کہا کہ " خلافت کا لفظ ہر مسلمان کا رکن کے لئے واجب احترام ہے ۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ مولانا محمد علی کا نظامِ خلافت واجبِ احترام ہے ۔" مسٹر جناح نے مولانا محمد علی کے اس قول پر بھی شدید نکتہ چینی کی کہ مسلم لیگ کے لاہور اجلاس میں حاضرین اور شرکائے جلسہ قوم کے نمائندہ نہ تھے ۔ آپ اعلان کرتے ہیں کہ اس اجلاس میں لیگ کے اور اجلاسوں کی نسبت (۱۹۱۶ء کے اجلاس لکھنؤ کے سوا) قوم کے نمائندے زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوئے ۔ فرقہ وارانہ نیابت کے متعلق مسٹر جناح نے کہا کہ " میں ہندوستانی قومیت پسند ہوں اور جداگانہ نیابت کو پسند نہیں کرتا لیکن مسلمانوں کا عام احساس اس نیابت کی تائید میں ہے ۔"

اجلاس لاہور میں مولانا محمد علی اور ڈاکٹر ضیاء الدین کی ترمیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ مجھے اس امر میں بہت کم شُبہ ہے کہ مسلمان نیابت کے لئے آبادی کے اصول کو تسلیم نہ کریں گے ۔ فیصدی تناسب ، باہمی خیر خواہی اور رضامندی سے ہی ہو سکتی ہے ۔ مسلمانوں کی تنظیم کی ضرورت کے متعلق آپ نے ہندو احباب کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ وہ میری بات کی تہ تک نہیں پہنچے اگر مسلمانوں کی تنظیم مقصود ہے تو اسلئے نہیں کہ قومی اغراض و مقاصد کا مقابلہ کیا جائے بلکہ اس کے برعکس یہ مقصود ہے کہ انہیں بھی منظم کر کے بقیہ ہندوستان کی صف میں لایا جائے ۔

---

1. زمیندار ۱۸ / جون ۱۹۲۴ء ، ص ۳

مجلس تحقیقات اصلاحات (ریفارمز کمیٹی)[۱]

تحقیقات کا دائرہ محدود ہے

بمبئی ۱۹ اربون ۔ مسٹر محمد علی جناح نے حکومت کی اس دعوت پر کہ وہ مجلس تحقیقات اصلاحات میں شامل ہوں، گورنر جنرل با اجلاس کونسل کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ تحقیقات کا دائرہ محدود ہے اور اس کی قیود و شرائط ان کے ان خیالات و معتقدات کے خلاف ہیں جو انہوں نے عام طور پر ظاہر کئے ہیں اور قانون اصلاحات کے متعلق حقیقی ترقی کا کوئی امکان نہیں ہے ۔ لیکن سر میلکم ہیلی (گورنر پنجاب) کے اس بیان کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اگر تحقیقات بار آور ثابت نہ ہوئیں تو آئینی ترقی کا سوال ایک علیحدہ حیثیت اختیار کرے گا اور مجلس کو اختیار ہو گا کہ بلحاظ ضرورت آئین میں ترمیم کر دے ۔ میں مجلس تحقیقات میں شامل ہونے پر آمادہ ہوں۔

موتمر جماعات سیاسی[۲]

مسٹر محمّد علی جناح کے خیالات

بمبئی ۔ ۲۰ نومبر مسٹر محمد علی جناح نے جو آج کل آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم میں مصروف ہیں، موتمر جماعات سیاسی کے متعلق "بمبئی کرانیکل" کو ایک بیان میں کہا ہے کہ

"میری رائے میں کانفرنس کو متحد بنانے کے لئے سب سے پہلی یہ بات ضروری ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مفاہمت کرائی جائے۔

۱۔ زمیندار، ۲۲ رجون ۱۹۲۴، ص ۳

۲۔ زمیندار، ۲۳ رنومبر ۱۹۲۴، ص ۳

دوسری بات یہ ہے کہ کانگریس کی حکمت عملی اور لائحہ عمل کو صرف سیاسی اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے نیز یہ بھی ضروری ہے کہ کانگریس کے آئین میں اصلاح کی جائے، رکنیت کانگریس کے لئے جو شرط لگائی جائے اس میں سیاسی یا اقتصادی فوائد کو پیش نظر نہ رکھا جائے بلکہ اس کا معیار جائیداد یا تعلیم کو قرار دینا چاہیے۔

تیسری بات یہ ہے کہ انڈین نیشنل کانگریس کی حکمت عملی اور نظام عمل پر پابندی قانون کے ساتھ عمل کیا جائے۔

مسلم لیگ کا اجلاس بمبئی ہی میں ہوگا[۱]

مسٹر ایم اے جناح اور ہندو مسلم اتحاد

بمبئی، ۱۰ دسمبر مسٹر ایم اے جناح نے اعلان شائع کیا ہے کہ مسلم لیگ کی کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنا اجلاس بمبئی ہی میں منعقد کرے اور اسے بلگام منتقل نہ کرے۔ اور اس فیصلے کو مخالفت اتحاد پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ ہندو مسلم اتحاد کے متعلق میرے خیالات وہی ہیں جو ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء میں تھے۔ میں اتحاد کا نہایت خواہش مند ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس وقت حقیقی اتحاد بالکل مفقود ہے، اس لئے میری رائے ہے کہ مسلمان کثیر تعداد میں لیگ کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے بمبئی تشریف لائیں اور ہندوؤں کے ساتھ اتحاد قائم کرنے کے لئے اپنی اپنی تجاویز پیش کرنے کے لئے تیار رکھیں اور مسلمان جن کو ملک کی حکومت میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔ اہم مسائل پر گفت و شنید کرنے کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ میں اہل ملک سے پر زور اپیل اور درخواست کرتا ہوں کہ لیگ کی کونسل نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے متعلق غلط فہمیاں اور شکوک دل میں نہ لائیں

فرقہ وارانہ نیابت کا مسئلہ[۲]

بمبئی یکم جنوری ۱۹۲۵ء مسٹر محمد علی جناح نے اپنی قرارداد میں ایک کمیٹی مقرر کرنے کی سفارش

---

[۱] زمیندار، ۱۳ دسمبر ۱۹۲۴ء، ص ۳

[۲] زمیندار، ۲ جنوری ۱۹۲۵ء، ص ۳

کی تاکہ وہ مجالس وضع قوانین اور دیگر نمائندہ مجالس میں مسلمانوں کی نیابت اور ملازمتوں میں ان کے لئے مناسب حصہ حاصل کرنے کے لئے مطالبات مرتب کرے۔ اس مجلس کو یہ بھی اختیار دیا گیا کہ وہ دوسری سیاسی انجمنوں کے ساتھ گفتگو کرے اور مسلم لیگ کے روبرو اپنی روئیداد پیش کرے۔ اس مجلس کے لئے ۳۲ اشخاص کے نام تجویز کئے گئے۔ جس میں میاں محمد شفیع، میاں فضل حسین اور مولانا محمد علی بھی تھے۔

قرارداد پیش کرتے ہوئے مسٹر جناح نے اس الزام کی ایک مرتبہ پھر تردید کی کہ وہ لیگ کے پلیٹ فارم پر فرقہ پرست کی حیثیت سے آئے ہیں۔ انہوں نے حاضرین کو یقین دلایا کہ میں ویسا ہی قوم پرست ہوں جیسا کہ پہلے تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ذاتی طور پر یہ کہنے میں تامل نہیں کہ میں فرقہ وارانہ نیابت کا مخالف ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجالس قانونی میں ملک کے بہترین اور قابل ترین افراد نمائندگی کریں (نعرہ ہائے تحسین) لیکن بدقسمتی سے دوسرے محبانِ اسلام اس انتہا تک جانے کو تیار نہیں جس انتہا تک میں جانے کو تیار ہوں۔ میں موجودہ حالت سے اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر مسلمان مجالس قانون ساز اور ملازمتوں میں علیحدہ نیابت چاہتے ہیں اور اسی جذبے کی وجہ سے جماعتی اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔ ہم فرقوں کے اتحاد کے متعلق باتیں کر رہے ہیں مگر ایسا اتحاد کہاں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ برادران جماعت سوراج کے لئے معرکہ آرائی کرنے کو تیار ہیں لیکن انہیں چند ضمانتوں کی ضرورت ہے (اس پر خوب تالیاں بجائی گئیں) جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے میں حالات کا جائزہ لوں گا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں عملی سیاست دان ہوں۔

اتحاد کی راہ میں فرقے حائل نہیں بلکہ ان کے چند افراد حائل ہیں جو شرانگیز ہیں۔ مسٹر جناح نے ان شرانگیزوں کے حیا سوز پروپیگنڈا کی پیچیدگیوں کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا۔ اور ان کا مذاق اڑایا جس سے حاضرین بہت مسرور ہوئے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا دوسرا اجلاس[1]

محمد علی جناح کی پیش کردہ مسٹر مانٹیگو کی قرارداد تعزیت

مسٹر جناح نے مسٹر مانٹیگو کے متعلق حسبِ ذیل قرارداد پیش کی :

---

[1] زمیندار ۵ جنوری ۱۹۲۵ء، ص ۴

"آل انڈیا مسلم لیگ کو رائٹ آنریبل ایس مانٹیگو کی افسوسناک اور بے وقت موت پر بعید افسوس ہے ۔ وہ ہندوستان کے سچے اور مخلص دوست تھے ۔ جس زمانہ میں وہ وزیر ہند رہے وہ زمانہ ہندوستان کی آئینی ترقی میں خاص اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے ۔ انہوں نے ترکی اور خلافت کے متعلقہ مسائل میں مسلمانان ہند کے مقصد کی جس طرح حمایت کی ہے اسے مسلمانان ہند تشکر و امتنان کے ساتھ یاد کریں گے ۔ لیگ ان کی زوجہ اور ان کے خاندان کے دیگر افراد سے خصوصی کے ساتھ تعزیت کرتی ہے ۔"

قرارداد پیش کرتے ہوئے مسٹر جناح نے ایک موثر تقریر کی اور مسٹر مانٹیگو کی زور شور سے تعریف و توصیف کی ۔ انہوں نے کہا کہ جب تک وہ وزیر ہند رہے ۔ ان کے انتظام میں جو جذبہ غالب رہا وہ ہندوستان اور ہندوستانیوں کی محبت تھی ۔ قانون حکومت ہند کیسا ہی غیر تسلی بخش اور غیر مکمل کیوں نہ ہو لیکن اس نے ایک زبردست اصول کا سنگ بنیاد رکھا ۔ ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ خود مانٹیگو اصلاحات سے مطمئن نہیں تھے ۔

مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ مسٹر مانٹیگو نے ہنٹر کمیشن کے تقرر پر اظہار افسوس کیا تھا اور جلیانوالہ باغ کے مظالم اور مارشل لار کو سختی کے ساتھ محسوس کیا تھا ۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ جو لوگ بھی اس میں مرتکب جرم ہوئے ہیں اگر ان کے خلاف مجھے ثبوت مل جائے تو میں سزا دینے میں ذرا تامل نہ کروں گا ۔

آل پارٹیز کانفرنس ہماری اہلیت کا امتحان ہوگی[1]

بمبئی ۶ جنوری ، مسٹر ایم اے جناح نے اخبارات کے نام ایک بیان ارسال کیا ہے ۔ جس میں وہ لکھتے ہیں " آج ہندوؤں اور مسلمانوں کا اتحاد گذشتہ تین سال کی نسبت قریب نظر آرہا ہے آل پارٹیز کانفرنس نے اپنے اجلاس بمبئی میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی اور اب ہندو مہاسبھا اور آل انڈیا مسلم لیگ نے بھی سمجھوتہ کی شرائط تیار کرنے کے لئے کمیٹیاں مقرر کر دی ہیں ۔ گویا اس طریق سے ہمیں مفاہمت کرنے والی جماعتوں کی تخصیص حاصل ہوگئی ۔ آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس ۲۳ جنوری کو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ سب لوگ آشتی و مودت کی فضا میں ایک دوسرے

---

[1] زمیندار ۱۰ جنوری ۱۹۲۵ ، ص ۳ ۔

سے ملیں گے ۔" مسلمانوں کی نمائندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا :

"اس مسئلہ کو حل کئے بغیر آگے کی طرف پیش قدمی کرنا ناممکن ہے ۔ اگر ہم اس مسئلہ کو حل کرسکے تو حکومت بھی فوراً پیش قدمی کا فیصلہ کرے گی ۔ لیکن اگر ہم اس کام میں ناکام ہوئے تو اس سے زیادہ افسوس ناک بات کوئی اور نہ ہوگی اور اس سے اس امر کی ایک دفعہ پھر تائید ہوجائے گی کہ بہت طویل عرصہ تک برطانوی اقتدار کی موجودگی دور نہیں کی جاسکتی ۔ دہلی کی کانفرنس ہماری زیر دست آزمائش ہے ۔ اس کانفرنس کی ناکامی یا کامیابی ثابت کرے گی کہ آیا ہم اپنے معاملات سے نپٹنے کی اہمیت رکھتے ہیں یا نہیں اور سوراج کے قابل ہیں یا نہیں ۔" ملازمتوں میں مسلمانوں کے حصہ کے متعلق مسٹر جناح نے مسلم لیگ کی مقرر کردہ کمیٹی سے اپیل کی کہ وہ مسلمانوں کے مطالبات تیار کرے اور آل پارٹی کانفرنس میں پیش کرے ۔

پنڈت موتی لعل نہرو کا چیلنج

مسٹر جناح کی تصریحات[1]

بمبئی ۲۴ ستمبر ۱۹۲۵ پنڈت موتی لال نہرو کے بیان متعلقہ آزاد خیال INDEPENDENT PARTY کو جماعت مذکورہ کے نام ایک چیلنج گردانتے ہوئے مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ کونسلوں سے مستعفی ہونے کے سوال کو محض اس شرط پر مبنی قرار نہیں دیا جاسکتا کہ سوراجی ارکان فقط اسی وقت مستعفی ہوگئے جب کہ آزاد خیال INDEPENDENT ارکان مستعفی ہوں گے ۔

یہ سوال کہ یہ فعل درست ہے یا غلط، اس کے متعلق کامل اتفاق رائے ممکن نہیں ہے، تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ آزاد خیالوں نے کسی وقت بھی یہ تصریح نہیں کی تھی کہ تمام کے تمام آزاد خیال ارکان کو استعفی پر مائل کیا جاسکتا ہے ۔ پنڈت صاحب نے خود ۱۸ یا ۲۰ ارکان کی قید لگائی تھی لیکن بعض آزاد خیال حضرات کی رائے ہے کہ ان کو پنڈت جی کی موافقت میں مجلس وضع قوانین ہند کا مجوزہ سفارشوں کے متعلق ملک معظم کی حکومت کے فیصلہ تک انتظار کرنا چاہیے ۔ استعفی کے سوال کو کونسل آف سٹیٹ کی کارروائیوں سے کچھ سروکار نہیں ہے ۔ اس سوال کے فقط ایک نکتہ

---

[1] زمیندار ۲۷ ستمبر ۱۹۲۵ ، ص ۳

پر مجادلہ آرائی کی جاسکتی ہے اور وہ نکتہ یہ ہے کہ حکومت پر یہ ظاہر کر دیا جائے کہ ملک مجلسِ وضع قوانین ہند (اسمبلی) کی پشت پر ہے۔ پنڈت صاحب نے خود بھی استعفٰی دینے کی مخالفت کی تھی۔ اس وقت اس کی تصریح کا مطلب کچھ نہیں ہے کہ اگر آزاد خیال ملکی مفاد کے اعتبار سے فائدہ یا مضرت کے خیال کو بالائے طاق رکھ کر مستعفی ہونے پر رضامند ہیں تو سوراجیوں کو ان کی تقلید سے کچھ عذر نہیں ہے۔

محمد علی جناح کی طرف سے متحدہ قومی جماعت[1]

قائم کرنیکی تجویز

[بمبئی] ۱۰ جنوری کی شام کو ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے اس بات پر زور دیا کہ آئینی کارروائی کے ذریعے سے سوراج کا حاصل ہونا سب سے یقینی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان ہنوز آئینی تنظیم کی معراج کمال پر نہیں پہنچا کہ وہ آئینی جدوجہد کر سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہندوستان نے ۱۸۹۶ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک کی مدت کے بعد منٹو اور مارلے کی اصلاحات حاصل کیں اور اسے ۱۹۱۹ء سے پہلے پھر اصلاحات مل گئیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موخرالذکر مدت میں سیاسی بیداری زیادہ تھی جس کی وجہ سے حکومت مجبور ہوگئی۔ ۱۹۲۶ء میں سوال یہ ہے کہ اب آئندہ کارروائی کیا ہوگی؟

ایک جماعت اس بات کی حامی ہے کہ قانون کی خلاف ورزی کے لئے تیاری کی جائے اور اس کا خیال ہے کہ ایک ماتحت قوم حصول آزادی کے لئے ہر ایک طریقہ اختیار کر سکتی ہے۔

میں حامیان خلاف ورزی قانون کو یاد دلاؤں گا کہ جب آپ یہ تحریک شروع کریں گے جو آخر میں انقلاب کی شکل اختیار کرے گی، تو کیا فریقِ مخالف اس اثناء میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے گا۔ بخلاف اس کے اگر ہم سیاسی بیداری کو مثلاً مذہبی بیداری کا ہم پلہ بنالیں اور حکومت کی مخالفت کے لئے کامل آئینی اصول پر ایک ایسی منظم اور متحد جماعت قائم کریں جس کے ارکان کی تعداد کم از کم تین چار کروڑ اور جس کا سرمایہ کروڑوں روپیہ ہو تو کوئی حکومت بے خونی کے ساتھ اس کے

---

[1] زمیندار ۱۵ جنوری ۱۹۲۶ء ص ۴

مقابلے کی جرأت نہیں کرسکے گی۔

آخر میں مسٹر جناح نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ تحفظ ملک کے لئے فوجی زندگی اختیار کریں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے خطبۂ صدارت اور قراردادوں[1]

پر مسٹر جناح کا اظہار خیال

مسلم لیگ کے اجلاس علی گڑھ کی شرکت سے واپس آنے کے بعد مسٹر جناح سے اخبار 'بمبئی کرانیکل' کے نمائندہ نے ملاقات کی۔ مسٹر جناح نے گذشتہ اجلاس مسلم لیگ کی منظور شدہ تجاویز پر اطمینان کا اظہار کیا۔ دوران ملاقات میں آپ نے خطبۂ صدارت کے متعلق کہا "اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے خیالات کی اس طرح نمائندگی کی گئی ہے جس طرح کہ لالہ لاجپت رائے ہندوؤں کی ایک جماعت کی کرتے ہیں"۔ گو حکومت سے تعاون کے متعلق مسٹر جناح کے خیالات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ لارڈ برکن ہیڈ اور لارڈ ریڈنگ کے قول پر اعتماد کرکے گورنمنٹ سے مزید تعاون کرنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا "بحیثیت صدر آل انڈیا مسلم لیگ میں یہ کہوں گا کہ لیگ کی رائے کا اندازہ اس کی تجاویز سے کرنا چاہیے نہ کہ کسی مخصوص شخصیت کے ذاتی خیالات سے، خواہ وہ وہاں کتنے ہی مقتدر کیوں نہ ہوں۔ میرے خیال میں آپ مطبوعہ تجاویز کو دیکھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مسلمان ہندوؤں سے اچھے تعلقات قائم رکھنا اور ان کے ساتھ شریک کار ہونا چاہتے ہیں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد کی خواہش ہے کہ وہ حصول مقصد کے لئے مشترکہ طریقے سے کوشش کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ زبانی جنگ جو بعض بڑے لیڈروں کے درمیان اخبارات میں ہو رہی ہے ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گی۔ اس سے ہم کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے اور اس کا حل صرف یہی ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کا ایک میثاق مکمل کیا جائے اور یہ کام ہر دو جماعتوں کے اہل فہم و تدبر کا ہے کہ کم از کم وہ کام جو ان کے اختیار میں ہے وہ تو پورا ہو جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ وزیر ہند اور وائسرائے دونوں کے قول کے مطابق عمل کیا جائے اور پھر بھی اگر برطانوی پارلیمنٹ اپنا قول پورا نہ کرے تو ہم سمجھ لیں گے کہ ہم کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

---

[1] 'زمیندار' ۱۹ جنوری ۱۹۲۶ء۔ ص ۴

جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق[1]

مسٹر جناح کی اسمبلی میں تحریک

دہلی ۱۸ مارچ - آزاد خیال جماعت (INDEPENDENT) کے رہنما مسٹر جناح نے اسمبلی میں نوٹس بھیجا ہے کہ وہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی حالت وحیثیت کے متعلق مسٹر جی پی سنگھ کی تحریک میں حسب ذیل ترمیم پیش کریں گے :-

"اسمبلی کا یہ اجلاس گورنر جنرل با کونسل سے سفارش کرتا ہے کہ وہ از راہِ کرم ونوازش (الف) جنوبی افریقہ کی یونین گورنمنٹ سے سفارش کریں کہ تعین رقبہ جات اور انتقال وطن کرنے والوں کے رجسٹریشن کا مسودہ قانون اصولاً سراسر ناقابلِ قبول ہے کیونکہ ایسا قانون غیر منصفانہ، منافی مساوات انسانی اور برطانوی حقوقِ شہریت کے منافی ہونے کے علاوہ اس معاہدہ کی صریح خلاف ورزی کا حکم بھی رکھتا ہے جو ۱۹۱۴ء میں گاندھی اور سمٹس کے درمیان ہوا تھا۔ اس قانون سے ہندوستانیوں کی حالت ۱۹۱۴ء کی بہ نسبت بدتر ہو جاتی ہے اور اس کی دفعات کی زد ہندوستانیوں کے مسلمہ حقوق پر پڑتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی خوددار ہندوستانی وہاں بود وباش رکھنے کو پسند نہیں کر سکتا۔

(ب) یونین گورنمنٹ کو گول میز کی انجمن مصالحت منعقد کرنے پر آمادہ کرنے کی مزید کوشش عمل میں لائے جس میں دیگر نمائندوں کے علاوہ خود ہندوستان کے نمائندے بھی شامل ہوں تاکہ تمام اختلافی امور طے کئے جا سکیں۔

(ج) ملک معظم کی حکومت سے کہیں کہ معاملہ کی اہمیت ونزاکت کو محسوس کرتے ہوئے وہ بھی اپنے اثر ورسوخ سے کام لے کر یونین گورنمنٹ کو گول میز کی انجمنِ مصالحت کے انعقاد پر آمادہ کرے۔

(د) ایسا انتظام فرمائیں کہ ہندوستان کی مجالسِ وضعِ قوانین کے دونوں ایوانوں کے

---

[1] زمیندار، ۲۰ مارچ ۱۹۲۶ء، ص ۳

نمائندے اور جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے نمائندے انگلستان جا کر کابینہ وزارت اور پارلیمنٹ کے سامنے اپنے خیالات پیش کر سکیں۔

(ل) شاہی حکومت سے کہہ دیں کہ کسی قسم کی تسلی بخش مفاہمت نہ ہونے اور تعین رقبہ جات و تدوین آباد کاران کے مجوزہ مسودہ قانون کے منظور ہو جانے کی صورت میں ملک معظم کی حکومت کو چاہیے کہ وہ ملک معظم سے اس قانون کو نامنظور کرنے کی سفارش کرے۔

سینڈہرسٹ کمیٹی کے بارے میں[1]

مسٹر جناح کی تصریحات

لندن ۱۰ جولائی۔ انڈین سینڈہرسٹ کمیٹی (مجلس تبیت افواج ہند) امریکہ اور یورپ کی فوجی درس گاہوں کا معائنہ کر رہی ہے۔ ڈیلی ہیرلڈ کے نامہ نگار نے مسٹر جناح سے ملاقات کی اور اس نے آپ سے مجلس مذکور کے تجربات معلوم کئے۔ مسٹر جناح نے بیان کیا کہ فرانس کے فوجی طلبہ کو بڑی سخت باضابطہ زندگی بسر کرنی پڑتی ہے اور ان کو تین سال تک بلاامتیاز کسی جماعتی خصوصیات کے بحیثیت پرائیویٹ سپاہیوں کے رہنا پڑتا ہے لیکن برطانیہ کے فوجی افسروں کو کسی جماعت کے تجویز کردہ مسلک حربی کی پیروی کرنی پڑتی ہے اور امریکہ کی درس گاہ ہے۔ وہ اپنی ریز آپ ہی واقع ہوئی ہے۔

نظام عسکری میں ہندوستانی عنصر[2]

مسٹر محمد علی جناح نے جو حال ہی میں یورپ کی فوجی درس گاہ کا معائنہ کر کے واپس آئے ہیں، بمبئی کے طلبہ کے سامنے فوج کو قومی بنانے کی اہمیت پر تقریر کرتے ہوئے کہا: "فوج حکومتِ خود اختیاری کی کلید ہے۔ اپنی مدافعت آپ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے بغیر اپنی حکومت

---

[1] زمیندار، ۱۸ جولائی، ۱۹۲۶ء، ص ۶
[2] زمیندار، ۷ ستمبر ۱۹۲۶ء، ص ۲

قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہم سلطنت کے اس اہم ترین شعبہ کی طرف اپنے خیالات اور اپنی طاقت کو منعطف نہیں کرتے اس وقت تک کسی قسم کی آئینی ترقی یا حکومتِ خود اختیاری کے حصول کی طرف اقدام کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ ہندوستان کا مستقبل اس کے نوجوان کے ہاتھ میں ہے۔"

انڈین نیشنل پارٹی کی انتخابی جدوجہد[1]

کونسلوں سے استعفوں پر مسٹر جناح کی نکتہ چینی

بمبئی ۳ اکتوبر، انڈین نیشنل پارٹی نے جو گذشتہ اپریل کو اس مقصد کے لئے بنائی گئی تھی کہ سوراجیہ جماعت کے طرزِ عمل کی مخالفت کی جائے، انتخابی جدوجہد کے سلسلے میں آج رات پرشوتم داس ٹھاکر داس کے زیرِ صدارت ایک جلسہ عام منعقد کیا۔ انڈی پنڈنٹ پارٹی کے رہنما مسٹر جناح اور حامیان جوابی تعاون کے رہنما مسٹر جیکار نے جو اسمبلی کے لئے شہر کی طرف سے نیشنل پارٹی کے امیدوار کھڑے ہوئے ہیں، تقاریر کیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ کونسلوں سے نکل جانے کی حکمتِ عملی غلط ہے، حکومت کی حکمتِ عملی اور اعمال پر نکتہ چینی کرنی چاہیے۔ حکومت کو جتنا اس بات سے خوف ہوتا ہے اتنا کسی اور بات سے نہیں ہوتا۔

شردہانند کے قتل پر مسٹر جناح کا اظہارِ افسوس[2]

مسٹر جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے ملاقات کرتے ہوئے کہا:

مجھے سوامی شردہانند کی زندگی پر بزدلانہ حملہ کی خبر سن کر سخت افسوس ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمانانِ ہند اس واردات کے خلاف اتنا ہی اظہارِ نفرت کریں گے جتنا ہندو۔ ان کے

---

[1] زمیندار ۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء، ص ۳

[2] زمیندار ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۴

کئی دوسرے فرقے۔ اس قسم کے جرائم سے ملک میں تمام آزادیٔ خیال اور قومی زندگی کی تباہی کا اندیشہ ہے۔

میں ذاتی طور پر سوامی جی کو جانتا ہوں اور مجھے بے حد افسوس ہے کہ وہ اس طریق سے ہم سے جدا کر دیئے گئے اور مجھے آنجہانی کے پس ماندوں کے ساتھ گہری ہمدردی ہے

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں[1]

مسٹر محمد علی جناح کی تقریر

دہلی ۲۹ دسمبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اٹھارویں سالانہ اجلاس کا پہلا جلسہ کل سہ پہر کے وقت اجمیری دروازے کے باہر شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً ۵۰۰ تھی، جس میں ۸۰ مندوبین تھے۔ مسٹر محمد علی جناح سابق صدر لیگ نے خان بہادر شیخ عبدالقادر[2] سے استدعا کی کہ وہ تشریف لائیں اور کرسیٔ صدارت کو زینت بخشیں۔

مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے شیخ صاحب کا تعارف حاضرین سے کرایا اور کہا کہ شیخ صاحب نے ملک و قوم کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ لیگ آپ کی صدارت میں نمایاں ترقی کرے گی اور آپ کی رہنمائی ہمارے لئے موجب صد افتخار ہوگی۔

لکھنؤ میں مسٹر جناح کی تقریر[3]

لکھنؤ ۲۶ اپریل ۱۹۲۷ء کی شام کو سرونٹس آف انڈیا اسٹڈی سرکل SERVANTS OF INDIA STUDY CIRCLE کے زیر اہتمام مسٹر محمد علی جناح رکن مجلس وضع قانون ہند (آئین) نے ایک عظیم الشان اجتماع کے روبرو تقریر کی۔ آنریبل راجہ رام پال سنگھ نے اجلاس

---

[1] زمیندار، ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء، ص ۴

[2] شیخ عبدالقادر، مدیر مخزن جج ہائی کورٹ پنجاب۔ صدر آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۲۶ء

[3] زمیندار، ۲۸ اپریل ۱۹۲۷، ص ۳

کی صدارت کی۔ مسٹر جناح نے گذشتہ سیشن میں "اسمبلی کا کام" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں بعض دیگر اہم امور مثلاً جماعتی اتحاد اور انڈین سینڈہرسٹ کمیٹی پر بھی اظہارِ خیال فرمایا۔ [1]

مسٹر جناح کا برقی تار [1]

بمبئی ۱۴ مئی مسٹر محمد علی جناح نے جو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جلوس میں شرکت نہیں کر رہے ہیں، مندرجہ ذیل تار مسٹر سرینواس [2] آئینگر کے نام ارسال کیا ہے۔

"نہایت سرگرمی سے کانگریس پر زور دیتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے فیصلے کو قبول کرے جو مادرِ وطن اور قومی ترقی کے اہم اور مقدم مفاد کے لئے نہایت ضروری ہے، ایسے نازک موقعوں پر دشمن ضرور سیاسی چالوں سے کام لیا کرتے ہیں۔"

مقدّس بانیانِ مذاہب کے ناموس کا تحفّظ [3]

کے بارے میں مسٹر جناح کی رائے

مسٹر جناح نے مولانا محمد علی جوہر کے ایک تار کا جواب ارسال کرتے ہوئے لکھا،

"۱۳ اگست کی رات کو آپ کا تار موصول ہوا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ۱۵ اگست کے مجوزہ جلسے میں شریک نہیں ہو سکتا۔ البتہ میں ہر اس تدبیر کی تائید کرنے کے لئے تیار ہوں جس کا مقصد مقدس بانیانِ مذاہب کے ناموس اور وقار کا تحفظ ہو۔ میں مسلمانوں سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ آئینی ذرائع اختیار کریں۔ ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب اور ان کی حکومت نے قابلِ تعریف و تحسین کام کیا ہے۔ عامۃ الناس کو علی العموم اور مسلمانوں کو بالخصوص چاہیے کہ ہز ایکسیلینسی

---

[1] زمیندار، ۱۸ مئی ۱۹۲۷ء، ص ۴

[2] سر سری نواس آئینگر۔ صدر کانگریس

[3] زمیندار، ۱۷ اگست ۱۹۲۷ء، ص ۳

اور ان کی حکومت نے مسلمانوں کے حالات پر قابو پانے کے لئے جو مدبرانہ قدم اٹھایا ہے اس پر اظہار پسندیدگی کریں۔ مقدمہ ورتمان کے فیصلے سے شورش کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے۔ جسٹس دلیپ سنگھ کی نیت پر جو حملے کئے گئے، میں انہیں ناپسند کرتا ہوں۔"

توہینِ انبیا کے انسداد کا بل[1]

مسٹر محمد علی جناح کی طرف سے قانون کی حمایت و تائید کا اقرار

بمبئی ۱۹۲۷ء / ۱۵ اگست۔ مولانا محمد علی جوہر نے مسٹر جناح کو دہلی سے مندرجہ ذیل تار بھیجا:۔

واجب الاحترام پیشوایانِ مذاہب کی توہین کے انسداد کے لئے دہلی میں ایک کانفرنس ۱۵ اگست کو ہونے والی ہے۔ مسلمانانِ دہلی قانونی کونسلوں کے جملہ ارکان کو شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ براہِ کرم شملہ جاتے ہوئے یہاں ٹھہریئے اور احباب کو ہمراہ لایئے، تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔

مسٹر جناح کا جواب

جناب کا تار موصول ہوا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ۱۵ اگست کو دہلی حاضر نہیں ہو سکتا۔ میں شکار پور ہوتا ہوا شملہ جا رہا ہوں۔ جملہ مذاہب کے بانیوں اور پیشواؤں کے متعلق دریدہ دہنی اور حملہ کرنے والوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے جو بھی کارروائی کی جائے، میری تائید اس کے شاملِ حال رہے گی۔ میری استدعا ہے کہ مسلمان آئینی طریق کار اختیار کریں۔ حکومت پنجاب اور اس کے گورنر سر میلکم ہیلی اس نازک موقع پر نہایت خوبی کے ساتھ عہدہ برا ہوئے ہیں۔ عوام الناس کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اس مدبرانہ طرزِ عمل کی داد دینی چاہیے جو صورت حالات پر قابو پانے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ عدالتِ عالیہ کے حدید فیصلے کے بعد ایجی ٹیشن کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔ جسٹس دلیپ سنگھ کی نیت کے متعلق جو کچھ کہا جا رہا ہے، میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔

---

[1] انقلاب ۱۸ اگست ۱۹۲۷ء، ص ۳

وائسرائے کی تقریر پر مسٹر جناح کا تبصرہ[1]

مسٹر جناح نے وائسرائے کے اعلان کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے کہا،
" رائل کمیشن[2] کے متعلق میں نے وائسرائے کا اعلان پڑھا ہے۔ میرے لئے تو ایسے کمیشن کا تصور بھی شاق ہے جو ہندوستان کے آئندہ آئین اور ۳۵ کروڑ ہندوستانیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر ہو اور اس میں ایک بھی ہندوستانی شامل نہ ہو۔ اعلان کی اہمیت اس امر کی متقضی ہے کہ تمام ملک کی تمام جماعتیں بالخصوص کانگریس اور مسلم لیگ متحدہ طور پر اس کے متعلق کارروائی کریں۔ مجھے امید ہے کہ تمام جماعتوں کے نمائندے اور رہنما فوراً ایک جگہ جمع ہوں گے اور اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ انہیں اس کے متعلق کیا کارروائی کرنی ہے۔ امپیریل کونسل اور صوبوں کی مجالس مقننہ کی کمیٹی کو کمیشن کے ساتھ اور بعد میں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی مشترکہ کمیٹی کے ساتھ مشورہ کرنے کی دعوت دینا اور بعد میں جب شاہی کمیشن اپنی سفارشات دونوں ایوانوں کی مشترکہ کمیٹی کے سامنے غور و خوض کرنے کے لئے پیش کرنے والا ہو تو اس وقت امپیریل کونسل کے نمائندوں کو اور بعد میں دوسری جماعتوں کو بغرض مشورہ طلب کرنا جن کی رائے معلوم کرنا مت ذکرہ صدر کمیٹی کے خیال میں ضروری ہے، ایک پر از مصلحت تجویز ہو سکتی ہے مگر جن لوگوں کو اس طرح مشورہ کے لئے بلایا جائے گا آئینی طور سے ان کی کوئی آواز نہیں ہوگی، اور نہ ہی وہ آخری فیصلہ پر کوئی اثر ڈال سکیں گے۔ مجھے تو رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ جب وائسرائے رائے عامہ کا لحاظ کئے بغیر اپنی حکومت کا نقطۂ نظر ظاہر کر چکے ہیں اور ملک معظم کی حکومت بھی اپنا فیصلہ کر چکی تھی۔ تو محض یہ بتانے کے لئے کہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس میں

---

[1] زمیندار، ۱۱ نومبر ۱۹۲۷ء، ص ۴

[2] سائمن کمیشن۔ ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کے تحت ۱۰ سال کے بعد ایک کمیشن مقرر کیا جانا تھا۔ ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۹۲۷ء میں سر جان سائمن کی زیر قیادت ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا گیا، جس میں کوئی بھی ہندوستانی شامل نہیں تھا اور اس کمیشن کے تمام ارکان انگریز تھے۔ شفیع لیگ کے علاوہ ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا تھا۔

تعزیزِ تبدیل ممکن نہیں رہنماؤں کو طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں تو اس کارروائی کا مطلب بالکل نہیں سمجھ سکا۔ سرِ دست میں وائسرائے کے اعلان پر اس سے زیادہ اظہارِ خیالات نہیں کر سکتا۔"

دہلی تجاویز منصفانہ اور معقول ہیں[1]

کلکتہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۷ء۔ آج مسلم لیگ کا اجلاس ٹاؤن ہال میں شروع ہوا۔ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے فرمایا: جن اصحاب[2] نے دہلی کی تجاویز منظور کی تھیں انہوں نے ان کو منصفانہ اور معقول تصور کیا تھا۔ لیکن ہندو احباب نے ان کی حمایت نہ کی۔ بمبئی میں ان ہی تجاویز کو تازہ زندگی نصیب ہوئی۔ جب سے میں نے قومی معاملات میں دخل دینا شروع کیا ہے میری زندگی کا مقصد یہی رہا ہے کہ میں اپنی قوم کو اپنے ساتھ ساتھ رکھوں۔ جب میں کلکتہ آیا تو مجھے خیال تھا کہ بعض اصحاب اس قرارداد کی منظوری کا الزام مجھ پر عائد کریں گے لیکن اس لیگ میں اکثریت اسی خیال کی حامی ہے۔

یہ تجاویز بہت سے دماغوں کے غور و پرداخت کا نتیجہ ہیں۔ اصولاً یہ تجاویز ایسی ہیں کہ ہر دو فرقوں کے لئے بلاشک و شبہ منصفانہ اور معقول ہیں۔ یہاں ہماری اکثریت ہے۔ لیکن کیا ہم اس قابل بھی ہو سکتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کی اکثریت کو مطمئن کر سکیں۔ میں اس تجویز کو سب سے اچھی تجویز سمجھتا ہوں۔

سائمن کمیشن کا زبردست مقاطعہ کریں[3]

۳۰ جنوری پونا۔ مسٹر بھوپت کار کے زیرِ اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں سائمن کمیشن کی تقرری کے خلاف زبردست تقاریر کی گئیں۔ جب مسٹر جناح تقریر کرنے کے

---

[1] انقلاب ۴ جنوری ۱۹۲۸ء، ص ۴

[2] ملک برکت علی کی پیش کردہ ہندو مسلم سمجھوتہ کی قرارداد پر بحث ہو رہی تھی۔

[3] "ہفتہ وار پیسہ اخبار"، ۲ فروری ۱۹۲۸ء ص ۱۳

لئے کھڑے ہوئے تو حاضرین نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ حقیقت مسلمہ اور متفق علیہ ہے کہ سائمن کمیشن، لارڈ برکن ہیڈ[۱] کا ساختہ پرداختہ ہے، ان کے تمام نظریئے اور اصول قبل از وقت فیصلہ شدہ ہیں۔" آپ نے حاضرین سے استدعا کی کہ وہ اس سے بے پرواہ ہو کر اس نوعیت کا مقاطعہ کریں کہ سائمن صاحب دوبارہ اس طرف کا رخ نہ کر سکیں۔ مسٹر جناح نے کہا کہ انگریز بے وفا ہیں اور ہمیں اتفاق و یکجہتی کے ساتھ ان کے منصوبوں کو خاک میں ملانا چاہیے۔

سائمن کمیشن نے ہماری روحوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے[۲]

مسٹر جناح کے تازہ خیالات

کلکتہ سے رخصت ہونے سے پہلے مسٹر جناح نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا کہ "جلیانوالہ باغ میں انگریزوں نے ہمارے ہم وطنوں کو قتل کر کے ظاہری اجسام کو نیست و نابود کیا تھا لیکن شاہی کمیشن کے تقرر سے ہماری روحوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

(فری پریس)

سائمن کمیشن پر مسٹر جناح کا اظہارِ خیال[۳]

کلکتہ میں یکم جنوری کو شردھانند پارک میں دس ہزار آدمیوں کا مجمع کانگریس اور مسلم لیگ کی کامیابیوں کے متعلق ہندو اور مسلم لیڈروں کے ارشادات سننے کے لئے جمع ہوا، مسٹر سبھاش چندر بوس صدرِ جلسہ منتخب ہوئے۔

---

[۱] لارڈ برکن ہیڈ (سیکرٹری آف سٹیٹ)، نے ہندوستان کو ایک متفقہ آئین بنانے کا چیلنج دیا تھا۔

[۲] انقلاب ۷ر جنوری ۱۹۲۸ء، ص ۳

[۳] ہفت روزہ "پیسہ اخبار" ۱۲ر جنوری ۱۹۲۸ء، ص ۱۸

مسٹر جناح نے بیان کیا: "نیابت کے مسئلہ میں ہندو مسلمانوں کا اتحاد ہو گیا۔ اب مختلف مجالس قانون ساز کا فرض ہے کہ وہ سائمن کمیشن کی امداد کے لئے کمیٹیاں مرتب نہ کرنے دیں۔ اگر کوئی ممبر لیجس لیٹو کونسل ایسی کمیٹی کا ممبر بنے گا تو اس کو سارے ملک کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور آئندہ انتخاب کے موقع پر ملک اس کو ٹھوکر مار کر نکال دے گا۔"

مسٹر محمد علی جناح کا خیال [۱]

لندن میں رائٹر کے نامہ نگار نے مسٹر محمد علی جناح سے ملاقات کی۔ مسٹر جناح نے کہا کہ کمیشن نے کوئی رعایت نہ کی۔ نہ وہ مساوات کا درجہ قائم کر سکتی ہے۔ ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کا فکر اس اعلان سے بالکل زائل نہیں ہوا۔

سائمن کمیشن کا تقرر حکومت کی رجعت پسندانہ چال ہے [۲]

۲۱ جنوری کو ایک پبلک جلسہ میں مسٹر محمد علی جناح نے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس موقعہ پر رائل کمیشن کا تقرر گورنمنٹ کی ایک رجعت پسندانہ چال ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم کمیشن مذکورہ کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

متحد ہو کر سائمن کمیشن کا مقاطعہ کرو [۳]

مسٹر جناح کا پیغام

مسٹر محمد علی جناح نے پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی لاہور کی وساطت سے حسب ذیل

---

[۱] ہفت روزہ پیسہ اخبار ۱۲ جولائی ۱۹۲۸ء، ص ۳۲

[۲] ہفت روزہ پیسہ اخبار ۲ فروری ۱۹۲۸ء، ص ۱۴

[۳] انقلاب ۴ فروری ۱۹۲۸ء، ص ۵

برقی پیغام بغرضِ اشاعت ارسال کیا ہے :

" میں اہلِ پنجاب سے پرزور اپیل کرتا ہوں اور ہندو سکھ مسلمان اور عیسائی تمام قوموں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نازک موقعہ پر متحد ہو جائیں اور جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے کمیشن سے کسی قسم کا تعلق یا واسطہ نہ رکھیں۔ ہندوستان کو حکومت میں حصہ دار بنانے سے انکار کیا گیا ہے اور اس کی کوئی وقعت نہیں رکھی گئی۔

مجھے پورا پورا یقین ہے کہ ہندوستان سے غداری کرنے میں کسی قوم کا فائدہ نہیں ہوگا، سوائے ان لوگوں کے جن کو عوام کے گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔"

ہندوؤں اور مسلمانوں کا اتحاد تمام معاملات پر مقدم ہے[1]

مجھے چار سیٹر مل جائیں تو سوراج کو ممکن الحصول بنا دوں

دیوان چمن لعل، مسٹر محمد علی جناح اور سر سری نواس آئینگر پی اینڈ کمپنی کے جہاز "راجپوتانہ" سے ولایت گئے ہیں۔ دیوان صاحب نے پورٹ سعید سے ایک مکتوب فارورڈ میں بھیجا تھا جو ۲ جون کی اشاعت میں شائع ہوا۔

اس میں دیوان صاحب لکھتے ہیں کہ مسٹر جناح نے اسمبلی میں سائمن کمیشن کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد کو کامیاب بنایا۔ صاحب موصوف کا خیال تھا کہ مجلس مرکزیہ ہند میں دوستی اور محبت کی جو روح پیدا ہو چکی ہے، اس کا عام تعلقات پر بھی اچھا اثر پڑے گا مگر آج مسٹر جناح بالکل مایوس ہیں۔ سندھ کی علیحدگی، اقلیتوں کے لئے نشستوں کی تخصیص، سرحد میں اصلاحات کے معاملات کا تصفیہ نہ ہونے نے اتحاد کے تمام مواقع برباد کر دیئے ہیں۔ مسٹر جناح نے کہا:

" اگر مجھے چار سیٹر مل جائیں جو میرے ساتھ دہلی میں طے شدہ پروگرام پر متفق ہو جائیں (اس سے مقصود دہلی کی مارچ ۱۹۲۷ والی تجاویز ہیں) تو میں بتا دوں کہ سوراج کا محض خواب پریشان نہ رہے بلکہ عملی سیاست کے دائرے میں آجائے۔"

مسٹر جناح سے جب دیوان صاحب نے ان لیڈروں کے نام پوچھے تو مسٹر جناح نے کہا کہ پنڈت موتی لال نہرو، مدن موہن مالویہ اور لالہ لاجپت رائے۔ صاحب موصوف نے یہ بھی کہا کہ سب سے

---

[1] انقلاب ۴ جون ۱۹۲۸ء، ص ۱

پہلا سوال ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کیونکر ممکن ہو، یہ محض ایک دل خوش کن جملہ نہیں بلکہ ایک مستقل مسئلہ ہے۔

ہندوستان کی نجات کا واحد ذریعہ ہندو مسلم اتحاد ہے[1]

نہرو رپورٹ پر مسٹر جناح کے خیالات

بمبئی ۲۵ راکتوبر آج صبح کو مسٹر محمد علی جناح بذریعہ ڈاک جہاز "از بک" بمبئی پہنچ گئے۔

فری پریس کے نمائندے سے آپ نے کہا کہ جو لوگ قرارداد لکھنؤ سے اختلافات رکھتے ہیں، میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ علم بغاوت بلند نہ کریں بلکہ صبر وتحمل سے کام لے کر اپنے آپ کو منظم کریں اور اپنے اغراض ومقاصد کے حصول پر پورا زور دیں۔ میں مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا اندیشہ نہ رکھیں۔ میں گھبراہٹ اور بے چینی کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنی تنظیم کریں اور متحدہ محاذ بنا کر اپنی قوم کی حفاظت کے لئے ہر ایک معقول مسئلہ پر ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں۔

مجھے نہرو رپورٹ کو بغور مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملا ہے اور نہ فیصلہ جات لکھنؤ کی کوئی مستند روئیداد میرے پاس پہنچی ہے، البتہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان فیصلہ جات نے نہرو رپورٹ کی بعض تجاویز کی صورت کو بدل دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رپورٹ پر دستخط کرنے والوں اور مختلف ممتاز رہنماؤں نے لکھنؤ میں جمع ہو کر ہندو مسلم مصالحت کی سعی کی ہے، ہم ان کی جدوجہد کی تعریف کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ نہرو رپورٹ اور لکھنؤ کانفرنس کی جو روئیداد اخبارات میں شائع ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مارچ ۱۹۲۷ء کی دہلی تجاویز کو قائم رکھنے کی سعی کی گئی ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر ہونے کی حیثیت سے میں سردست کچھ نہیں کہہ سکتا کہ لیگ اس مسئلہ کے متعلق کیا فیصلہ کرنے والی ہے۔

دہلی کی مسلم تجاویز آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد کلکتہ کی رو سے دسمبر ۱۹۲۷ء میں منظور ہو چکی ہیں اور یہ اس وقت ہوا تھا جب ان تجاویز کو مدراس کانگریس بھی منظور کر چکی تھی۔ جب

---

[1] انقلاب ۳۰ راکتوبر ۱۹۲۸ء، ص ۵

آل پارٹیز کانفرنس نے اجلاس شروع کیا تو آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک کونسل مقرر کی تھی جس کو ہدایت کی گئی تھی کہ دستور اساسی مرتب کرنے سے پیشتر آل پارٹیز کانفرنس میں دہلی مسلم تجاویز کی حمایت کریں اور اگرچہ ایک سال ہم بحث و مباحثہ میں مصروف رہے لیکن بدقسمتی سے کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ بہرحال نہرو رپورٹ اور فیصلہ جات لکھنؤ ایرانیوں اور مدائن کے قوانین نہیں اور آخری فیصلہ بھی نہیں کیونکہ لکھنؤ کانفرنس نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ اسے ایک کنونشن کے روبرو پیش کیا جائے۔ کانگریس اور لیگ کے اجلاس حسبِ معمول ماہِ دسمبر میں ہونے والے ہیں اور مجھے امید ہے ہم اس مسئلہ کو حل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

اسی اثنا میں ان لوگوں سے جو لکھنؤ کانفرنس کے خلاف ہیں، میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ سرکشی اختیار نہ کریں بلکہ صبر و تحمل سے کام لے کر اپنی تنظیم کی کوشش کریں اور اپنے اغراض و مقاصد کے حصول پر پوری توجہ دیں، میں مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کروں گا کہ وہ بالکل خوف زدہ نہ ہوں۔

بذاتِ خود مجھے رنج ہے کہ گذشتہ ماہ فروری میں ہم ہندو مسلم مسئلہ کا عقدہ حل کرنے میں ناکام رہے۔ اس سے ہندوستان کے مستقبل میں عظیم الشان تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ برطانوی مدبروں کی رائے ہے کہ ہندوستان میں بہت سے عقلمند آدمی ہیں لیکن وہ معاملہ کی اہمیت کا احساس رکھنے سے قاصر ہیں اور ان میں تنظیم اور ترغیب کا فقدان ہے۔ برطانوی اخبارات کو کامل یقین ہے کہ ہندوستان کے سیاسی جہاز کے ناخدا نہ تو مدبر ہیں اور نہ دوراندیشی کا مادہ رکھتے ہیں اس لئے وہ ملک کی تمام جماعتوں کو ایک خیال پر مجتمع رکھنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سر جان سائمن اعلیٰ طبقوں کی حکمتِ عملی کے مطابق اپنی تمام نام نہاد تحقیقات دقیقتش جاری رکھنے پر تلے ہوئے ہیں اور اگرچہ یہ تحقیقات بقول پائنیر پولیس گارڈین کی حفاظت میں ہو رہی ہے لیکن پھر بھی اسے عام جلسوں کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے کہ انگلستان میں کسی جماعت سے مادی امداد کی توقع رکھنا خوفناک حماقت میں داخل ہے۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے تمام برطانوی متحد الخیال ہیں۔ فی الحقیقت انگلستان کی تمام جماعتوں کی حکمتِ عملی اور پروگراموں میں ہندوستان خارج از بحث سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دار العوام کے سالانہ مباحثوں میں بھی جو تماشہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے، ہندوستان کے لئے صرف چند گھنٹے وقف کئے جاتے ہیں۔ لیکن

اس سال اس اندیشہ سے کہ آخری بنچوں پر بیٹھنے والوں میں سے کوئی شوریدہ سر شاہی کمیشن کا شوشہ چھوڑ دے۔ یہ چند ساعتیں بھی بااتفاقِ رائے ترک کر دی گئیں۔

ہندوستان کے لئے صرف ایک امید باقی ہے اور وہ ہندو مسلم اتحاد ہے، ہندوؤں کو لازم ہے کہ وہ زیادہ فراخ دلی اور رواداری سے کام لیں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اعتماد کو وسعت دیں۔

میں ہمیشہ سے اس خیال پر قائم رہا ہوں کہ ہندوستان کے لئے صرف نوآبادیات کی حکومت خود اختیاری بہترین حکومت ہے اور میری کانگریس سے علیحدگی اختیار کرنے کی وجوہ یہی تھیں۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں ناگپور کانگریس نے جو فیصلے کئے، ان پر میں نے جو اعتراضات کئے تھے ان میں ایک اعتراض یہی تھا۔

نہرو رپورٹ پر مسٹر جناح کا تبصرہ[۱]

بمبئی ۳ نومبر۔ کل جو مکتوب مسٹر جناح نے موتی لعل نہرو کے نام ارسال کیا، اس میں ممدوح نے رپورٹ کے متعلق اپنی پوزیشن واضح کر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق جو تجاویز آپ نے مرتب کی ہیں۔ ان کو میں ان تجاویز سے متناقض تصور کرتا ہوں جو دہلی مسلم تجاویز کے نام سے موسوم ہیں اور جن کو حقیقتاً عملاً مدراس کانگریس اور کلکتہ مسلم لیگ نے دسمبر ۱۹۲۷ء میں منظور کر لیا تھا۔ میں آپ کو اس سے بھی مطلع کئے دیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ۱۱، ۱۲ نومبر کو لکھنؤ میں منعقد ہونے والا ہے جس میں تمام معاملے پر غور کیا جائے گا۔ میں آپ کی اور ان گرامی قدر احباب کی جد و جہد کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو لکھنؤ میں جمع ہوئے اور جنہوں نے دہلی تجاویز کے مطابق فیصلہ کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ بعض اور بالخصوص مرکزی مجلس وضعِ قوانین میں نیابت اور بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کے لئے نشستوں کی تخصیص کے معاملہ کی نسبت اب بھی مادی اختلافات موجود ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اگر نیک نیتی

---

[۱] انقلاب ۶، نومبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

سے کام لیا گیا تو تصفیہ دور نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ نہرو رپورٹ اور فیصلہ جات لکھنؤ کی اشاعت کے بعد جو صورتِ حال پیدا ہو گئی، آپ کی کمیٹی اس کو نظر ملحوظِ خاطر رکھ کر اس معاملہ پر دوبارہ غور کرے گی اور تصفیہ کرانے میں مجھے مدد دے گی۔ میری استدعا ہے کہ مسلم لیگ اور کانگریس کے اجلاسوں تک جو آئندہ دسمبر میں منعقد ہونے والے ہیں، آپ کنونشن کے اجلاس کو ملتوی رکھیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی اس تجویز کی معقولیت کو نظرانداز نہیں کریں گے۔

میں نہرو کمیٹی کے اجلاس مورخہ ۹ نومبر میں شریک نہیں ہو سکتا۔ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ارکان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ لازمی طور پر مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شامل ہوں یا ۲۵ نومبر تک اپنی تحریری آراء کونسل کے پاس بھجوا دیں۔

موجودہ صورت میں نہرو رپورٹ قابلِ قبول نہیں [۱]

مسٹر جناح کا بیان

لکھنؤ ۱۲ر نومبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کے خاتمہ پر فری پریس کے نمائندے نے مسٹر جناح سے ملاقات کی، جس کے دوران میں مسٹر جناح نے بیان کیا کہ کونسل کے اجلاس کی کارروائی سے جو نتیجہ میں نے نکالا ہے، وہ یہ ہے کہ لیگ کونسل نہرو رپورٹ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے چنانچہ اس نے اس مسئلہ کو لیگ کے سالانہ اجلاس کے فیصلہ تک ملتوی رکھا ہے۔

عام خیال یہ ہے کہ نہرو رپورٹ میں کچھ ترمیمات اور تغیرات ہونے چاہئیں۔ آخر میں یہی ہوا کہ لیگ کا اجلاس بھی قریب ہے اس لئے وہیں نہرو رپورٹ پر غور کیا جائے۔ میں نے ارکانِ کونسل میں بڑی ہم آہنگی دیکھی۔ ایک خاص فریق کے خیالات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن عام مسلمانوں میں اتفاق قائم رہنا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ لیگ کا آئندہ اجلاس نہایت کامیاب ہوگا۔

---

[۱] انقلاب ۱۶ نومبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

نہرو کمیٹی کو فیصلوں کا انتظار کرنا چاہیئے تھا[1]

نہرو رپورٹ پر مسٹر جناح کے خیالات

بمبئی ۱۴ نومبر۔ لکھنؤ سے واپسی پر مسٹر محمد علی جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس سے ایک ملاقات کے دوران فرمایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے جو فیصلہ کیا ہے اس سے زیادہ صحیح فیصلہ ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔ مسٹر جناح نے یہ بھی بیان کیا کہ آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ کے اجلاس میں باضابطہ طور پر مسلم لیگ کا کوئی نمائندہ شامل نہیں ہوا۔ لہٰذا جب تک آل انڈیا مسلم لیگ نہرو رپورٹ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر لیتی۔ اس وقت تک کونسل کی طرف سے کسی مندوب کا کنونشن میں بھیجنا بے فائدہ ہے۔

آئینی نقطۂ نگاہ سے قطع نظر کرتے ہوئے یعنی عملی پہلو کو مدِنظر رکھتے ہوئے نہرو کمیٹی کو لازم ہے کہ جب تک مختلف جماعتیں اپنے اپنے اجلاس منعقد کر کے کوئی فیصلہ نہیں کر لیتیں کنونشن کے اجلاس کو ملتوی کر دے مجھے امید ہے کہ جب تک آئندہ بڑے دنوں میں مختلف جماعتوں کے اجلاس منعقد نہیں ہوں گے، اس وقت تک نہرو کمیٹی کنونشن کا اجلاس منعقد کرنے میں عجلت سے کام نہیں لے گی۔ میں سر شفیع کے اس بیان کو پڑھ کر خوش ہوا ہوں جو انہوں نے سائمن کمیشن کے روبرو دیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے باہمی افتراق کا واحد سبب مقاطعہ کا مسئلہ ہے، ورنہ دوسرے معاملات میں تمام ارکان لیگ متحد ہیں۔ اس کے علاوہ سر شفیع نے یہ بھی بیان کیا کہ لیگ کی دونوں جماعتوں کی حکمتِ عملیوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں جس کا تصفیہ نہ ہو سکتا ہو اور جو گزشتہ سال کے ناخوشگوار افتراق کو بحال رکھنے کو حق بجانب ٹھہراتا ہو۔ میں سر شفیع سے اپیل کرتا ہوں کہ آئندہ اجلاس کلکتہ میں اپنے تمام احباب کی معیت میں تمام ہندوستان اور مسلمانوں کے مفاد اور اتحاد کی خاطر تشریف لا کر اپنے نقطۂ خیال کو پیش کریں اور گزرے ہوئے واقعات کو فراموش کر دیں۔

آخر میں میں اپنے ہندو احباب اور خصوصاً ہندو قوم کے رہنماؤں سے جن کی سیاستدانی

---

[1] انقلاب، ۱۷ نومبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

اور تدبر پر مجھے ہمیشہ اعتماد ہے۔ اپیل کرتا ہوں کہ وہ صبر و تحمل سے کام لیں اور جوشیلے آدمیوں کے باوجود ہوائی اور منتشر اعلانات سے متاثر نہ ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تھوڑے سے تحمل و بردباری کے ساتھ اگر فریقین نے مکمل مفاہمت کی مزید سعی کی تو ہماری جد و جہد کو کامیابی کا سہرا نصیب ہو گا کیونکہ ہندوستان کی آئندہ ترقی کا راز دونوں قوموں کے اتحاد پر منحصر ہے۔

مسٹر جناح اور آل انڈیا مسلم کانفرنس[1]

بمبئی ۱۶ نومبر۔ مسٹر مفضل رحمت اللہ کی گشتی چٹھی کے جواب میں جس میں آئندہ آل انڈیا مسلم[2] کانفرنس کی شرکت کے لئے دعوت دی گئی تھی، مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ بحالتِ موجودہ کسی ایسی تحریک کا موقع نہیں جیسی کہ داعیان مسلم کانفرنس نے ماہِ اگست میں کی تھی۔ مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ پہلی بات یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی کے نمائندے مسلم کانفرنس کی شرکت کے لئے مامور کئے جا سکتے ہیں مگر آل انڈیا مسلم لیگ کا کوئی اجلاس اس کے سالانہ اجلاس سے پہلے جس کی تاریخ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر مقرر ہو چکی ہے، نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر آپ مجھ سے توقع رکھتے ہیں کہ میں لیگ کے اجلاس سے پہلے مجوّزہ کانفرنس میں شرکت کر دوں تو آپ کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ ہم کو اس کا پورا علم ہونا چاہیے کہ داعیان کانفرنس مجوزہ کانفرنس میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اختلافات کی صورت میں فیصلہ کیونکر ہو گا۔ بالخصوص اس اختلاف کی صورت میں رائے دہی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ جب تک یہ امور بالتفصیل میرے سامنے نہ رکھے جائیں میں مجوّزہ کانفرنس کو مفید نہیں سمجھ سکتا۔ آپ کے مکتوب میں مبہم طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ کانفرنس میں نہرو رپورٹ پر غور و خوض کیا جائے گا۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آیا داعیان کانفرنس نے کوئی خاص تجاویز مرتب کی ہیں جن کو کانفرنس میں غور و خوض کے لئے پیش کیا جائے گا۔ میں داعیانِ

---

[1] انقلاب ۲۸ نومبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

[2] جب نہرو رپورٹ کی اشاعت کے بعد مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تھا، اس وقت آل انڈیا مسلم کانفرنس کے نام سے ایک جماعت معرضِ وجود میں آئی۔ سر محمد شفیع، آغا خاں، ڈاکٹر شفاعت احمد خان اور حاجی عبداللہ ہارون جیسے لوگ اس جماعت کے محرک تھے۔

کانفرنس کی توجہ اس طرف کرنا چاہتا ہوں کہ کانفرنس کے لئے ۳۱ دسمبر کی تاریخ مقرر کی گئی ہے اور اس پر کسی صورت میں حاضری زیادہ نہ ہو سکے گی کیونکہ کرسمس کے ہفتہ میں شرکار کی بہت بڑی تعداد کلکتہ میں ہوگی۔ آخر میں میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بحالتِ موجودہ کسی تحریک کا جس کا داعیان کانفرنس کو گذشتہ ماہِ اگست میں خیال تھا، کوئی موقعہ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہر شخص کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں مسلمانوں کے مابین خوشگوار طریقہ پر اتحاد قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آخر میں مسٹر جناح نے مسٹر رحمت اللہ سے درخواست کی کہ وہ لیگ کے آئندہ اجلاس سے پہلے ان کو پوری تفصیلات سے آگاہ کر دیں تاکہ وہ فیصلہ کر سکیں۔

بمبئی لیگ کے فیصلہ پر مسٹر جناح کا تبصرہ[1]

بمبئی ۳۰ نومبر۔ بمبئی پریذیڈنسی مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح تھے، نہرو رپورٹ کے متعلق جو قرارداد اس لیگ میں منظور ہوئی اس کے متعلق آپ نے ایک بیان شائع کرایا جس میں لکھا کہ اگر اس قرارداد کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے حقوق کی کافی محافظت نہیں کی گئی۔ یہ ایک طریقہ ہے جس سے آل انڈیا مسلم لیگ کی توجہ نہرو رپورٹ کی چھان بین کرانے کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ یہ فیصلہ لیگ کے فیصلہ لکھنؤ کے منافی نہیں حامیانِ نہرو رپورٹ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس رپورٹ میں خفیف ترمیمات کی گنجائش ہے جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ کہتا ہے کہ نہرو رپورٹ الہامی صحیفہ ہے، اور صرف یہی امر کہ ایک نہایت ہی اہم مجلس کلکتہ میں اس رپورٹ پر غور کرنے والی ہے اور آخری فیصلہ اس کا ہوگا اس کے لئے کافی دلیل ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام جماعتیں اختلافات کے متعلق زیادہ سرگرمیاں نہیں دکھاویں گی تاکہ مقابلہ زیادہ مشکل نہ بن جائے۔ آخر میں آپ نے اخبارات سے اپیل کی کہ اس موقع پر ان تمام مشکلات کا مقابلہ کریں جو ان کو پیش آ رہی ہیں۔

---

[1] انقلاب ۴ دسمبر ۱۹۲۸ء، ص ۵

سائمن کمیشن کے فرضی خیر مقدم کا افسانہ[1]

مسٹر جناح کی حکومت اور عوام سے اپیل

بمبئی ۱۵ دسمبر، لاہور اور لکھنؤ میں پولیس کے تشدد پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے ایک ملاقات کے دوران کہا کہ مجھے ایسے حادثات کی پہلے سے توقع تھی۔ سرجان سائمن نے ابتدا ہی سے یہ ظاہر کرنے میں یک طرفہ رویہ اختیار کیا کہ ہندوستان کمیشن کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔

خیر مقدم کے جو تار ان کو موصول ہوئے آپ نے انہیں بڑی اہمیت دی اور کئی مواقع پہ اپنی تقریروں میں ظاہر کیا کہ ہندوستان کمیشن کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ اس کے بعد حکام نے بظاہر کمیشن کی منظوری اور منشاء کے مطابق جہاں کہیں وہ گیا اس کا فرضی خیر مقدم کیا جیسا کہ پارلیمنٹ کی متعدد تقریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر کمیشن غیر جانب دار جج کی حیثیت سے ہندوستان آیا تھا تو کمیشن یا اسکے صدر کو تعاونیوں (CO. OPERATORS) کی طرف داری نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ کمیشن کے مخالف تھے وہ بھی اس طریق پہ مظاہرہ کرنے پر مجبور نہ ہوتے۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ کسی بھی شاہی کمیشن کی اس طرح پولیس کے ذریعے حفاظت نہیں کی گئی اور نہ کسی کمیشن کے اس طرح مصنوعی خیر مقدم کئے گئے۔ اگر حکام اور کمیشن نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ تعزیرات کے نفاذ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ ہندوستان کمیشن کے ساتھ تعاون کر رہا ہے تو مخالفت کا بند ہونا مشکل ہو گا۔

مَیں صوبائی حکومتوں کے افسران اعلیٰ اور وائسرائے سے اپیل کرتا ہوں کہ اس قسم کے خیر مقدم کا سلسلہ بند کر دیں۔ میں مخالفانِ کمیشن سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ قانون کی خلاف ورزی نہ کریں اور ایسی صورتِ حال پیدا نہ کریں جس کا نتیجہ سوائے اور کچھ نہیں کہ حکومت اور عوام کے درمیان تصادم ہو۔

---

[1] انقلاب ۸ دسمبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

مسٹر جناح کا مکتوب سر شفیع کے نام [1]

بمبئی ۱۳ دسمبر ۱۹۲۸ء، مسٹر جناح نے اخبارات کو ایک بیان بھیجا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے بعض مؤیدین ۱۶ دسمبر کو بمقام دہلی ایک جلسہ منعقد کر رہے ہیں، جس کی غرض و غایت اس مسئلہ پر غور و خوض کرنا ہے کہ مسلم لیگ کے اجلاس کلکتہ میں شرکت مناسب ہے یا نہیں۔ میں نے سر محمد شفیع کو ان کے اس بیان کے متعلق کہ اگر میں مسلم لیگ کلکتہ اور مسلم لیگ لاہور کے سربرآوردہ کارکنان کی ایک مجلسِ مشاورت منعقد کرنا چاہوں تو وہ نصف راستہ سے زیادہ چل کر مجھ سے ملنا چاہتے ہیں [2]، لکھا ہے کہ آپ مجھے مطلع فرمائیں کہ مجوزہ مجلسِ مشاورت سے آپ کی غرض کیا ہے اور وہ کب اور کس جگہ منعقد ہونی چاہیے؟ میں نے تجویز کی ہے کہ مجلس مشاورت کلکتہ لیگ کے اجلاس سے کچھ قبل کلکتہ میں منعقد ہونی چاہیے۔

آل پارٹیز کانفرنس کے چوتھے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں [3]

مسٹر محمد علی جناح کی تقریر

مسٹر جناح نے مسلم لیگ اور ٹی اے شیروانی نے مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے نہرو رپورٹ میں مندرجہ ذیل ترمیمات پیش کیں۔

۱۔ مرکزی اسمبلی کے ہر دو ایوان میں مسلم منتخب شدہ ارکان کی تعداد ۱/۳ سے کم نہ ہو۔

۲۔ اگر بالغ حقِ رائے دہی کا نفاذ نہ ہو سکے تو پنجاب اور بنگال میں دس سال کے لئے مسلمانوں کی نشستیں تناسب آبادی کے لحاظ سے مخصوص کی جائیں

---

[1] انقلاب ۱۵ دسمبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

[2] اس زمانہ میں آل انڈیا مسلم لیگ دو حصوں شفیع لیگ اور جناح لیگ میں تقسیم ہو چکی تھی اور اس بات کی کوششیں ہو رہی تھیں کہ ان دونوں لیگوں کو اکٹھا کیا جائے۔

[3] انقلاب یکم جنوری ۱۹۲۹ء، ص ۵

۳۔ باقی ماندہ اختیارات (RESIDUARY POWERS) مرکزی حکومت کو حاصل نہ ہوں بلکہ صوبائی حکومتیں ہی ان اختیارات کو استعمال کر سکیں۔

۴۔ فرقہ وارانہ نیابت کے متعلق دفعہ ۵ میں جو ذیل کے الفاظ درج ہیں، حذف کر دیئے جائیں۔

۵۔ پنجاب میں فرقہ وارانہ نیابت کے متعلق لکھنؤ میں جو میثاق مرتب ہوا ہے، اسے نہرو رپورٹ میں شامل کر لیا جائے۔

مسٹر محمد علی جناح نے کہا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد کے مطابق ہمارے منتخب شدہ ۲۳ ارکان کل سے کنونشن کے اجلاس میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہمارے مطالبات پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی کنونشن نے مقرر کی تھی اس نے غالباً کل رات کو ۱½ یا ۲ بجے تک جلسہ کیا اور بعض ارکان تو اس سے بھی زیادہ دیر تک بیٹھے رہے لیکن افسوس ہے کہ نتیجہ زیادہ بار آور ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات کی توجہ خاص طور پر ان اہم امور کی طرف کروں جن پر بحث ہوئی اور جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے مطالبات وہی ہیں جو ڈاکٹر انصاری نے آپ لوگوں کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔

۱/۳ نشستوں کا مطالبہ

مسٹر جناح نے کنونشن کمیٹی کی رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ نہرو رپورٹ میں لکھا ہے کہ مجوزہ سکیم کے مطابق مسلمانوں کو مرکزی مجلسِ مقننہ میں ۱/۳ نشستیں بلکہ ان سے بھی زیادہ نشستیں ملنے کی توقع ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ پنجاب اور بنگال میں تناسب آبادی سے بھی زیادہ نشستیں مل جائیں گی۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر مسلمان ۱/۳ نشستیں حاصل کریں گے تو جو طریقہ آپ نے تجویز کیا ہے وہ ایسا نہیں جن سے ان صوبجات کو فائدہ پہنچ سکے جہاں ان کی اقلیت ہے۔ آپ اکثریت کو تو مراعات دیتے ہیں لیکن اقلیتوں کے لئے تناسب آبادی کی قید لگا دی ہے، دلائل کے لحاظ سے یہ خیال معقول ہو سکتا ہے لیکن عقل مندی پر مبنی نہیں ہے۔ اس طریقِ عمل سے مدراس، بمبئی اور دیگر صوبوں کو مرکزی اسمبلی میں نمائندے بھیجنے میں سخت نقصان اور خسارہ اٹھانا پڑے گا۔

دوسرے مطالبہ کے متعلق بھی آپ نے پوری تفصیلات بیان کیں اور کہا کہ اگر حقِ بالغ رائے دہی

پر عمل درآمد ہوا تو پنجاب اور بنگال کے مسلمانوں کے مفاد کو سخت نقصان ہوگا۔ کیونکہ ان کا تناسبِ حقوقِ رائے دہی تناسب آبادی سے بہت کم ہے۔

اس کے بعد مسٹر جناح نے مرکزی حکومت کے باقی ماندہ اختیارات کے متعلق بحث کی۔ ایک رکن نے اعتراض کیا کہ مسٹر جناح کو اس قدر وقت کیوں دیا جاتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر انصاری نے کہا کہ یہ بنیادی مسئلہ ہے۔

سندھ کی علیحدگی

مسٹر جناح نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ دستورِ اساسی کی ترمیم وغیرہ کے متعلق کمیٹی نے مجھ سے اتفاق کیا ہے لیکن سندھ کی علیحدگی کے متعلق جو شرط لگائی گئی ہے کہ جب تک حکومت مستمرات نہ ملے اس وقت تک سندھ کو علیحدہ صوبہ نہ بنایا جائے۔ اس سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ اگر بعض وجوہات کی بنا پر حکومت خود اسی صوبہ کو علیحدہ کرنا چاہے تو کیا ہم لوگ انکار کر دیں گے۔ صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ پر بھی یہی اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کیا آپ کا یہ مقصد ہے کہ اگر درجہ مستمرات سال ہا سال تک منظور نہ ہو سکے تو کیا اصلاحات کو بھی ملتوی رکھا جائے۔ کمیٹی نے کہا کہ یہ قرارداد ان جماعتوں کی مفاہمت کی بنا پر مرتب کی گئی ہے جنہوں نے اس پر دستخط کئے۔ میرے خیال میں یہ معقول دلیل نہیں ہے ممکن ہے کہ لکھنؤ میں بعض ارکان موجود ہوں لیکن مسلم لیگ کا کوئی نمائندہ حاضر نہیں ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی جماعتیں اس اجلاس میں شریک نہیں ہوئیں۔

نہرو رپورٹ مُسلمانوں کو ناقابلِ قبُول ہے[1]

ملک کے اندر قومی مطالبہ جس میں وقتاً فوقتاً جو تبدیلیاں رُونما ہوئی ہیں، اس امر پہ جس سبب کا اتفاق رہا ہے کہ ایک ذمہ دار حکومت قائم ہو اور اس میں قلیل التعداد اقوام کے تحفظِ حقوق کا کافی بندوبست کیا جائے۔ آج یہ دیکھنا ہے کہ حکومت نے اس مطالبہ کو کس حد تک منظور کیا۔ پنڈت نہرو کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اس کے

---

[1] زمیندار (لاہور) ۱۷ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۴، ۵۔

اکثر حصہ سے ہمیں اتفاق ہے لیکن اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جن سے ہم اتفاق نہیں کر سکتے۔ اپنی پوری ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے مجھے یہ ظاہر کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ میں کانگرس کی پالیسی اور پروگرام کا موئید نہیں۔ میرا اور میری جماعت کا خیال ہے کہ اس ملک میں ایک ذمہ دار حکومت قائم ہو اس سے کم نہ بیش۔ میرا دوسرا نقطۂ استدلال یہ ہے کہ اگرچہ میں مخالفانہ بحث نہیں کرنی چاہتا، تاہم یہ کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ نہرو رپورٹ مسلمانوں کے مطالبات کے برعکس مرتب کی گئی ہے اور اس کو مسلمانوں نے منظور نہیں کیا ہے۔

پنڈت موتی لعل نہرو :۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے ۔

مسٹر جناح :۔ مجھے معلوم ہے کہ نہرو رپورٹ معزز رکن کا خلف معنوی ہے لیکن جس قدر وہ یہ سمجھ لے کہ مسلمان اس کو قبول نہیں کر سکتے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ میرا مدعا یہ ہے کہ میں اپنا ووٹ نہرو رپورٹ کے حق میں نہیں ڈال سکتا ۔

پنڈت نہرو :۔ میں جناب سے ایسا کرنے کی درخواست بھی تو نہیں کر رہا ہوں ۔

مسٹر جناح :۔ میں ہر شخص کو اُس کے برخلاف ثابت کرنے کے لیے چیلنج دیتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ رپورٹ قابل قبول نہیں ۔

نہرو :۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تسلیم کیے جانے کے لائق ہے ۔

مسٹر جناح :۔ اگر میرے دوست موتی لعل نہرو اس غلط فہمی میں مبتلا رہے تو اندیشہ ہے کہ کہیں ہم اس مقصد میں ناکام نہ رہیں۔ میں اس گفتگو کو طول نہیں دینا چاہتا۔ پنڈت موتی لعل حکومت پر ظاہر کرتے ہیں کہ مفاہمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے لیکن میں ایوان ہذا اور نیز اہل ملک سے کہتا ہوں کہ اگر آپ دانشمند ترین انسانوں کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہندو مسلم سوال کو طے کر لیں۔ مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں باہم ایسی مخالفانہ گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔

پنڈت نہرو :۔ کون ایسا کر رہا ہے ؟

مسٹر جناح :۔ آپ !

نہرو :۔ آپ ، میں نے مطلق مخالفانہ بحث میں حصہ نہیں لیا۔

مسٹر جناح نے کہا کہ آپ دوسری پارٹی کے رہنما ہیں اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے مجھے سننے میں غلطی نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ دوسری روش اختیار کر رہے ہیں، میں اس پر افسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد مسٹر جناح نے کہا کہ اپنے استدلال کو واضح کرنے کے بعد مجھے

ہوم ممبر سے مخاطب ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں تیار نہیں ہوں۔ مَیں سوال کرتا ہوں کہ کیا وہ ان قراردادوں سے آگاہ نہیں جو ۱۹۲۱ء سے اب تک ایوان ہذا میں منظور ہوئی ہیں؟ ہم سے کہا جاتا ہے کہ سائمن کمیشن بھیج دیا گیا ہے۔ مَیں مخالفانہ بحث میں تو نہیں پڑنا چاہتا لیکن یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ کمیشن ہمارے مطالبات کا جواب نہیں۔ مسٹر جناح نے ان قراردادوں کی تاریخ پر روشنی ڈالی جو ایوان میں منظور ہوئی ہیں اور مڈیمن کمیٹی کے تقرّر کو یاد دلایا۔ پھر لارڈ برکن ہیڈ کی جولائی ۱۹۲۵ء والی مشہور تقریر کا حوالہ دیا جس میں لارڈ صاحب نے ہندوستان کو دستورِ اساسی مرتب کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ مسٹر جناح نے کہا کہ اُس وقت سے ہندوستانی ماہرینِ سیاسیات کی توجہ دستورِ اساسی کی ترتیب پر مرکوز ہوگئی۔ یہ اُن کے نزدیک بڑی غلطی تھی۔ لارڈ برکن ہیڈ نے واضح کر دیا تھا کہ برطانوی حکومت تاریخوں کی پابند نہیں لیکن جلدی ممکن ہے۔ لیکن بہرحال سائمن کمیشن غیبی گولے کی طرح نازل ہوگیا۔ لیکن مَیں پوچھتا ہوں قومی مطالبہ کا کیا جواب ہے؟ کیا ہوم ممبر کمیشن سے مطمئن ہیں؟ کہا جاتا ہے کہ ہم نے کمیشن مقرر کر دیا اور وہ تحقیقات میں مصروف ہے اور اس کے نتیجہ تحقیقات کی اشاعت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیا یہی وہ سب کچھ ہے جو ہم نے اس ایوان میں سنا ہے اور کیا یہ آپ کو اس الزام سے بری کرنے کے لیے کافی ہے کہ ہمارے مکرر مطالبات کی طرف توجہ نہیں کی جاتی؟ ایوان کے روبرو اصل تنقیح یہی ہے اور اب ہمارے لیے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے کہ حکومت کے خلاف ملامت کا ووٹ پاس کر دیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس ۱۹۲۹ء دہلی میں

مسٹر جناح کی تقریر[1]

دہلی ۳۰ر مارچ ۱۹۲۹ء، آل انڈیا مسلم لیگ کا ملتوی شدہ اجلاس روشن تھیٹر میں منعقد ہُوا۔ صدر اجلاس راجہ آف محمود آباد علالت کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ اس لیے مذکورہ لیگ کے مُستقل صدر محمد علی جناح، مولانا محمد علی کی تحریک اور مولانا ابوالکلام کی تائید سے صدرِ جلسہ

---

[1] انقلاب ۲ر اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۴

قرار پائے۔ حاضری دو سو کے قریب تھی۔

مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے میرے کندھوں پر اہم ترین ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ میں نے اہم ترین کا لفظ اس کے صحیح ترین مفہوم اور معانی پر غور کر کے استعمال کیا ہے۔ ہم لوگ ایسے موقع پر جمع ہوئے ہیں جس میں ہمیں سات کروڑ مسلمانوں کی موت و زیست کے مسئلہ پر غور کرنا ہے۔ ایک عرصہ سے ہماری توجہ ہندوستان کا دستورِ اساسی مرتب کرنے کے مسئلہ کی طرف لگی ہوئی ہے۔ میں اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ دو روز پیشتر میں نے جو بیان دیا ہے اس میں دستورِ اساسی مرتب کرنے والوں کی کوششوں کی مفصل تاریخ درج ہے۔ ادھر تو سائمن کمیشن ہندوستان کے دستورِ اساسی کے متعلق مصروفِ تحقیقات ہے، ادھر ہمارے سامنے ایک بڑی اہم دستاویز پیش ہے جو نہرو رپورٹ کے نام سے مشہور ہے۔ اس وقت سات کروڑ مسلمانوں کے سامنے جو مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ کیا ہم ہندوستان کے آئندہ دستورِ اساسی کے متعلق کوئی پروگرام تیار کرنے والے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کی خواہش ہے کہ اپنے ملک میں یا بیرونی دنیا میں آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے؛ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے فیصلہ کی کوئی قدر ہو اور اگر آپ اس بات کے متمنی ہیں کہ تمام مسلمانوں کی آراء کی حمایت حاصل کریں تو آپ کو یہ جاننا چاہیئے کہ یہ باتیں صرف متحدہ اور متفقہ فیصلہ سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کے دلوں میں صرف ایک خیال جاگزین ہو کہ جس قوم کے ہم نمائندے ہیں اس کی بہتری ہو۔ ہمیں ذاتی اختلافات اور تنازعات دُور کر دینے چاہئیں۔ دُنیا میں تعلیم یافتہ اشخاص کی کوئی ایسی جماعت نہیں جن میں اختلاف رائے نہ ہو۔ بلکہ یہ اختلافِ آراء اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ جماعت دانش مند اشخاص کی جماعت ہے۔ لیکن دانش مندی اور تدبر اس کا نام ہے کہ ان اختلافات کو مٹایا جائے۔ ہمیں لازم ہے کہ ہم ایک متحدہ اور متفقہ فیصلہ پر متفق ہو جائیں۔ ہمارے کندھوں پر بھاری بوجھ پڑا ہوا ہے۔ آج جس طریقے سے ہم اس بوجھ سے سبکدوشی حاصل کرنے کے قابل ہوئے وہ اس بات کا ثبوت ہو گا کہ ملک میں ہمیں کیا اقتدار یا رسوخ حاصل ہے۔

سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے مجوزہ مسودہ قرار داد کے متعلق

بیان کیا کہ مَیں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسّودۂ قرار داد مَیں نے اپنے بیان کے ساتھ پیش کیا تھا، وہ صرف میری ذاتی رائے کا نتیجہ نہیں ہے۔ کونسل نے اس قرار داد کو مرتب کرنے کا کام میرے سپرد کیا تھا اور مَیں نے اس کام کو اپنی پوری قابلیت کے ساتھ انجام دیا ہے۔ مَیں نے مختلف جماعتوں اور افراد کے ساتھ اس کے متعلق مشورہ کیا اور اب مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اس قرار داد کو قوم کی بڑی اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔ جس حد تک میری قوتِ فیصلہ کام دے سکتی ہے مَیں دعوےٰ کر سکتا ہوں کہ میری قوم کی ذی فہم اکثریت اس کی حامی ہے۔ لیکن بہر حال یہ ایک مسّودہ ہے اور اس کا آخری فیصلہ کرنا آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

اپنی تقریر کے خاتمہ پر مسٹر جناح نے کہا کہ دہلی تجاویز کے مرتب کرنے کے بعد ایک عرصہ گزر چکا ہے حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور وہ ہمارا انتظار نہیں کرتے اس لیے ضروری ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی وساطت سے مسلمانوں کی متحدہ آراء حاصل کی جائیں تاکہ نہ صرف دستور بنانے والوں بلکہ تمام دُنیا کو معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں کی کیا رائے ہے؟

وقت آگیا ہے کہ جب قوم کا مقصدِ اوّلین یہ ہو کہ وہ اپنے گذشتہ زمانہ کے اختلافات کو بھول جائے اور قوم و ملک کی بہبود کے لیے دوش بدوش پیش قدمی کرے۔[1]

ڈاکٹر عالم کا بیان غلط ہے

مسٹر جناح کا اعلان

دہلی ۳۱ مارچ، مسٹر جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نام ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد عالم[2] کا یہ بیان کہ لیگ نے کوئی قرار داد پاس کی ہے بالکل غلط ہے مَیں نے جلسہ میں پہنچ کر لیگ کے سیکرٹری ڈاکٹر کچلو سے جلسہ کی کارروائی کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ مسٹر عبدالرحمان غازی[3] نے

[1] انقلاب ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء ص ۴

[2] [3] } یہ دونوں حضرات نہرو رپورٹ کے حامیوں میں سے تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں صدر محمد علی جناح کی غیر موجودگی میں انہوں نے نہرو رپورٹ کو منظور کرنے سے متعلق ایک قرارداد پیش کی تھی جس پر زبردست ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ڈاکٹر عالم نے، غازی عبدالرحمٰن کو نہرو رپورٹ کے حق میں قرارداد پیش کرنے کیلئے کہا تھا۔

خاص قرارداد پیش کرنے کی تحریک کی تھی مگر ہنگامہ اور شور و غوغا برپا ہو جانے کے سبب مسٹر غازی کو بولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ بعد ازاں جب مسٹر شروانی نے اس قرارداد کی تائید کرنا چاہی تو اور بھی زیادہ شور و غل مچ گیا۔ ڈاکٹر کچلو نے یہ بھی مجھ کو اطلاع دی ہے کہ قرارداد پر ووٹ نہیں لیے گئے۔ لیگ کے سیکرٹری کے اس بیان کی دوسرے لوگوں نے بھی تائید کی ہے، ڈاکٹر عالم نے بھی اس بیان کی تردید نہیں کی۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ بڑا شور و غل اور بدنظمی پھیلی ہوئی ہے تو میں نے جلسہ کو ملتوی کر دینا بہتر سمجھا۔

کل آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا جلسہ ہوگا۔ اس جلسہ میں یہ معاملہ طے کیا جائے گا اور اُس کے مطابق لیگ کے اراکین کو مطلع کر دیا جائے گا۔

سر محمد شفیع اور مسٹر جناح کی باہمی گفت و شنید کا مسئلہ

سر عبدالقادر کے نام مسٹر جناح کا جواب[1]

نئی دہلی یکم اپریل، جناح لیگ میں عدم شمولیت کے متعلق جو فیصلہ شفیع لیگ نے کیا ہے اُس کے مباحثے کے سلسلہ میں مسٹر جناح نے سر عبدالقادر کے نام مندرجہ ذیل جواب بھیجا ہے:-

آپ کا مکتوب مورخہ ۳۰ مارچ جس پر آپ کے اور سر محمد اقبال کے دستخط ہیں موصول ہُوا۔ فقرہ نمبر ۱ کے جواب میں میں صرف یہی کہوں گا کہ جس امر کا آپ نے اپنے مکتوب میں ذکر کیا ہے میں نے اُس کے متعلق سر محمد شفیع کے نقطۂ نگاہ سے کبھی اتفاق نہیں کیا۔ مجھے حیرت ہے کہ انہوں نے ایسا خیال کیا۔ غالباً ان کو میرا مفہوم سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ نے میری توجہ اس رپورٹ کی طرف بھی مبذول کرائی ہے جو اخبار "ٹائمز آف انڈیا" کی اشاعت مورخہ ۲۶ مارچ میں شائع ہوئی ہے۔ میں اس کے متعلق آپ کا مغالطہ دور کرنا چاہتا ہوں۔ یہ رپورٹ نہ تو کسی روئیداد کے متعلق ہے اور نہ کسی جماعت نے اُس کی اشاعت کی اجازت دی ہے۔ اس میں بعض حالات درج ہیں جو کسی نامہ نگار خصوصی نے بعض مفسدہ پردازوں کی باتیں سُن کر

---

[1] انقلاب ۴ اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۵۔

تکبند کر لیے۔ آپ جانتے ہیں کہ اخبارات کے نامہ نگار بازاری افواہوں کو سُن کر بحیثیت نامہ نگارانِ خصوصی ایسی خبریں بھیج دیتے ہیں جو اکثر اوقات غلط ہوتی ہیں۔ سر محمد شفیع سے گفتگو کرنے کے بعد فوراً ہی میں نے ۳۱ مارچ کو آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل میں ایک بیان دیا تھا۔ اس کونسل کی روئیداد اور میرے بیان کی ایک رپورٹ تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے، جس سے ظاہر ہے کہ جن معاملات کے متعلق آپ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے، میرے اور سر شفیع کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس بحث کو طول دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کو ملتوی کرنے کے متعلق میں نے جو تجویز آپ کو پیش کی ہے اُس کے متعلق میں صرف یہی عرض کروں گا کہ اس کا فیصلہ ہو گیا ہے اور آپ بھی اس سے ناواقف نہیں ہوں گے۔

نہرو رپورٹ بالکل ناقابلِ قبول ہے[1]

”انقلاب“ کے نمائندہ خصوصی کے قلم سے

جناح لیگ کا اجلاس بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے ہوئے ختم ہو جانے کے بعد جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اُس کے متعلق میں مسٹر جناح کے خیالات معلوم کرنے کے لیے ان کی قیام گاہ (ویسٹرن ہوٹل نیو دہلی) گیا۔ صاحبِ موصوف مصروف تھے، مگر آپ نے انتہائی حسنِ سلوک سے کام لے کر میرے سوالات کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کیے۔ میرے پیش نظر صرف دو سوالات تھے اوّل یہ کہ اتحاد کی جو کوششیں آغاز مارچ میں ہوئی تھیں، ان کی ناکامی کے اسباب و علل کیا تھے؟ دوئم یہ کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ مسٹر جناح نے اوّل الذکر سوال کے جواب میں فرمایا کہ میری رائے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں ابھی تک ذاتی احساسات زوروں پر ہیں۔ وہ ہر معاملے کو اکثر و بیشتر ذاتیات کی بناء پر دیکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تازہ اجتماعات میں مسلمان اور ان کے راہنما وقت کی نزاکت کا صحیح احساس نہ کر سکے اور قوم کے فوائد و منافع کو ذاتی افکار و آراء اور معمولی معمولی اختلافات پر ترجیح نہ دے

---

[1] انقلاب ۵ اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۱۱

سکے۔ وہ چھوٹی چھوٹی اور حقیر مخالفتوں میں اُلجھے رہے جنہیں موجودہ نازک موقع پر بالکل نظرانداز کر دینا چاہیئے تھا۔ مجھے اُمید تھی کہ اس نازک موقع پر ہر صاحبِ فکر و رائے مسلمان زیادہ دانش مندی اور دُور اندیشی سے کام لے گا اور معمولی اختلافات کو نظرانداز کر کے حالات کو بہتر بنائے گا لیکن افسوس کہ میری یہ اُمید پوری نہ ہوئی۔

نہرو رپورٹ کی مخالفت

جس حد تک نہرو رپورٹ کے اصولِ اساسی کا ذکر ہے میں اُن کے سخت مخالف ہوں اور میرے نزدیک یہ اصول مسلمانوں کے مقاصد کے منافی ہیں۔ اس لیے میں نہرو رپورٹ کا مخالف ہوں۔ مسلمان اگر اس موقع پر احتیاط اور دور اندیشی سے کام نہ لیں گے تو وہ سخت غلطی کریں گے۔ میرے خیال میں نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے مقاصد اساسی کی حفاظت کے لیے کوئی سامان موجود نہیں اور جب تک مسلمان ان تمام شرائط و اصول کو منظور نہ کرائیں گے جو میرے مرتبہ مسودہ میں موجود ہیں، اس وقت تک مسلمان ہندوستان میں اپنی مستقل قومی حیثیت کو محفوظ نہیں بنا سکیں گے۔

نہرو رپورٹ ہرگز منظور نہیں ہو سکتی

مسلم لیگ کے اجلاس کے متعلق مسٹر جناح کے خیالات[۱]

مسٹر جناح نے ڈیلی کرانیکل کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں مسلم لیگ کے انتشار سے پیدا ہونے والی صورت حال سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بتایا کہ نہرو رپورٹ کے متعلق مسلمان قوم کا متفقہ فیصلہ حاصل کرنے کے لیے وہ کیا آئینی ذرائع اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اس ذلت آمیز طریق پر سخت رنج کا اظہار کیا جس پر گذشتہ یک شنبہ کو لیگ کی کارروائی چلائی گئی۔ آپ نے کہا کہ مجھے ایسے اندوہناک انجام کا کبھی وہم و خیال بھی نہ آیا تھا۔ صدر کا پہلا فرض یہ تھا بشرطیکہ

---

[۱] انقلاب ۹ر اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۵

ڈاکٹر عالم کو اجلاس کا منتخب شدہ صدر تصوّر کر لیا جائے) کہ اجلاس میں امن و سکون پیدا کرے کہ جس کے بغیر وہ کارروائی میں اقدام کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ یہ امر خیال کی پرواز سے بالا ہے کہ کس طرح ایک شخص انتہائی شور و غل اور بدنظمی کی حالت میں اپنی قرارداد پیش کر سکتا ہے اور حاضرینِ جلسہ سے توقع رکھ سکتا ہے کہ وہ صبر سے اُس کی تقریر سُن لیں گے۔ مسٹر جناح نے فرمایا کہ ڈاکٹر کچلو کے بیان کو تو جانے دیجئے خود ڈاکٹر عالم کا بیان اس تماشائی حقیقت کا انکشاف کر دیتا ہے اور اس ہڑبونگ میں اُن کے اپنے فعل کی مذمت کر رہا ہے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ کس طرح ڈاکٹر عالم، مسٹر صادق کو ترمیم پیش کرنے کے لیے صرف دو منٹ دے سکتے تھے؛ گویا وہ الٹی میٹم دے رہے ہیں اور جب مقرر شور و غل میں تقریر نہ کر سکا تو قرارداد کے منظور ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ جہاں تک غازی عبدالرحمٰن کی قرارداد کا تعلق ہے، مسٹر جناح نے کہا کہ اس قرارداد کی رُو سے نہرو رپورٹ کو محض برطانوی حکومت کی مخالفت میں قبول کر لینا چاہیئے اور اِس میں ایسی ترامیم کی جائیں جو اس دستاویز کی تہہ کو باہر نکال دیتی ہیں۔ مسٹر جناح نے بڑے زور سے فرمایا کہ مسلم قوم نہرو رپورٹ کو ہرگز منظور نہیں کر سکتی اور ہرگز ایسا نہ کرے گی۔ کسی قسم کی چال بازیاں عامۃ المسلمین سے منظوری حاصل نہیں کر سکتیں۔

مرکزی اسمبلی کی میعاد میں توسیع[1]

مسٹر جناح کی طرف سے پُرزور تائید

شملہ، ۲۴ رمئی۔ اسمبلی کی آزاد جماعت (انڈی پنڈنٹ) کے راہنما مسٹر جناح نے وائسرائے کے اس فیصلے کے متعلق جو انہوں نے اسمبلی کی میعاد کی توسیع کے بارے میں کیا ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے بیان کیا کہ گورنر جنرل نے اسمبلی کی میعاد بڑھانے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ درست اور مناسب ہے۔ کیونکہ میرا ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ کوئی ایسا خاص مقصد نہیں جس کی بابت عام انتخابات کے ذریعے سے

---

[1] انقلاب ۲۶ رمئی ۱۹۲۹ء، ص ۴

ملک کی متفقہ منظوری حاصل کی جا سکے بہ خلاف اس کے غالباً نہرو رپورٹ کے حامیوں کا بالخصوص مختلف اقوام کے باہمی تصفیہ کے متعلق اس کی تائید و حمایت پر زور دینا ہندوؤں اور مسلمانوں میں کشیدگی پیدا کرنے کا موجب ہوتا۔ کیونکہ مجھے کُلی یقین ہے کہ نہرو رپورٹ میں فرقہ دارانہ تصفیہ مسلمانوں کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ مزید برآں اگر سائمن رپورٹ کی اشاعت کے بعد انتخابات عمل میں آئے تو ملک کے سامنے ایک صاف و صریح مقصد ہوگا اور ایک قطعی فیصلے سے واضح ہو جائے گا کہ آیا کمیشن کی سفارشات ہندوستان کو منظور ہیں ؟ اگر مجالسِ متقنّنہ ابھی توڑ دی جائیں تو ہمیں ایسی ہی مجلس یا بڑی اسمبلی ملے گی۔ جیسی کہ اب ہے۔ اس کے عملے میں بعض اہم تبدیلیاں پیدا ہونا بھی یقینی نہیں۔ تمام سیاسی جماعتوں کی موجودہ حالت یہ ہے کہ وہ نہایت اہم امور یعنی آئینی اصلاحات اور تحفظ ہند کے علاوہ بالعموم حکومت ہند کی حکمت عملی سے کلیتہً غیر مطمئن ہیں۔

میاں علم الدین کا مرافعہ[1]

مسٹر محمد علی جناح کی فاضلانہ تقریر

لاہور، ۱۵ر جولائی۔ مسٹر جسٹس براڈوے اور جانسٹن کے روبرو علم الدین کا مقدمہ پیش ہوا۔ صبح نو بجے ہی سے لوگ جوق در جوق جمع ہونے شروع ہو گئے اور دس بجے تک اُوپر کی گیلری پُر ہو گئی۔ عدالتِ عالیہ کے بڑے دروازوں پر پولیس کا زبردست پہرہ تھا۔ عدالت کے کمرے کے باہر بھی پولیس متعین تھی۔ کسی شخص کو بغیر اجازت ایوان عدالت کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

میاں علم الدین کی طرف سے مسٹر ایم۔ اے جناح جو کل ہی رات اس مقدمہ کی پیروی کے لیے بمبئی سے تشریف لائے تھے، پیرو تھے اور استغاثہ کی طرف سے دیوان رام لعل اور مسٹر جیون لعل کھنہ پیش ہوئے۔

مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے مسٹر جسٹس براڈوے اور مسٹر جسٹس جانسٹن

---

[1] انقلاب، ۱۷ر جولائی ۱۹۲۹ء، ص ۴

کی عدالت میں کچھ اور مقدمات پیش تھے۔ اسی اثناء میں ریڈر نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ جج صاحبان کا حکم ہے کہ اگر کسی قسم کا شور و غل ہوا تو سب کو باہر نکال دیا جائے گا۔ گیارہ بجنے میں بیس منٹ تھے کہ میاں علم الدین کے والد ایک اور شخص کی معیت میں مسٹر جناح کی قانونی کتب کی ایک بھاری گٹھڑی اُٹھا کر لائے۔

دوسرے مقدمات کی سماعت کے بعد پورے گیارہ بجے جج صاحبان اُٹھ گئے اور جاتے ہوئے کہہ گئے کہ کمرہ اچھی طرح صاف کرا کر فنائل چھڑک دی جائے۔ گیارہ بجنے میں بارہ منٹ باقی تھے کہ مسٹر جناح، مسٹر فرخ حسین کے ہمراہ جو ابتدائی عدالت میں ملزم کی طرف سے پیروکار تھے، عدالت کے کمرہ میں داخل ہوئے۔

گیارہ بجکر پانچ منٹ پر مسٹر جناح نے تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا سب سے پہلے میں اس پولیس افسر کی شہادت کی طرف عدالت عالیہ کی توجہ مبذول کراتا ہوں جس نے بیان کیا کہ ہم ملزم سے یہ اطلاع پاتے ہی کہ میں نے آتمارام کباڑی سے چھُری خریدی ہے فوراً اس کی دکان پر پہنچے، پولیس نے بذاتِ خود کوئی تفتیش نہیں کی اور صرف ملزم کے بیان پر اکتفا کیا۔ لیکن دفعہ ۲۷ قانونِ شہادت کی رو سے ملزم کا بیان بطور شہادت پیش نہیں ہو سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ جج صاحبان اس کا فیصلہ صادر کریں۔ مسٹر جسٹس براڈوے نے کہا کہ شہادت کے قابلِ قبول یا ناقابلِ قبول ہونے کے سوال کا فیصلہ کرنا ماتحت عدالت کا کام ہے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ آپ اس نقطہ پر اب نہیں تو آخر میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔

سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ملزم کو اس مقدمہ میں ماخوذ کرنے کی کافی وجوہ موجود ہیں یا نہیں؟ ۶ راپریل کو راج پال قتل کیا گیا لیکن سوال یہ ہے کہ جس نے راج پال کو قتل کیا وہ کون تھا؟ استغاثہ کی شہادتوں میں دو عینی گواہوں کے بیانات ہیں، یہ دونوں گواہ کیدار ناتھ اور بھگت رام ہیں۔ ان عینی گواہوں کی شہادت کے قابل اعتماد ہونے کو پرکھنے کے لیے میں فاضل ججوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں گواہ راج پال کے ملازم تھے۔ ان شہادتوں کے پرکھنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ان کے بیانات کے اختلافات کو دیکھا جائے۔

ایک اہم نقص :

مسٹر جناح نے کِدار ناتھ گواہ کا بیان پڑھ کر سُنایا اور کہا کہ سخت تعجّب کی بات ہے کہ اس بیان میں گواہ بھگت رام کا کہیں نام تک نہیں آیا حالانکہ وہ اس وقت دکان پر موجود تھا۔ بر خلاف اس کے گواہ بھگت رام کا کہنا ہے کہ اس نے ملزم کا تعاقب کیا اور کدار ناتھ کے ساتھ مل کر مُلزم پر کتابیں پھینکیں۔ جرح کے موقعہ پر بھی کدار ناتھ نے بھگت رام کا نام نہیں لیا۔ حالانکہ ایک عینی شاہد کی حیثیت سے کدار ناتھ کو بھگت رام کا نام سب سے پہلے لینا چاہیئے تھا۔ یہ ایک نہایت ہی اہم نکتہ ہے اور عینی شہادت کا جزو اعظم ہے۔

طِبّی شہادت سے تردید :

کدار ناتھ گواہ نے ارتکاب جرم کا جس قدر وقت بتایا ہے طبّی شہادت اس کی تردید کرتی ہے، طبّی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گواہ کے بیان کردہ وقت سے دو چند وقت صرف ہُوا ہے۔

اقبال جُرم ناممکن ہے :

مسٹر جناح نے فرمایا کہ گواہ کا بیان ہے کہ جب ملزم کو پکڑ اگیا تو اُس نے کہا کہ مَیں نے کوئی چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا، مَیں نے صرف اپنے پیغمبر کا بدلہ لیا ہے۔ ایک لمحہ کے لیے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ملزم بھاگتا تھا اور اُس کا تعاقب بھی کیا گیا۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص گرفتار ہوتے ہی فوراً اس طرح اقبال جُرم کرے، یہ شہادت بھی پیش کی گئی ہے کہ وہ متواتر اقبال جُرم کرتا رہا۔ پولیس کا ایسے موقع پر فرض تھا کہ وہ مجسٹریٹ کے روبرو ملزم کے بیانات قلمبند کراتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ ہر ایک تجربہ کار پولیس افسر کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ملزم نے راج پال کی دکان پر آکر بھی اقبال جرم کیا، ایسا غیر ممکن ہے وہاں پولیس موجود تھی۔ یہ سب کہانی ایسی غیر قدرتی ہے کہ اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔

پولیس کے سامنے کیوں نہیں کہا؟ :

مسٹر جناح نے کہا کہ یہ سب کہانی غلط ہے، گواہ نے نہ صرف بھگت رام کا نام ہی ترک کر دیا ہے بلکہ وزیر چند کا نام بھی چھوڑ دیا، حالانکہ وزیر چند نے ملزم کا تعاقب کیا تھا جرح پر گواہ نے کہا کہ مَیں وزیر چند کے نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا۔ مَیں اس شہادت

پر صرف یہی کہوں گا کہ اگر گواہ سچ بولتا تو وہ بھگت رام کا نام ضرور لیتا۔ اس کے علاوہ وہ پولیس کے سامنے بھی وہ الفاظ بتلاتا جو اُس نے بعد میں ملزم کی طرف منسوب کیے لیکن ایسا نہیں کیا گیا اس لیے یہ کہانی فرضی ہے۔

دیگر گواھوں کے بیانات میں اختلافات:

دیوان وزیر چند کی شہادت پڑھ کر سناتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ آیا فاضل جج صاحبان اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کہ کدار ناتھ، وزیر چند کو نہیں جانتا تھا اگر اسے نام نہیں آتا تھا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ کوئی آدمی وہاں موجود تھا۔ اس کے بعد گواہ بھگت سنگھ بھی ایسی کہانی سناتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ملزم کی پیٹھ اس کی طرف تھی، ظاہر ہے کہ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ ہر ایک گواہ ان الفاظ کے متعلق جو ملزم نے کہے مختلف بیانات دیتا ہے۔ چنانچہ بھگت سنگھ نے کہا کہ ملزم نے کہا تھا کہ ہتھکڑیاں سونے کے کڑے ہیں۔ نانک چند گواہ کا بیان ہے کہ ملزم کہتا تھا راج پال میرا دشمن نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا دشمن ہے۔ گواہ سچانند نے کم وبیش وہی الفاظ کہے جو نانک چند نے کہے۔ لیکن گواہ ودیا رتن جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس نے ملزم کو گرفتار کیا بالکل مختلف الفاظ بیان کرتا ہے۔ مسٹر جسٹس براڈوے، گواہ نے پہلے کہہ دیا ہے کہ میں ملزم کے صحیح الفاظ بیان نہیں کر سکتا مگر اس کا ملخص بتا سکتا ہوں۔

آتما رام کباڑی بناوٹی گواہ ھے:

میں صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آتما رام کباڑی ایک سکھایا ہوا گواہ ہے اسے اسی روز معلوم ہو گیا تھا کہ راج پال مارا گیا ہے۔ پھر شناخت کی پریڈ ہوئی جس میں تین مرتبہ گھومنے کے بعد اس نے ملزم کو شناخت کیا، گو اس گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ ملزم کی ناک کے قریب ایک نشان ہے، کیا کوئی چھریاں بیچنے والا اس قدر باریک بین ہو سکتا ہے کہ وہ اس بات کا بھی خیال رکھے کہ خریدار کی ناک کے پاس نشان بھی ہے۔ گواہ کا اپنا بیان ہے کہ ملزم کے کان میں دھاگہ پڑا ہوا تھا حالانکہ اس کی بینائی بھی اچھی نہیں۔

چھریوں کی شناخت میں غلطی:

اسی گواہ کا بیان ہے کہ میں فروخت کی ہوئی چھریوں کو پہچان سکتا ہوں لیکن بعد ازاں اس نے غلط چھری کو شناخت کیا۔ چھریاں عدالت میں پیش کی گئیں۔ مسٹر جناح نے

ٹوٹی ہوئی نوک والی کی طرف جج صاحبان کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ خود ان چھریوں کو دیکھ کر بتلائیں کہ ان میں کیا تمیز ہوسکتی ہے کہ آتما رام یہ بتلانے کے قابل ہو گیا کہ فلاں چھری ہے؟ ملزم کا بیان ہے کہ میں نے آتما رام کباڑی کی دکان سے چھری نہیں خریدی۔

شناخت کے طریقے میں نقص:

شناخت کے وقت جو طریقہ اختیار کیا گیا اس پر آپ زیادہ اعتماد نہیں کر سکتے باوجود اس کے آتما رام کباڑی نے تین چکر لگانے کے بعد ملزم کو شناخت کیا۔

خون کے نشانات کا مغالطہ:

مسٹر جناح نے فرمایا، سب انسپکٹر کی شہادت ہے کہ ملزم کی شلوار اور قمیض پر خون کے نشانات تھے۔ ملزم کے جسم کے دیگر حصوں پر بھی معمولی نشانات تھے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم کو بھی ضربات آئیں۔ ملزم کا بیان ہے کہ میرے سامنے تشدد کیا گیا تھا۔ استغاثہ نے کہیں بھی یقینی طور پر بیان نہیں کیا کہ ملزم کے کپڑوں پر خون کے جو نشانات تھے وہ اسی قتل کی وجہ سے تھے، طبی شہادت ہے کہ یہ نشانات شاید مقتول کے قریب آنے سے لگ گئے۔ یہ امر واضح ہے کہ ملزم مقتول کے نزدیک نہیں آیا۔ اس میں شک نہیں کہ خون کے نشانات کسی انسان کے خون کے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ یہ مقتول کے خون کے نشانات ہیں۔ اگر میری انگلی زخمی ہو جائے تو اُس کے اندر سے بھی کافی خون نکل آتا ہے جس سے میرے کپڑوں پر بھی بڑے بڑے نشانات لگ سکتے ہیں۔

سیشن جج کا قابلِ اعتراض استدلال:

اس کے بعد مسٹر جناح نے کہا کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ فاضل جج نے فیصلہ میں غلطی کی ہے، اُس نے کہا ہے کہ دو ہندو اسیسر (ASSESSOR) ملزم کو مجرم بتاتے ہیں

---

[1] غازی علم الدین شہید لاہور کے محلہ سریاں والا بازار کا رہنے والا تھا، اُس نے لاہور کے ایک پبلشر راج پال جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک بیہودہ اور دلآزار کتاب شائع کی تھی کو قتل کر دیا تھا۔

لیکن دو مسلمان اسیسر اُسے بے قصور ٹھہراتے ہیں۔ اگر اس وقت ہندو مسلم فرقوں میں کشیدگی تھی تو فاضل جج کا فرض تھا کہ وہ اپنی ذاتی رائے سے فیصلہ کرتا اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہندو اسیسروں کی رائے فرقہ پرستانہ نہ تھی۔ اس کے علاوہ فاضل جج نے شہادتوں سے بھی غلط نتیجہ مرتب کیا۔

رحم کی استدعا:

آخر میں مسٹر جناح نے کہا کہ ملزم نوجوان ہے، راج پال نے بدنام کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا تھا اس لیے سزائے موت سخت سزا ہے۔ ملزم پر رحم کیا جائے۔ لنچ کے بعد عدالت نے سرکاری وکیل کا جواب سُننے کے بغیر حاضرین کو باہر نکال دیا۔ اور فیصلہ محفوظ رکھا۔ سرکاری وکیل کی جوابی تقریر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اپیل خارج کر دی گئی۔ چار بجے کے قریب عدالت نے فیصلہ سنایا اپیل نامنظور کر دی گئی۔

ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال پر مسٹر جناح کا اظہارِ خیال[1]

لاہور، ۱۵ر جولائی۔ آج شام کو اخبار "ٹریبون" کے نمائندے نے مسٹر محمد علی جناح، رکن اسمبلی سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ آیا آپ نے مسٹر چھاگلا[2] کے اس بیان کو ملاحظہ فرمایا ہے جس میں انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ آپ پنڈت موتی لعل نہرو کے ساتھ تبادلہ خیالات کر کے کسی سمجھوتہ پر پہنچنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ کا خیال ایسا نہ ہو تو آپ اس معاملہ کے متعلق کیا کارروائی کرنا مناسب خیال فرماتے ہیں؟ نیز اس قرارداد کے متعلق جو آپ کی غیر حاضری میں مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں منظور ہوئی آپ کا کیا خیال ہے؟ اس نے یہ بھی دریافت کیا کہ موجودہ مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لیے آپ کے خیال میں حزب العمال (مزدور پارٹی) کی حکومت کو کیا کرنا چاہیئے؟

---

[1] انقلاب ۱۸ر جولائی ۱۹۲۹ء ص ۵

[2] محمد علی کریم چھاگلہ شروع میں مسلم لیگ کا زبردست حامی، بعد میں نیشلسٹ ہو گیا۔ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان کا وزیر خارجہ اور عدالتِ عالیہ کا جج مقرر ہوا۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر مسز بیسنٹ کی تجویز کے مطابق کہ سائمن کمیشن کا مقاطعہ کرنے والے انگلستان جاکر پہلے پارلیمنٹ کی مجلس منتخبہ میں شریک ہوں اور پھر برطانوی کابینہ کے ساتھ گفت وشنید کریں۔

مسٹر جناح نے پہلے کسی سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا لیکن کچھ عرصہ تک سیاسی معاملات کے متعلق بحث ومباحثہ کرنے کے بعد آپ نے کہا کہ میں اس وقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا جو میں نے حال ہی میں ایک ملاقات کے دوران کہہ دیا ہے کہ میں نے اپنے خیالات وائسرائے ہند کے سامنے پیش کر دیئے ہیں، اور وزیر اعظم کو بھی زبانی مطلع کر دیا تھا۔ اب ان حالات میں آپ کو کسی مزید انکشاف کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ اب تمام معاملہ کا انحصار ملک معظم کی حکومت کے فیصلہ پر ہے۔

حکومتِ برطانیہ کو مسٹر جناح کے مشورے[1]

درجہ مستعمرات کا اعلان اور ہندوستانی رہنماؤں کے مشورے

بمبئی، ۲۹ر اکتوبر۔ مسٹر جناح نے وہ تجاویز عام اشاعت کے لیے واگذار کر دی ہیں۔ جو انہوں نے وائسرائے کے انگلستان جانے سے پہلے اُن کی خدمت میں پیش کی تھیں، نیز وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کو بھیجی تھیں۔ مسٹر جناح کی تجاویز یہ ہیں کہ ملک معظم کی حکومت کو اپنی حکمت عملی کا اعلان کر دینا چاہیئے اور اس کے بعد ہی ہندوستان کے نمائندوں کو دعوت نامے بھیجنے چاہیئں۔ تاکہ حکومت کی طرف سے آخری اور قطعی تجاویز طے ہونے اور پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیے جانے سے پہلے ان سے مشورہ کیا جائے۔

مسٹر جناح نے ۱۹ر جون کو جو خط وزیر اعظم کو لکھا تھا اس میں سائمن کمیشن کے مقاطعہ کا اظہار کیا گیا تھا اور پوچھا تھا کہ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کے سیاسی ضمیر کو جس نے سائمن کمیشن سے اس کی تحقیقات کے دوران میں مقاطعہ کر رکھا تھا،

---

[1] انقلاب ۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء ص ۵

اس کی آخری منازل میں اس کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ اشتراک عمل پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ ایسی کوشش جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، مفید ثابت نہ ہوگی۔ مسٹر جناح نے اعلان کر دیا کہ ہندوستان کو برطانیہ عظمیٰ کی باتوں پر اعتماد نہیں رہا۔ میں سب سے پہلے آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس اعتماد کو از سرِ نو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ برطانیہ کے مسلمات و نظریات میں ہندوستان کے اعتماد کو از سرِ نو زندہ کریں، مسٹر جناح نے مسٹر میلکم ہیلی کی تقریر کا ذکر کیا جس نے یہ اثر پیدا کر دیا تھا کہ ۱۹۱۷ء کا اعلان اور قانون حکومت ہند کا مقدمہ یہ معنی رکھتا ہے کہ حکومتِ برطانیہ ہندوستان کو مکمل ذمہ دار حکومت اور درجہ مستعمرات دینے کی پالیسی پر کاربند نہیں۔ مسٹر جناح نے اس امر کی تاکید کی کہ ملک معظم کی حکومت اب اعلان کر دے کہ اس نے ہندوستان کو درجہ مستعمرات کی مکمل ذمہ دار حکومت دینے کا حتمی وعدہ کر رکھا ہے۔ مسٹر جناح لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں ایسا اعلان بڑا اثر کرے گا۔ مکمل آزادی کی تحریک کے زہر کا تریاق ثابت ہوگا۔ ہندوستانی نمائندوں کو دعوت دیئے جانے کے متعلق مسٹر جناح کا خیال ہے کہ اگر یہ دعوت وزیر اعظم کی طرف سے ہوگی تو وہ اسے مسترد نہ کر سکیں گے۔ آپ نے تجویز کی کہ ہندوستان سے کم از کم پندرہ نمائندوں کو جو سیاسی راہنما ہوں بلایا جائے۔

گمراہ کن غیر ممکن العمل اور غیر دانشمند قرارداد[1]

لاہور کانگرس کے فیصلہ پر مسٹر جناح کا تبصرہ

بمبئی، ۲ رجنوری۔ مسٹر جناح نے ایک ملاقات کے دوران میں کانگرس کی قراردادِ آزادی کی صاف طور پر مذمت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ پنڈت موتی لعل نہرو اور گاندھی نے کانگرس میں یہ قرارداد منظور کروا کر ایک نہایت ذمہ داری کا بوجھ اپنے سر لیا ہے۔ میری رائے

---

[1] انقلاب ۴ رجنوری ۱۹۳۰ء ص ۵

ہیں۔ یہ قرارداد نہایت گمراہ کن، غیر ممکن العمل اور غیر دانشمندانہ ہے اس سے بجائے فائدہ کے ہندوستان کو شدید نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔[2]

مسٹر جناح کی طرف سے بھوک ہڑتالیوں کی جانبازانہ خدمات کا اعتراف[1]

نئی دہلی، ۲۲ر فروری۔ جیل کے قواعد کی نظرثانی کے متعلق حکومت نے جو اعلان جاری کیا اس کے سلسلہ میں پنڈت مالویہ اور مسٹر جناح نے اخبارات کے نام ایک بیان میں چند نکات ظاہر کیے:۔

اسیران درجہ اول کے متعلق وہ اس امر پر اظہار افسوس کرتے ہیں کہ حکومت نے ان کی یہ تجویز منظور نہیں کی کہ سنگین جرم کی اچھی طرح تعریف کی جائے وہ اس بات پر خوش ہیں کہ حکومت نے ان کی یہ تجویز منظور کرلی ہے کہ بے پروائی اور بربریت کے لفظ منسوخ کردیئے جائیں اور جس شخص کے قبضے سے اسلحہ اور مادہ ہائے آتش گیر برآمد ہوں، اس کی نیت، اور مقصد پیشِ نظر رکھا جائے۔ انہوں نے اس بات پر اظہار تاسف کیا ہے کہ حکومت نے ان کی یہ تجویز نامنظور کردی کہ جب کوئی مجسٹریٹ قیدی کے لیے درجہ مقرر کرے تو اس کے لیے مقامی حکومت کی منظوری کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مقامی حکومت اسی صورت میں دخل دے جب قیدی بہتر درجہ لینے پر اصرار کرے۔ نیز انہوں نے لکھا ہے کہ حکومت نے ان کی یہ تجویز بھی مسترد کردی ہے کہ تعلیم یافتہ قیدیوں کو ان کے خرچ پر روزانہ اخبارات پڑھنے کے لیے دیئے جائیں۔ بہر حال وہ ترمیم شدہ قواعد پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مقدمہ سازش لاہور کے ملزم نے جیل میں بد سلوکی کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کراکر ایک عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔

---

[1] کانگرس نے حکومت کو دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے نہرو رپورٹ کو من وعن منظور نہ کیا تو وہ سول نافرمانی کی تحریک شروع کریگی مگر جب حکومت نے ایسا نہ کیا تو کانگرس نے اپنے لاہور اجلاس میں یکطرفہ نام نہاد آزادی کا اعلان کردیا۔

[2] انقلاب ۲۶ر فروری ۱۹۳۰ء ص ۶

گاندھی جی کو گرفتار کرنا بھاری غلطی ہے[1]

مسٹر جناح کا بیان

نیو دہلی، ۱۹ر مارچ۔ مسٹر جناح نے دوران گفتگو کہا کہ میری پختہ رائے ہے کہ اگر حکومت نے گاندھی جی کو گرفتار کیا تو وہ بھاری غلطی کی مرتکب ہو گی۔ گاندھی جی کی خیال آرائیاں اور ان کی کارروائیاں نہایت بے ضرر نوعیت کی ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ انہیں اپنے خیالات پر عملدرآمد کرنے کے لیئے لمبی ڈور دے۔ میرے خیال میں یہی ایک طریقہ ہے جس سے گاندھی جی کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔ گاندھی جی کی مہم کا ایک اثر یہ بھی ہُوا ہے کہ قبل ازیں قانونِ نمک کو فنانس بل کی تقریروں میں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی لیکن اس مرتبہ سر پرشوتم داس نے بھی اپنی تقریر میں اس کا ذکر کیا ہے اور مسٹر ٹی پرکاشم نے اس مسئلہ کو خاص اہمیت دی ہے[2]۔

سول نافرمانی کی تحریک بے محل اور غیر معقول ہے[3]

مسٹر جناح نے (جو بمبئی کے نہایت مشہور بیرسٹر اور مسلمانوں کے بہت بڑے لیڈر ہیں) معتمد جمعیت العلماء ہند کو لکھا ہے کہ میرے تمام برادرانِ وطن کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً خلاف ورزی قانون کے طریق کار، عقیدے اور حکمتِ عملی کے ساتھ ہرگز ہرگز اتفاق نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ تحریک نہ صرف قبل از وقت بلکہ غیر معقول اور ناقابلِ عمل بھی ہے۔

مسٹر جناح لکھتے ہیں کہ واضح اور بدیہی طریق عمل یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں

---

[1] انقلاب ۲۲ر مارچ ۱۹۳۰ء ص ۵

[2] مسٹر گاندھی نے نمک سازی کی تحریک چلا رکھی تھی۔

[3] ہفت روزہ ملیبہ اخبار ۱۵ر مئی ۱۹۳۰ء ص ۱۷

کے اختلافات کا تصفیہ کیا جائے اور عنقریب منعقد ہونے والی گول میز کانفرنس میں ملک معظم کی حکومت کے ساتھ گفت و شنید کی جائے۔ بلکہ میری صدق دلی کے ساتھ یہ رائے ہے کہ لندن کی گول میز کانفرنس کے نتیجے کے ظاہر ہونے تک صبر و سکون سے کام لیا جائے۔

سر جان سائمن کی سکیم بے کار ہے

بدامنی گول میز کانفرنس کی تاریخ کے اعلان میں تاخیر کے باعث ہوئی

وزیر ہند کی تقریر پر مسٹر جناح کا تبصرہ[۵۱]

ٹائمز آف انڈیا کے نمائندہ نے مسٹر محمد علی جناح سے ملاقات کی اور اس تقریر کے بارے میں جو مسٹر وجوڈ بین (سیکرٹری آف سٹیٹ) نے دارالعوام میں کی تھی، رائے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ اس تقریر سے حالات کی موجودہ صورت پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا۔ آپ نے سول نافرمانی کی تحریک کو غیر دانشمندانہ اور ناقابل عمل قرار دے کر اس کی بہت مذمت کی۔ آپ نے اس بات پر بہت زور دیا کہ ہر جماعت کو گول میز کانفرنس میں شریک ہو کر ایسا دستور تیار کرنا چاہیئے کہ جس سے ہندوستان کو جلد درجہ مستعمرات حاصل ہو سکے۔ آپ نے فرمایا گول میز کانفرنس کے انعقاد کی تاریخ ۲۰ راکتوبر قطعی طور پر مقرر ہو چکی ہے۔ بعض حلقوں میں اس امر پر اظہار بے اطمینانی ہوا ہے کہ مسٹر وجوڈ بین نے اس کانفرنس کے حدود کار کی توضیح نہیں کی ہے۔ ایک سے زیادہ حلقوں سے یہ بھی مطالبہ ہوا کہ حدود کار کی تعریف ہونی چاہیئے لیکن کسی نے یہ نہیں بتلایا کہ وہ کیا ہوں؟ البتہ مسٹر گاندھی نے مسٹر سلو کو جلسے سے ملاقات کے دوران اشارۃً یہ ضرور کہا ہے کہ حدود کار میں ایسے دستور کی تشکیل ہونی چاہیئے جس سے ہندوستان کو آزادی حاصل ہو جائے۔ اس جملہ کے معنیٰ و مفہوم کو ہر شخص اپنی ذہنیت اور رجحان کے موافق سمجھ سکتا ہے۔

---

[۵۱] روزنامہ انقلاب لاہور ۵ رجون ۱۹۳۰ء ص ۴

میں اس کا مفہوم یہ سمجھتا ہوں کہ مواد آزادی ، آزادی اور کامل درجہ نوآبادیات دونوں کے مفہوم کو خبط کرتا ہے ورنہ مسٹر گاندھی عام فہم درجہ نوآبادیات کے جملہ کو استعمال کرنے میں پس وپیش نہ کرتے۔ مسٹر گاندھی اس بات کے لیے گفتگو کرنے پر آمادہ ہیں کہ وہ مواد کیا ہو اور کس دستور کی تشکیل - ایک طرف مسٹر گاندھی کا مبہم جملہ مواد آزادی ہے اور دوسری جانب صاف وصریح اور عام فہم مطالبہ یہ ہے کہ کانفرنس کا مقصد و منشا یہ ہونا چاہیے کہ ایسا دستور تیار کیا جائے جس سے ہندوستان کو مکمل درجہ نوآبادیات جلدتر حاصل ہو جائے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی منظور کیا جائے۔ میری نظر میں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے ۔

اکتوبر میں وائسرائے نے جو اعلان کیا تھا اس میں اس کی وضاحت کر دی تھی اور اس بات پر زور دیا تھا کہ کانفرنس کا یہ مقصد ہے کہ ایسا راستہ دریافت کیا جائے جس سے ہندوستان اپنی مقررہ منزلِ مقصود تک جلد اور یقینی طور پر پہنچ جائے۔ میری رائے میں ہر سمجھ دار آدمی جانتا ہے کہ تنقیح طلب امر صرف یہ ہے کہ چاہے مسٹر گاندھی کے الفاظ استعمال کیے جائیں یا میرے الفاظ لیے جائیں کہ موجودہ دو عملی نظام حکومت ختم کر کے اختیارات عوام کے نمائندوں کے حوالے کر دیئے جائیں جو مجلس مقننہ کے سامنے ذمہ دار ہوں گے اور صرف یہی مسئلہ ہے کہ جس پر ہمیں گفتگو کرنی ہے ۔ اس کی تکمیل کے لیے اگر زیادہ نہیں تو دو چار نہایت اہم تنقیحات ضرور ہیں جن کو گفت وشنید سے طے کرنا ضروری ہے ۔

مسئلہ مدافعت :

سب سے اول مسئلہ مدافعت کا ہے۔ مدافعت کی فوری ذمہ داری اور مکمل اختیار ہندوستانی مجلس تشریعی کے سپرد کیا جا سکتا ہے ۔ ایک سوال یہ ہے کہ کس حد تک اور کتنی مدت تک ایسا کیا جائے ۔ دوسرے یہ کہ ہمیں بخوبی علم ہے کہ ہندوستانی والیان ریاست ہمیشہ سے اعلان کرتے رہے ہیں اور حال ہی میں اس کا پھر اعادہ کیا ہے کہ ہندوستان میں درجہ مستعمرات اور ذمہ دار حکومت کے قائم ہونے سے پیشتر ان کو بعض ضمانتیں اور حفاظتیں حاصل ہونی چاہئیں اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہندوستانی مجلسِ تشریعی کو وہ جملہ اختیارات شاہی حاصل ہوں گے جو آج کل برطانوی حکومت کو

حاصل ہیں اگر نہیں تو بحیثیت، اعلےٰ قانون ساز کے برطانوی ہند اور والیانِ ریاست کے معاملات میں مفاہمت کیسے ہو گی ؟

یہاں مَیں نہ صرف اپنے ذاتی علم اور والیانِ ریاست سے تعلقات کی بناء پر بلکہ اس باقاعدہ جلسہ شوریٰ کی بناء پر جو گذشتہ ماہ مارچ میں دہلی میں منعقد ہُوا تھا، یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اس امر کا یقین ہے کہ اگر ہم ان سے معقول مفاہمت کر لیں تو والیانِ ریاست بالعموم درجہ نوآبادیات کے حصول میں امداد دینے کو رضامند ہیں۔ یہ مسئلہ کافی بحث کا محتاج ہے اور کانفرنس میں موضوعِ بحث ہو گا اور یہی مسئلہ بہت اہم ہو گا۔

اقلیتوں کا سوال :

دوئم اقلیتوں اور بالخصوص ہندو مسلم کا مسئلہ ہے جس کا طے کرنا ضروری ہے چاہیے اس کو کانفرنس میں طے کیا جائے یا اس سے قبل۔ قومی مفاد کے حصول اور ارتقاء کے لیے مسلمان بھی ایسے ہی بے چین ہیں جیسے کہ کوئی اور دوسری قوم اور مجھے یقین ہے کہ ان کی اکثریت بلا پس و پیش مطالبہ درجہ نوآبادیات کی تائید کرے گی۔ تاہم جب ہم ذمہ دار اور مستعمراتی حکومت پر بحث کرتے ہیں تو ہمیں یہ فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہے جبکہ ہم نمائندہ حکومت کے قیام کے لیے کوشاں ہیں جس کو کثرتِ رائے سے فیصلہ کرنے کا اختیار ہو گا اور آئندہ دستور میں اپنی حیثیت کی وجہ سے اقلیتیں بجا طور پر یہ خطرہ محسوس کرتی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ایسا تحفظ کیا جائے جس سے اُن کی رضامندی حاصل ہو اور ان میں حقیقی محبت کا جذبہ پیدا کر دے۔

تعلقاتِ خارجہ :

امورِ خارجہ کے سوال پر بھی جس میں بین الاقوامی تعلقات شامل ہوں گے غور کرنا ہو گا اس کانفرنس میں اس کا کوئی قابلِ اطمینان حل دریافت کرنا ہو گا۔

یہ ہیں وہ چند امور جو ہر چہار فریق ہندو، دیسی والیانِ ریاست، نمائندگانِ حکومت، مسلمان اور دیگر اقلیتوں کی صرف باہمی گفتگو سے طے ہو سکتے ہیں۔ حدودِ کار کی خواہ مبہم طور پر تعریف کی گئی ہو، یا قطعی نہ کی گئی ہو، مسئلہ کی صورت یہ نظر آتی ہے کہ تمام جماعتیں اس کانفرنس میں بدل پابندی اور آزادی سے گفتگو کریں۔

گاندھی کی دوسری شرائط

گاندھی کی دیگر شرائط مثلاً تنسیخ قانون نمک، ممانعت مسکرات اور ممانعت بدیشی پارچہ جات یہ آئینی معاملات نہیں۔ یہ معاملات ایسے ہیں کہ جو مجالس تشریعی حل کر سکتی ہیں اور جب عوام کے نمائندوں کو اختیارات حاصل ہو جائیں گے تو یہ کام ان کا ہوگا کہ وہ قانون نمک کو منسوخ کرتے ہیں یا نہیں۔ اور شراب کا امتناعی قانون بناتے ہیں یا نہیں اور بدیشی کپڑے کے لیے محصول کی دیوار تعمیر کرتے ہیں یا نہیں۔

سیاسی قیدیوں کی رہائی:

دوسری بات جو مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ سیاسی قیدیوں کی رہائی ہی سول نافرمانی کی جنگ ختم کرا سکتی ہے، میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر مسٹر گاندھی وہ رویہ اختیار نہ کرتے جو ۲۳ دسمبر کو وائسرائے سے ہماری ملاقات کے وقت اختیار کیا اور اس نے مطلوبہ ضمانت کے نہ ملنے تک اس مسئلہ پر گفتگو کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لارڈ ارون بہت اچھا کرتے اگر ہم سے اس معاملہ پر معقولیت سے بحث کرتے۔ مجھے احساس ہے کہ کانگرس کی تحریک اس رائے کا اظہار ہے جو ہمیشہ سے موجود ہے اور جس کو ہم میں سے اکثر لوگ جانتے ہیں، جس سے کہ حکومت بھی واقف ہے یا کم سے کم اعلیٰ عہدہ داروں میں سے بعض تو ضرور جانتے ہوں گے۔

نہ صرف کانگرس ہی بلکہ میں کہوں گا کہ تمام سیاسی دماغ رکھنے والے حضرات حکومت کی پالیسی اور موجودہ نظامِ حکومت سے بددل ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ سول نافرمانی کی تحریک کی سب لوگ حمایت کرتے ہیں یا ہندوستان کی اکثریت اس کے ساتھ ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ موجودہ حالات سے مطمئن ہیں بلکہ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ مفکرین اور مدبرین کی اکثریت جانتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ تحریک غیر عقلمندانہ اور ناقابل عمل ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص بھی کانگرس کی غیر قانونی حرکات کو یا ان ذرائع کو جو حکومت نے مثل اجرائے آرڈی ننس اور آزادی تقریر میں مداخلت اور قانون مطابع کی شکل میں اختیار کیے، پرسکون دل سے دیکھ سکتا ہے یہ چیزیں ایسی ہیں جو آزادی اور آئینی حکومت کے ہر پرستار کے لیے نفرت آمیز ہیں اور مجھے یقین ہے کہ لارڈ ارون کو بھی ان سے کچھ کم نفرت نہیں۔

بے سُود جنگ :

اب سوال یہ ہے کہ یہ بے کار اور بے سود جنگ کب تک جاری رہے گی اگر کانگرس صرف یہی چاہتی ہے کہ حدودِ کار میں ایسے دستور کی تشکیل شامل کر لی جائے جس سے ہندوستان کو موادِ آزادی حاصل ہو جائے تو مجھے کوئی رتی طلب بات نظر نہیں آتی کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ کوئی ہندوستانی نمائندہ کانفرنس میں سوائے اس کے کسی اور امر پر رضامند نہ ہو گا کہ اختیارات کامل طور پر منتقل ہو جائیں جسے مسٹر گاندھی موادِ آزادی کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ آج ہندوستان میں کسی حقیقی اور ایماندار قوم پرست شخص کو اس سے کم چیز مطمئن نہیں کر سکتی۔

مسٹر بین کی غلط فہمی :

آخر میں مسٹر جناح نے مسٹر بین کی تقریر کے اس حصّے کا حوالہ دیا ہے کہ "یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ اپنی خواہشات کے اطمینان کے لیے ہر قوم اور ہر طبقہ کا ہندوستانی ترقی دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اس بات کے متوقع ہیں کہ نسلی برتری کی جملہ علامتیں دور ہو جائیں جو دولت مشترکہ کے ضبط و قیام کے لیے اتنا ضروری ہے کہ اس میں شہریت کامل طور پر مساوی رہے اس لیے اس کی شکایت کرنا فضول اور لغو ہے۔ محب وطن ہندوستانیوں نے ہندوستان میں ابتری و انتشار پھیلانے کی کوشش کی مذمت کرتے ہوئے نہایت جوش کے ساتھ اپنی اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ آئینی حقوق بڑے پیمانے پر حاصل ہوں، اس پر رائے زنی کرتے ہوئے مسٹر جناح نے اطمینان ظاہر کیا کہ مسٹر بین نے ہندوستان کی صحیح حالت کا اندازہ کر لیا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ تمام لوگوں نے خلاف قانون تحریک کی تائید نہیں کی اور یہ کہ وہ عاقلانہ مستقل اور پائیدار پالیسی پر عمل پیرا ہونگے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جلد تر ہندوستان کو درجہ مستعمرات کی حکومت کے حصول میں مدد دیں گے۔

مسٹر جناح نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ مسٹر بین کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ باشندگانِ ہند کے اطمینان کے لیے ان کو جو بھی کچھ کرنا تھا کر چکے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے زیادہ اور کیا کر سکتے ہیں۔

لندن کانفرنس میں تاخیر :

ابتدا سے لیجئے اگرچہ ۳۱ر اکتوبر کو اعلان ہو گیا تھا لیکن مئی کے مہینہ تک تاریخ کا تقرر نہ ہُوا کہ کانفرنس کا اجلاس ۲۰ر اکتوبر کو ہو گا۔ اس کے معنی یہ ہُوئے کہ اعلان کے ایک سال بعد یہ طریقہ ہرگز ایسا نہیں ہے جس سے عوام میں اطمینان پیدا ہو سکے یا ملک معظم کی حکومت کی نیک نیتی کو ثابت کر سکے۔ اگر مسٹر بین اور برطانوی حکومت اعلان کے تین چار ماہ کے اندر اندر ہی کانفرنس طلب کر لیتی تو میں یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ بہت سی معصوم جانوں اور مصائب کا اتلاف رُک جاتا۔ لیکن مسٹر بین اور برطانوی حکومت سائمن کمیشن کی رپورٹ کی تدقیق کی خاطر بہت توقف کرتے رہے۔ یہ ہے اس غیر واجب تاخیر کا سبب۔ مسٹر بین نے بیان کیا ہے کہ بہت تھوڑے عرصے میں ان کے ہاتھوں میں ہمارے وقت کی بہت اہم دستاویز پہنچ جائے گی۔ مسٹر جناح کی رائے ہے یہ باعث ظاہر تھی کہ یہ دستاویز اکیلی نہ ہو گی، آپ کے دماغ میں خفیف شبہ بھی اس امر کا نہیں ہے کہ رپورٹ کانفرنس کے راستہ میں حائل نہ ہو گی، سائمن کمیشن کی اسکیم بے کار ہے اور مسٹر بین کو چاہیئے کہ سر جان سائمن کو تسلی دیں کہ اس نے دو سال محنت کی تھی۔

سائمن رپورٹ قابل قبول نہیں ہے[1]

شملہ، ۱۰ر جولائی۔ آج اسمبلی کا اجلاس سائمن رپورٹ پر بحث کرنے کے لیے منعقد ہُوا اس موقع پر مسٹر جناح نے کہا کہ اگر حکومت سائمن کمیشن رپورٹ کے متعلق اسمبلی کی رائے لینا چاہتی ہے تو اُسے ایک علیحدہ قرارداد پیش کرنا چاہیئے تھی۔ آپ نے حکومت سے دریافت کیا کہ کیا اس نے رپورٹ پر غور کر کے کوئی نتیجہ قائم کیا ہے؟ کیا وائسرائے نے نہیں کہا ہے کہ سائمن رپورٹ آخری فیصلہ نہیں ہے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم اسی قرارداد پر ان باتوں کے متعلق بحث کریں۔ اس نہایت بے موقع کارروائی کا

---

[1] انقلاب ۱۳ر جولائی ۱۹۳۰ء ص ۲

جو سرکاری بنچوں کی طرف سے شروع کی گئی ہے آخر مطلب کیا ہے ؟

تخفیف کی جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سائمن رپورٹ ناکافی اور غیر اطمینان بخش ہے ، اسمبلی کی طرف سے اس کا جواب یہ ہو سکتا تھا کہ اس تحریک کے حق میں رائے دی جائے (نعرہ ہائے تحسین) کیا حکومت کو یقین ہے کہ سائمن رپورٹ اطمینان بخش ہے ؟ پھر ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ جہاں تک منتخب شدہ ارکان کا تعلق ہے وہ یہی رائے دیں گے کہ سائمن رپورٹ قابلِ قبول نہیں ہے ۔ غالباً سرکاری بنچوں سے بعض ذکی الطبع اصحاب یہ چاہتے ہیں کہ ہاؤس میں اس مسئلہ پر فرقہ وارانہ بحث و مباحثہ شروع ہو جائے ۔ ہم یہاں کسی ایسے تنازعہ کو شروع نہ کریں گے ۔ (تالیاں)

لندن کانفرنس کے متعلق میں تسلیم کرتا ہوں اور ممکن ہے کہ وہ ناکام رہے اور ہماری یہ امیدیں پوری نہ ہوں ۔ لیکن اس دلیل کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ اگر میں نے اپنے مقصد کے لیے جس کے منصفانہ اور درست ہونے پر مجھے یقین ہے ، جنگ نہ کی تو میں اپنے فرض میں کوتاہی کروں گا ۔ میں اپنا معاملہ کانفرنس میں پیش کر کے ایک تصفیہ کن رائے طلب کروں گا ۔ اگر مجھے اس میں ناکامی ہوئی تو حالات کے مطابق جو راستہ چاہوں گا اختیار کروں گا اور اگر میں کامیاب ہوا تو اپنی قوم کی بہترین خدمت انجام دینے کا باعث ہوں گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے کانفرنس میں ضرور شامل ہونا چاہیئے ۔ لیکن ساتھ ہی حکومت کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ انصاف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کانفرنس کے لیے ہندوستان کے صحیح نمائندوں کا انتخاب کرے ۔

کانگرس کی گول میز کانفرنس میں عدم شمولیت کا فیصلہ ایک بھاری غلطی ہے[1]

کراچی ، ۲ اکتوبر ۔ جہاز پر سوار ہونے سے پیشتر مسٹر جناح نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ " میری رائے میں کانگرس نے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے

---

[1] انقلاب ۴ اکتوبر ۱۹۳۰ء ص ۵

سے بدیں وجہ انکار کرنے کے بھاری غلطی کی ہے کہ وائسرائے یا ملک معظم کی حکومت مصالحت۔ سے پیشتر اسے پرائیویٹ طور پر اطمینان دلا دے۔ جو مندوبین مسئلہ آئرلینڈ کے تصفیہ کے لیے لندن گئے تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ آئرلینڈ کو قلمرو برطانیہ کے ساتھ ایسے طریقہ پر متحد کرنے کے ذرائع سوچے جائیں جن سے آئرلینڈ کے قومی جذبات بہترین طریقہ پر پورے ہو سکیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کانفرنس آئرلینڈ کے مندوبین اور ملک معظم کی حکومت کے درمیان ایک آزاد کانفرنس تھی۔ مجھے کامل یقین ہے کہ ہمارے لیے صرف یہی طریق عمل صحیح ہے کہ اس کانفرنس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو ہم ہندوستان کی بہترین خدمت کرنے والے ہوں گے۔ اگر چاروں بڑی جماعتیں دوستانہ روح اور دیانت داری سے مسائل کا حل کریں اور ان کی واحد غرض یہی ہو کہ ہندوستان کے بہترین مفاد کی خدمت کریں تو میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ تسلی بخش تصفیہ نہ ہو۔ چاروں بڑی جماعتیں یہ ہیں: حکومت برطانیہ، ریاست ہائے ہند، ہندو اور مسلمان۔ میں اپنے لوگوں سے صرف یہی کہوں گا کہ میں ہندوستان کے مقاصد کو متبرک رکھوں گا اور اپنے ملک کے جو فرائض مجھ پر عائد ہوتے ہیں ان کے راستے میں کوئی امر حائل نہ ہو سکے گا۔[1]

کل رات سندھ کالج کے طلباء کو مخاطب کر کے مسٹر جناح نے کہا کہ میں انگلستان گول میز کانفرنس میں کیوں جا رہا ہوں۔ اگر ہندوستان درجہ مستعمرات مانگتا ہے تو یہ برطانوی پارلیمنٹ کے قانون سے دیا جا سکتا ہے اگر ہم گول میز کانفرنس میں نہ گئے تو کہا جائے گا کہ ہم دانستہ علیحدہ رہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم کانفرنس میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن مندوبین کو حق حاصل ہو گا کہ اگر کسی چیز کو نقصان دہ خیال کریں تو اسے مسترد کر دیں اور گول میز کانفرنس میں جانے سے وہ اہلِ برطانیہ کو کسی فیصلہ کن مقصد پر مجبور کر سکیں گے۔

---

[1] حکومت برطانیہ نے ۱۹۳۰ء میں ہندوستان کے آئینی مسائل کو حل کرنے کی خاطر ایک گول میز کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ کانگرس نے پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت نہیں کی تھی۔

گول میز کانفرنس میں مسٹر محمد علی جناح کی ہنگامہ خیز تقریر[۱]

مسٹر محمد علی جناح نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ مُردہ ہو چکی ہے اور حکومت ہند نے جو مراسلت بھیجی ہے وہ بھی تقویم پارینہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ والیان ریاست کے اشتراک سے نئے ستارہ کا طلوع ہو چکا ہے اس سے درجہ مستعمرات کے لیے برطانوی ہند کا مطالبہ بھی پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ اب ہم تمام ہندوستان کے لیے درجہ مستعمرات کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس تمام مسئلہ کا تصفیہ پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ کانفرنس میں برطانیہ کی تینوں پارٹیوں کے جو نمائندے اس وقت موجود ہیں، مَیں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا انہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کانفرنس میں جو سمجھوتہ ہو جائے گا پارلیمنٹ اُسے مسترد کر دے گی۔ اگر پارلیمنٹ نے ایسا کیا تو وہ واقعی بڑی دیدہ دلیری سے کام لینے والی ہو گی۔

گول میز کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں مسٹر جناح کی تقریر[۲]

مسٹر جناح نے ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی نوازش اور ہمدردی کا اعتراف کیا اور کہا کہ یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ مسٹر میکڈانلڈ کے پایہ کا اور تجربہ کا مدبر اس کانفرنس کی صدارت پر راضی ہو گیا ہے۔ مَیں خوش ہوں کہ مسٹر میکڈانلڈ نے برطانوی فرماں روائی کے ان اعلانات کا ذکر کیا ہے جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کو خود اختیاری حکومت کے لیے تیار کرنا برطانیہ کی ذمہ داری ہے۔ مسٹر جناح نے وائسرائے

---

[۱] انقلاب ۲۳ نومبر ۱۹۳۰ء ص ۶

[۲] انقلاب لاہور، ۱۵ نومبر ۱۹۳۰ء ص ۱ ۔ نیز ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور، ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء ص ۱۹ ۔

کے تازہ بیان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ملک معظم کی حکومت کے اعلان میں خود اختیاری حکومت کا اصول صاف اور واضح ہے لیکن میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اب ہندوستان ان اعلانات کے ایفاء کا منتظر ہے۔ ہندوستان اور برطانیہ کی تاریخ میں آج تک ایسا موقعہ نہیں آیا جیسا کہ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ ہم ریاستوں کے وفد کو اس شوریٰ میں برطانوی ہند کے وفد کے ساتھ دیکھ کر خوش ہیں۔ میری خواہش اور امید یہ ہے کہ تمام جماعتیں اور تمام تو میں اس کام کو انجام دینے کا عزم کر لیں گی۔ مسٹر میکڈانلڈ کے الفاظ میں باہمی اعتماد، سچی مآل اندیشی اور تدبر کے تمام وسائل کو اس کے لیے وقف کر دیں گے۔ میں مستعمرات کے نمائندے اور وزیروں کی موجودگی پر اظہار مسرت کرتا ہوں۔ اور خوش ہوں کہ وہ جمہوریت اقوام برطانیہ میں ایک نئی نوآبادی کی پیدائش کے موقعہ پر موجود ہیں۔

ہندو مسلم تصفیہ کے بغیر کوئی دستور کامیاب نہیں ہوسکتا

فیڈریشن کمیٹی کی رپورٹ پر بحث [1]

مسٹر جناح نے کہا کہ ہندو مسلم مسئلہ کا تصفیہ کسی قسم کے دستور اساسی کی تکمیل کی پہلی شرط ہے۔ میں پرزور الفاظ میں کہتا ہوں کہ جب تک مسلم حقوق کے تحفظات بہم نہیں پہنچائے جائیں گے کوئی دستور اساسی کامیاب نہیں ہوگا۔

مسٹر جناح نے ہندو مسلم مسئلہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مجھے موجودہ حالت میں آل انڈیا فیڈریشن کے مفید ثابت ہونے پر شبہ ہے۔ اگرچہ میں اس کی ضرورت کا قائل ہوں، تاہم مجھے اُمید ہے کہ حکومت برطانیہ سے فیڈریشن کا مطالبہ کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہوگا۔[2]

---

[1] انقلاب ۱۶ر جنوری ۱۹۳۱ء ص ۴

[2] فیڈریشن کمیٹی: پہلی گول میز کانفرنس کے دوران مختلف سب کمیٹیاں مقرر کی گئی تھیں۔ فیڈریشن کمیٹی انہی کمیٹیوں میں سے ایک تھی۔

فیڈریشن کمیٹی کی رپورٹ سے مسٹر جناح کا اختلاف[1]

لندن، ۱۵ر جنوری۔ کل فیڈریشن سب کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ میں ابتدا ہی سے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ فرقہ وارانہ مسئلہ کو بلا ضرورت درمیان میں لاکر دستور اساسی کو مخدوش نہ کر دوں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ میں اپنے دماغ سے جانبدارانہ جذبات نکال کر اس مسئلہ پر غور کرتا رہا ہوں اور ہمیشہ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ دستور اساسی مرتب کرنے سے پہلے ہندو مسلم مسئلہ کا تصفیہ ضروری ہے۔

آل انڈیا فیڈریشن کے متعلق بدگمانیوں کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ میرا خیال ہمیشہ یہی رہا ہے کہ مرکز کو عارضی تحفظات کے ساتھ ذمہ داری عطا کرنی چاہیئے۔

فیڈریشن سب کمیٹی کی رپورٹ پر بحث کرتے ہوئے آپ نے تقسیم مضامین، ہندوستانی ریاستوں کی نیابت کا تناسب، عام طور پر نمائندوں کے انتخاب کا طریقہ اور اس امر پر کہ دونوں ایوانوں کے باہمی تعلقات کا ابھی تک کوئی تصفیہ نہیں ہوا، عدم اطمینان کا اظہار کیا، آپ نے مجوزہ اقتصادی تحفظات اور گورنر جنرل کے مخصوص اختیارات کی مخالفت کی اور کہا کہ میں گورنر جنرل کو اختیارات عطا کرنے کی صرف اسی صورت میں حمایت کر سکتا ہوں جب دستور اساسی بالکل ناکام ہو کر رہ جائے اور شدید خطرات پیدا ہو جائیں جس سے ملک کا امن خطرے میں پڑ جائے اور اس صورت میں بھی میں چاہتا ہوں کہ گورنر جنرل کو صرف انتظامی اختیارات دیئے جائیں اور آرڈی ننس نافذ کرنے کا اختیار نہ ہو۔ مسٹر جناح نے کہا کہ محفوظ مضامین (RESERVED) کے انچارج وزرا نہ تو کابینہ یا وزارت میں ووٹ دے سکیں اور نہ مجلس قانون ساز میں۔ حفاظتِ ملک کا مسئلہ مرکزی مضمون ہونا چاہیئے۔ اور درمیانی عرصہ میں اسے محفوظ مضمون (RESERVED) سمجھا جائے لیکن میں بڑے زور سے مطالبہ کرتا ہوں کہ دستورِ اساسی کی از سرِ نو ترتیب، فوج کی

---

[1] انقلاب ۱۷ر جنوری ۱۹۳۱ء ص ۵۔

تنظیم کرنے اور اسے ہندوستانی بنانے اور اقتصادی معاملات کے متعلق ایک بین سکیم تیار کی جائے۔ میں اس تجویز سے بھی اتفاق نہیں کرتا کہ مجلس حاکمہ اسی صورت میں توڑی جائے جب ایوانوں کی مقررہ اکثریت حاصل ہو جائے۔ نیز والیانِ ریاست کو وزراء کے خلاف عدمِ اعتماد کی تحریک میں ووٹ دینے کا اختیار حاصل نہ ہو۔

پارلیمنٹ صرف لفاظی سے کام لینا چاہتی ہے[1]

دارالعوام کے مباحثہ پر مسٹر جناح کا اظہار خیال

لندن، ۲۸ر جنوری۔ مسٹر محمد علی جناح نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ دو شنبہ کو دارالعوام میں جو بحث و مباحثہ ہوا، اُس کے متعلق میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ اصلی داد و ستد کے لیے تیار نہیں ہے۔ اور اس نے موجودہ حالت کا ملاحظہ نہیں کیا۔ مقررین میں صرف مسٹر بین وزیر ہند نے خلوص کی ضرورت اور مطالبات کو جلد از جلد پورا کرنے پر زور دیا۔ پارلیمنٹ کا خیال ہے کہ آل انڈیا فیڈریشن کے خیال کو عملی صورت اختیار کرنے پر کئی سال صرف ہوں گے اور وہ ہندوستان میں صرف الفاظ اور بالخصوص مرکز میں ذمہ داری کے مسحورکن الفاظ سے امن اور یک جہتی قائم کرنا چاہتی ہے حالانکہ ان کے دماغ کے اندرونی پردوں میں تحفظات کا حربہ پوشیدہ ہے۔

مسٹر چرچل کی بے ڈھنگی صاف گوئی سے ان حقیقی آراء کا اظہار کیا گیا ہے جو برطانیہ میں ایک بہت بڑی اور طاقت ور جماعت رکھتی ہے۔ مسٹر میکڈانلڈ کا خیال ہے کہ سر تیج بہادر سپرو، مسٹر شاستری، مسٹر جیکر اور ڈاکٹر مونجے وغیرہ ان کے لیے ہندوستان میں جنگ کریں گے کیونکہ وہ انہیں اپنی حکمتِ عملی کا اندھا دھند سرپرست خیال کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ امر ہندوستانی رہنماؤں کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم کے بیان سے جو صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے اُسے مناسب طور پر حل کرنے

---

[1] انقلاب ۳۱ر جنوری ۱۹۳۱ء ص ۱

کے لیے بے حد تدبر اور دانش مندی کی ضرورت ہے۔ یہ ایک صاف راستہ ہے اور اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ مجھے بھروسہ ہے کہ خدا تعالے ہمیں راہِ راست پر چلنے کی ہدایت کرے گا۔ مجھے اس بات پر زور دینا چاہیئے جس پر دوشنبہ کے روز پارلیمنٹ کے مباحثہ میں دیا گیا تھا کہ جو اتحاد ویسٹ منسٹر میں دیکھا گیا تھا وہ ہندوستان میں بھی پایا جائے۔

پارلیمنٹ کی رُکنیت کے لیے مسٹر جناح کا عزم[1]

انگلستان میں مُستقل سکونت کا فیصلہ

لندن، ۳ر فروری۔ مسٹر جناح نے رائٹر سے دورانِ ملاقات میں کہا کہ میں نے انگلستان میں غیر محدود عرصہ تک مقیم رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں پریوی کونسل میں وکالت کروں گا لیکن میرے ٹھہرنے کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہاں سے ہندوستان کے لیے جنگ کروں۔ مسٹر جناح کا خیال ہے کہ میں ہندوستان کی نسبت انگلستان میں رہ کر اپنے ملک کی زیادہ خدمت کر سکتا ہوں۔ اس وجہ سے میں پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی توقع رکھتا ہوں۔

مَیں فیڈریشن کے قیام سے مایُوس ہوں[2]

لندن، ۲۰ر فروری۔ ہندوستان ٹائمز دہلی کے نمائندہ مقیم لندن کو مسٹر جناح نے گاندھی اور وائسرائے کی گفتگو سے متعلق حسب ذیل بیان دیا ہے:۔

"میں موجودہ نازک وقت میں مہاتما گاندھی اور لارڈ ارون[3] کی خدمت میں ایک

---

[1] انقلاب ۶ر فروری ۱۹۳۱ء ص ۱۔

[2] انقلاب ۲۲ر فروری ۱۹۳۱ء ص ۷۔

[3] وائسرائے ہند۔

تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرا نہایت پُر زور مشورہ ہے کہ مندرجہ ذیل اصول پر متارکۂ جنگ کا فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔

" وائسرائے پارلیمنٹ کی طرف سے بحیثیت مختار یہ یقین دلائیں کہ خواہ آل انڈیا فیڈریشن معرضِ وجود میں آئے یا نہ آئے وائسرائے اس امر کے لیے تیار ہیں کہ مرکزی حکومت میں بعض متفق علیہ تحفظات کے ساتھ ذمہ دار حکومت کے قیام کا اعلان کر دیں، جس میں ذمہ داری ایک ایسی ہیئتِ انتظامی کے سپرد کی جائے گی جو مجلسِ وضع قوانین کے سامنے جوابدہ ہو گی۔ علی الخصوص فنانس اور مالی خود اختیاری میں ذمہ داری نافذ کر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ ایک قطعی لائحہ عمل وضع کیا جائے گا جس کا منشاء یہ ہو گا کہ ہندوستان کو ایک مناسب مُدت کے گزرنے کے بعد دفاع پر بھی اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔ اس لائحہ عمل میں درمیانی زمانے کے لیے بعض مدارج متعین کر دیئے جائیں۔

مجھے شبہ ہے کہ آل انڈیا فیڈریشن معرضِ موجود میں نہیں آسکتی اور جس حد تک اس بحث و تمحیص کا تعلق ہے جو فیڈریشن کمیٹی میں اس مسئلہ پر کی گئی ہر غور و خوض کرنے والا اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ ہندوستانی ریاستوں نے جو شرائط پیش کی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی ٹھوس، حقیقی اور اصلی آل انڈیا فیڈریشن کا قیام مستبعد معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اس مسئلہ کا عملی حل میرے نزدیک یہی ہے کہ ہندوستانی لیڈر نہ تو آل انڈیا فیڈریشن کو مرکزی حکومت میں ذمہ داری کی شرطِ قرار دینے پر اصرار کریں، نہ ان تحفظات پر رضامندی ظاہر کریں جو لارڈ ریڈنگ[1] نے تجویز کیے تھے اور جن میں عملاً وزیرِ اعظم کے بیان کی تائید کی گئی تھی۔

اگر مذکورہ بالا امور کا یقین دلایا جائے تو کانگرسی لیڈروں کو ملک کے آئندہ دستورِ آئین کی تفصیلات طے کرنے میں تعاون کر لینا چاہیئے اور اس مقصد کے لیے کانگرس اور دوسری جماعتوں کے نمائندوں کو جن میں پارلیمنٹ کے نمائندے بھی شامل ہوں اور کل مندوبین کی تعداد کم سے کم ہو بلا تاخیر ترتیبِ آئین کے کام میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔

---

[1] لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند (۱۸۸۱ء – ۱۹۵۹ء)

صُبح کا بُھولا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اُسے بُھولا نہیں کہنا چاہیئے[1]

مسٹر جناح نے رائٹر سے دورانِ ملاقات میں (گاندھی اروِن) صلح کے متعلق کہا کہ اگر مسٹر گاندھی کے مطالبات یہی تھے تو انہیں چاہیئے تھا کہ گول میز کانفرنس میں اسی وقت شامل ہو جاتے جب انہیں دعوت دی گئی تھی۔ لیکن صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اُسے بھولا ہُوا نہیں کہنا چاہیئے۔ خوشی کا مقام ہے کہ اب وہ ہندوستان کی آئینی ترقی میں حصہ لینے کو تیار رہیں۔ اگر اب وہ اپنی توجہ ہندو مسلم تصفیہ کی طرف مبذول کریں تو وہ ملک کی ایسی خدمت انجام دیں گے جو اس وقت تک نہیں دے سکے۔ وائسرائے ہند مبارک باد کے مستحق ہیں۔ گاندھی جی کے دل سے شکوک رفع کرنے میں ان کی کامیاب مساعی نہایت ہی پُرجوش تعریف کے قابل ہے۔[2]

مسٹر جناح کی صاف بیانی[3]

مسٹر محمد علی جناح نے الہ آباد میں نہایت بصیرت افروز تقریر کی۔ اس تقریر کا لبِ لباب یہ تھا کہ اگر ہندو مسلمان آپس میں فیصلہ کیے بغیر انگلستان گئے تو لازماً برٹش گورنمنٹ فیصلہ کرے گی۔ اس حالت میں ہمیں ہندوستان کے متعلق جو کچھ ملے گا وہ بے حقیقت ہوگا۔ اگر ہندو آج پنجاب اور بنگال میں مسلم اکثریت کو مان لیں تو اتحاد کے راستہ کی تمام مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ اگرچہ میں خود مخلوط انتخاب کا حامی ہوں لیکن مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت جداگانہ انتخاب چاہتی ہے۔

---

[1] انقلاب ۱۱ مارچ ۱۹۳۱ء ص ۵۔ نیز ہفتہ وار پیسہ اخبار ۱۹ مارچ ۱۹۳۱ء ص ۲۲۔

[2] وائسرائے لارڈ اروِن اور گاندھی کے درمیان مختلف شرائط طے ہونے کے بعد ایک معاہدہ طے پایا تھا جسکو گاندھی اروِن پیکٹ کا نام دیا گیا۔ اس معاہدے کے تحت حکومت نے سول نافرمانی کے دوران گرفتار کیے جانیوالے کانگرسی رہا کر دیئے اور کانگرس نے دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کرنا منظور کر لیا تھا۔

[3] ہفتہ وار پیسہ اخبار (اداریہ) ۲۰ اگست ۱۹۳۱ء ص ۷۔

جب تک دستور میں مسلم مطالبات کو تحفظ نہ دیا جائے گا

اُس وقت تک وہ مسلمانوں کے لیے ناقابلِ قبول ہوگا [1]

مسٹر جناح نے حسبِ ذیل اعلان شائع کیا ہے :-

مجھے مسلم مندوبین کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ لارڈ سینکی کے بیان کردہ حالات کے ماتحت وہ اس بات پر رضامند ہیں کہ چار معلومہ نکات پر بحث و تمحیص کی جائے، لیکن مسٹر جناح نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ جب تک مسلم مطالبات اور تحفظات کی دستور اساسی میں تصریح نہ ہو گی وہ اسے منظور نہ کریں گے۔

گاندھی جی اور کانگرس دانشمندانہ رویہ اختیار کریں [2]

میں سادہ چیک پر دستخط نہیں مانگتا۔ میرے چودہ نکات تسلیم کرو۔

الہ آباد، ۹ر اگست۔ مجھے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ نے الہ آباد آنے کی دعوت دی۔ میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں آل پارٹیز کانفرنس کا رکن نہیں ہوں، اور نہ ہی ایگزیکٹو بورڈ کا ممبر ہوں، نہ مندوب ہوں۔ لیکن میں نے یہاں آنا اپنا فرض سمجھا تاکہ اپنے خیالات ایگزیکٹو بورڈ کے سامنے پیش کر سکوں۔ جب میں یہاں آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ یو۔پی مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد کر رہے ہیں۔ آپ کی دعوت اور ارشاد کے مطابق میں نے جلسہ میں تقریر کرنا بھی منظور کر لیا۔ پہلی بات جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اب مسلمانوں کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ایک متحدہ محاذ قائم کریں۔ انہیں اپنے تمام اختلافات اور باہمی تنازعات ختم کر دینے چاہئیں۔

---

[1] ہفتہ وار پیسہ اخبار ۱۹ر نومبر ۱۹۳۱ء ص ۱۲

[2] انقلاب ۷ر اگست ۱۹۳۱ء ص ۱

میں نے ڈاکٹر انصاری اور دیگر اصحاب کے ساتھ ملاقات کر کے اس معاملہ پر گفتگو کی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ ہندوستان سے میری روانگی سے پیشتر مصالحت ہو جائے گی اور باہمی اختلافات مٹ جائیں گے کیونکہ آپس میں لڑنے جھگڑنے کا یہ موقع نہیں ہے۔
گاندھی جی کی اس تقریر کا ذکر کرتے ہوئے (جو آج کے اخباروں میں شائع ہوئی ہے) مسٹر جناح نے کہا کہ وہ راستی کے متمنی نظر آتے ہیں۔ اگر ہندو پنجاب اور بنگال میں مسلم اکثریت کو تسلیم کر لیں تو فی الفور تصفیہ ہو سکتا ہے۔

جُداگانہ انتخاب:

میں ذاتی طور پر مخلوط انتخاب کی بناء پر تصفیہ کو ترجیح دوں گا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت جداگانہ انتخاب کی حامی ہے اس لیے جداگانہ انتخاب رائج ہونا چاہیئے۔ مجھے اُمید اور بھروسہ ہے کہ جب دستور اساسی نافذالعمل ہوگا اور مسلمانوں کا عدمِ اعتماد اور خوف دور ہو جائے گا تو پھر وہ اس وقت مخلوط انتخاب کی حمایت کریں گے اور جُداگانہ انتخاب آناً فاناً مٹ جائے گا۔
میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان صلح اور مصالحت چاہتا ہوں کیونکہ یہ وقت حجت بازی اور پراپیگنڈے کا نہیں ہے، دونوں اقوام کے جذبات کو مکدر کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ میں بلا تامل کہتا ہوں کہ اگر ہندو مسلم سوال کا تصفیہ نہ ہُوا تو پھر انگریز ثالث بنیں گے۔ آپ یاد رکھیں کہ ثالث اپنا حقِ اقتدار محفوظ رکھے گا اور اپنا فیصلہ منوائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے ہندو دوست میری نسبت غلط بیانی سے کام نہیں لیں گے اور نہ میرے بیان سے بُرا منائیں گے۔ گاندھی جی نے خود کہا ہے کہ میں مسلمانوں کے تمام مطالبات پورے کرنے کو تیار ہیں لیکن جب میں ہندوؤں سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو میرے چودہ نکات دے دو تو میں گناہ گار بنتا ہوں۔ میں سفید کاغذ پر دستخط نہیں مانگتا جیسا کہ مسٹر گاندھی اور پٹیل نے کہا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف میرے چودہ نکات پورے کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ فرقہ پرست نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں فرقہ پرست ہوں۔ میں ہندوؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ دانشمندانہ رویہ اختیار کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس صورت میں تصفیہ ہو جائے گا جس سے کروڑوں شہریوں کو مسرت اور فارغ البالی حاصل ہو جائے گی۔

مسٹر جناح نے گول میز کانفرنس کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ کانفرنس میں میرا کام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ میں نے صرف وہی پوزیشن اختیار کی جو کہ ممکن العمل تھی اور میں نے بمبئی سے روانہ ہوتے وقت یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ میں ہندوستان کے مفاد کو مقدم اور مقدس خیال کروں گا۔ میں نے اپنے اقرار کو پورے طور پر وفاداری اور دیانتداری کے ساتھ پورا کیا ہے اور اگر کانگرس اور مسٹر گاندھی نے اس سے زیادہ حقوق حاصل کر لیے جن کے لیے میں نے جنگ کی تو میں انہیں مبارک باد دوں گا۔ مسٹر جناح نے آخر میں کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا کی۔ اس کے بعد مسٹر جناح بلرام پور ہوسٹل گئے جہاں انہوں نے طلباء کے سامنے تقریر کی اور انہیں نصیحت کی کہ وہ فرقہ وارانہ ہنگاموں اور جھگڑوں میں شریک نہ ہوں، ان کے لیے ایک ہی سبق یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ اتفاق اور اتحاد کا سبق ہے۔

ہندوستان کی نجات ہندو مسلم تصفیہ پر منحصر ہے[1]

متحدہ محاذ کے بغیر ناکامی کا سامنا ہوگا

بمبئی، ۳۱ر جولائی۔ لندن سے واپس آنے کے بعد مسٹر محمد علی جناح نے ایک بیان میں پُرزور الفاظ میں فرمایا کہ اس وقت سب سے بڑا سوال یہ درپیش ہے کہ آیا ہندوستان آئندہ گول میز کانفرنس جو ماہ ستمبر میں منعقد ہوگی، متحدہ محاذ پیش کر سکتا ہے یا نہیں، کیونکہ ہماری ناکامی یا کامیابی کا دارومدار اسی پر منحصر ہے۔ ہندو مسلم سوال کا حل ہی آزادیٔ ہند کی کلید ہے۔ آپ نے کہا: ہندوستان کے متعلق انگلستان کا رویہ روز بروز سخت ہوتا جا رہا ہے۔ اظہارِ رائے خواہ کیسے ہی الفاظ میں کی جائے اختلاف صرف لب و لہجہ کا ہے۔ پارلیمنٹ ہندوستان میں برطانوی حکمت عملی پر بالکل متحد و متفق ہے۔ گذشتہ سال ہندو مسلم مسئلہ کو حل کرنے میں ہم نے جس قدر عدم قابلیت کا اظہار کیا اس سے کانفرنس کی کارروائی میں اہم نقص پیدا ہو گیا ہے۔ اگر اب ہم فرقہ وارانہ

---

[1] انقلاب ۴ر اگست ۱۹۳۱ء ص ۵۔

مسئلہ کے تصفیہ کے بغیر کانفرنس میں گئے تو اندیشہ ہے کہ اگر زیادہ نہیں تو اتنی ہی مایوسی کا سامنا اب بھی کرنا پڑے گا۔

ھندوستان کی نجات اسی میں ھے :

مجھے یقین ہے کہ ہر ذی شعور ہندوستانی اس مسئلہ کے تصفیہ کا دل سے متمنی ہے۔ کیونکہ اسی میں ہندوستان کی نجات کا راز پوشیدہ ہے۔ آپ ہندوستان کے لیے حکومت خوداختیاری کے کسی دستور کا مطالبہ کس طرح کر سکتے ہیں جب یہاں کی اکثریت والی قومیں آپس میں متحد نہ ہوں کانفرنس کے آئندہ اجلاس میں اگر ہم ہندو مسلم مناقشت کے شدید جذبات لے کر شامل ہوئے، آل انڈیا فیڈریشن کی تعمیر کا کوئی تصفیہ کر کے نہ گئے اور مسلم تحفظات کے متعلق شدید اختلاف باقی رہا جو یقینی ہے تو ایسا اختلافِ آراء پیدا ہو جائے گا اور ایسی ہنگامہ آرائی رونما ہو جائے گی کہ اندیشہ ہے کہ الفاظ کے مبادلہ اور محاربہ ہی میں وقت ضائع ہو جائے گا اور کانفرنس کو آئندہ سال پر ملتوی کرنا پڑے گا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ہندو مسلم مسئلہ کے حل اور والیانِ ریاست اور ہندوستانی وفد کے درمیان کوئی سمجھوتہ کرنے کے بغیر ہم کامیابی کی کسی منزل پر پہنچ سکیں۔ اس کے بغیر کوئی شک نہیں کہ ہماری کمزوری سے فائدہ اٹھایا جائے گا جو ہمارے افتراق میں صاف نظر آ رہی ہے"۔
آخر میں آپ نے کہا کہ ہماری کامیابی کے اس نازک مرحلہ پر ہندو مسلم اتحاد اور متحدہ محاذ بے حد ضروری ہے۔

اسمبلی سے مستعفی ھونے کا ارادہ :

برطانوی پارلیمنٹ کی ممبری کے متعلق سوال کرنے پر مسٹر جناح نے کہا کہ میں نے ابھی تک اپنا ارادہ تبدیل نہیں کیا اور سب سے پہلے موقع پر بطور امیدوار کھڑا ہو جاؤں گا۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ میں اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہونے والا ہوں۔ کانگرس کے جدید فارمولا کے متعلق رائے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ خوشی کا مقام ہے کہ اس فارمولا میں مفاہمت کے دروازے کھل گئے ہیں۔

(مسٹر جناح ۵ راگست تک بمبئی میں قیام پذیر رہیں گے۔ اس کے بعد فیڈریشن کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کے لیے انگلستان روانہ ہو جائیں گے۔)

ہندو مسلم مسائل پر مسٹر جناح کے خیالات[1]

لکھنؤ، ۱۱ر اگست۔ آج بعد دوپہر مسٹر ایم اے جناح نے موجودہ سیاسی صورت حال پر لکھنؤ یونیورسٹی کے یونین ہال میں تقریر کی۔ آپ نے مختلف مسائل حاضرہ پر بحث کی اور فرقہ وارانہ تصفیہ کے سوال پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ مخلوط اور جداگانہ انتخاب کا مسئلہ اتنا پیچیدہ نہیں ہے بلکہ حل طلب مسئلہ تو یہ ہے کہ آیا ہندو پنجاب اور بنگال میں مسلم اکثریت کو تسلیم کرنے پر تیار ہیں یا نہیں۔ اگر ہندو اس پر آمادہ ہو جائیں تو پھر فرقہ وارانہ سوال کا حل بغیر کسی تکلیف کے فوراً حل ہو جائے گا۔ مسٹر جناح اس شرط پر مخلوط انتخاب کے حامی ہیں کہ آبادی کی بنیاد پر نشستوں کی تخصیص کردی جائے اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا انتظام کر دیا جائے۔ مخلوط انتخاب کی بنیاد پر جو تصفیہ کیا جائے گا، مسٹر جناح اسے ترجیح دینے پر تیار ہیں لیکن وہ اکثریت کے حقوق کو خطرہ میں ڈالنے کے حامی نہیں ہیں اور اس زاویہ نگاہ کے پیش نظر وہ فی الحال جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ دو انتخابات کے بعد مسلمان خود بخود جداگانہ انتخابات کو ترک کر دیں گے۔ ان کے خیال میں جداگانہ انتخاب کا موجودہ مطالبہ حقیقت میں عدم اعتماد اور شک و خوف و ہراس پر مبنی ہے۔ لیکن جب ہندو مسلمان مل کر کام کرنا شروع کر دیں گے تو مسلمان یہ سمجھ لیں گے کہ جداگانہ انتخاب ان کے حق میں نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ ان کے مفاد کے لیے نقصان دہ اور ضرر رساں ہے۔ خواہ جداگانہ انتخاب اچھا ہو یا برا لیکن اس کی خاطر آزادی جیسی نعمت کے راستہ میں روڑے اٹکانا اچھا نہیں۔ نہ انتخابات کی سکیم پر لڑنا جھگڑنا ہی مناسب ہے۔ گول میز کانفرنس کے متعلق مسٹر جناح نے کہا کہ گذشتہ اجلاس میں میں نے ہندوستان کے لیے انتہائی جد و جہد کی اور پوری جنگ لڑی۔ اگر اس اجلاس میں مسٹر گاندھی نے اتنے حقوق بھی حاصل کر لیے جن کے لیے میں لڑتا رہا تو میں نہ صرف مسٹر گاندھی بلکہ تمام ہندوستان کو مبارک باد دوں گا۔ ابھی بہت سی دشوار

---

[1] انقلاب ۱۴ر اگست ۱۹۳۱ء ص ۵۔

گھاٹیاں باقی ہیں لیکن ہمیں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ ہمیں ہر طرح سے امید ہے کہ آخر کار راستہ صاف ہو جائے گا۔

مسٹر جناح اور برطانوی پارلیمنٹ[۱]

الٰہ آباد، ۱۱ راگست۔ اخبارات میں مسٹر جناح سے متعلق خبر شائع ہوئی کہ آپ اسمبلی کی رُکنیت سے مستعفی ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں مسٹر جناح نے استفسار کرنے پر فرمایا کہ فی الحال مَیں نے انگلستان میں اقامت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ مسئلہ ہندوستان کے لیے آئندہ دو تین سال تک برطانوی پارلیمنٹ میں جدوجہد کرنی پڑے گی اس لیے مَیں پارلیمنٹ کا ممبر بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مسلمان تحفظات چاہتے ہیں

ہندوؤں کا مطلوبہ دستور مسلمانوں کو غلام بنانے کے مترادف ہے[۲]

بمبئی، ۵ ر ستمبر۔ گذشتہ شب مسٹر جناح نے مسلم سٹوڈنٹس یونین بمبئی کی دعوت کے موقعہ پر کہا کہ اگر جدید دستور اساسی میں بعض تحفظات نہ رکھے گئے اور بلاوجہ شرارت کے تدارک کا انتظام نہ کیا گیا تو دستور اساسی قائم نہ رہ سکے گا۔ نیز جدید دستور اساسی میں مسلمانوں کے لیے مناسب تحفظات ہوں ورنہ یہ نظام یقینی طور پر ٹوٹ جائے گا۔ آپ نے مسلمانوں کو متحد اور منظم ہو جانے کی تلقین کی تاکہ ان کی آواز سُنی جا سکے اور اس کا اثر ہو۔

اس کے بعد مسٹر جناح نے پوچھا کہ کیا جمہوری حکومت کا یہ مطلب ہے کہ سات کروڑ مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں ایسے دستور اساسی میں جکڑ دیئے جائیں جس میں ہندوؤں کی ایک

---

[۱] انقلاب ۱۴ راگست ۱۹۳۱ء ص ۶

[۲] انقلاب ۸ ر ستمبر ۱۹۳۱ء ص ۱

خاص جماعت اُن پر جو مظالم اُن کے جی میں آئیں کر سکیں اور جو سلوک چاہیں اُن سے روا رکھیں۔ کیا حکومتِ خود اختیاری اسی کا نام ہے؟ اور یہی زمہ دار حکومت کہلاتی ہے؟ حکومت ایسی چیز نہیں جو ہر ایک کو فرداً فرداً دی جا سکے۔ حکومت کرنے کے لیے چند شرائط کی پابندی لازمی ہے اور وہ یہ ہیں کہ لوگوں کی تربیت اس طریق پر کی جائے کہ وہ مل جل کر رہ سکیں اور خواہ کتنے ہی اختلافات اور مشکلات حائل ہوں وہ انہیں خود ہی دُور کر لیں۔ یہ پرانی کسوٹی ہے فرض کرو کہ اگر حکومت برطانیہ نے ہندوؤں کو ایسا دستور دے دیا جو ان کی مرضی کے مطابق ہے تو تدریجی طور پر مسلمان اس کے مخالف ہوں گے اور وہ اس دستور اساسی کو تباہ کرنے کے لیے لازمی طور پر اپنی تمام قوت صرف کر دیں گے۔

ہندو مُسلم مفاہمت کے بغیر آزادی ممکن نہیں[۱]

ہندو عقل سے کام لیں اور اعتماد پیدا کریں

مسٹر ایم اے جناح نے گذشتہ شب کو مسلم نوجوانوں کے ایک جلسہ میں یونین ہال بمبئی میں تقریر کی تھی، جلسے کے صدر مسٹر جسٹس فیض جی طیب جی تھے۔ مسٹر ایم سی چھاگلہ نے اس جلسے میں مسٹر جناح کی ملکی خدمات اور کارہائے نمایاں کا نہایت ہی شاندار الفاظ میں اعتراف کیا۔ مسٹر محمد علی جناح نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم تنظیم کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری آواز سُنی جائے اور اس کا کچھ اثر ہو تو چاہیئے کہ ہم اپنے آپ کو منظم کریں۔ مسلمانوں کو اپنی تنظیم کرنے کا مشورہ دینے سے بعض لوگ یہ خیال کریں گے کہ میرا مقصد ہندوؤں سے جنگ کرنا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ مَیں مسلمانوں کی تنظیم کی خواہش اس لیے کرتا ہوں کہ ان کی آواز یقینی طور پر اثر پیدا کر سکے اور اس قدر طاقت ور ہو کہ اس کا احترام کیا جائے۔ مَیں ہمیشہ اس بات پر زور دیتا رہا ہوں کہ امید رکھتا ہوں کہ نوجوان اسے ذہن نشین کر لیں گے۔ مَیں نے اپنے ہم عصروں کے ساتھ اس کے متعلق گفتگو کی لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ مجھے خوشی ہے کہ

---

[۱] انقلاب ۱۰ ستمبر ۱۹۳۱ء ص ۵

نوجوان اب بیدار ہو رہے ہیں۔

مسلمان محکوم نہیں رہ سکتے:

آپ نے فرمایا کہ اگر سات کروڑ مسلمان اور پانچ کروڑ اچھوت محکوم رکھے جائیں تو ہندوستان ایک ایسی مضبوط قوم نہیں بن سکے گا جو نازک حالات میں کسی خطرے کا مقابلہ کر سکے۔ میں نے یہ اعلانیہ کہا ہے کہ میرا مقصد کسی خاص جماعت سے نہیں اور نہ میں شہرت کا متمنی ہوں۔ میں دیانت داری سے آپ کو کہتا ہوں کہ ہندو اپنے اس رویہ میں جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے، بے وقوف بلکہ کامل بے وقوف ہیں۔ مسٹر گاندھی آخر گول میز کانفرنس میں شامل ہونے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ میں بھی کانفرنس میں شمولیت کے لیے جا رہا ہوں لیکن ہم میں سے کوئی بھی ہندوستان کا ترجمان نہیں، اہلِ برطانیہ صاف کہہ دیں گے کہ تم میں اتفاق نہیں ہے۔

حکومت کا صحیح مفہوم:

حکومت ایسی چیز نہیں ہے کہ ہر ایک فرد کو کچھ نہ کچھ مل جائے۔ حکومت کے لیے بعض لازمی شرائط کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں کہ لوگ ایسے تربیت یافتہ اور آپس میں ایسے متحد و متفق ہو کر زندگی بسر کرتے ہوں کہ خواہ کتنی ہی مشکلات پیدا ہوں یا کس قدر اختلافات اٹھ کھڑے ہوں کہ وہ ان کو خود حل کرنے کے قابل ہو سکیں۔ حکومت کی صحیح کسوٹی تو یہی ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ حکومت ہندوؤں کے مطالبہ کے مطابق ہندوستان کو دستورِ اساسی عطا کر دے تو مسلمان لازمی طور پر اس کی مخالفت کریں گے اور اپنی تمام طاقت اس دستور کو تباہ و برباد کرنے کے لیے صرف کر دیں گے۔ کیا انگریز یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک برطانوی سپاہی کھڑا کر دیا جائے اور اس طرح حکومت کا نظام چلایا جائے۔ ایسی حکومت ذمہ دار حکومت نہیں کہلا سکتی اور نہ یہ ممکن ہے کہ ایسا دستورِ اساسی کامیاب ہو سکے۔ ہندوؤں کی اکثریت کا دماغ پھر گیا ہے۔ شاید آپ اس ذہنیت کو نہ جانتے ہوں لیکن میں جانتا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک ہندوؤں میں جرأت اور اعتماد پیدا نہیں ہو گا یہ ہندوستان ہرگز آزادی حاصل نہیں کر سکے گا اور حالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں، سوال اب مشترکہ یا مخلوط انتخابات یا پانچ دس نشستوں کا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں میں پوری

جرأت نہیں پائی جاتی اور وہ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں ۔

بنگال اور پنجاب میں مسلم اکثریت :

اس کے بعد مسٹر جناح نے پنجاب اور بنگال اور ان صوبوں کے متعلق جن میں مسلمانوں کو غالب اکثریت حاصل ہے اور مسلمانوں کے رویہ پر بحث کی اور کہا کہ ہندو انہیں پنجاب اور بنگال میں آئینی اکثریت دینے سے انکار کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں ہندوستان کو اپنا دستورِ اساسی آپ مرتب کرنا چاہیئے اور تدبر اور ضرورتِ وقت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس مسئلہ کا تصفیہ کیا جائے ۔ مَیں راستی کو پسند کرتا ہوں ۔ ہندو کہہ دیں کہ ہم پنجاب اور بنگال میں آپ کو اکثریت دینا نہیں چاہتے ۔ لیکن ہندو ایسا نہیں کہتے ۔ وہ کہتے ہیں کہ مخلوط انتخابات کے ذریعے آپ اکثریت حاصل کر سکتے ہیں ۔ ہندو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ان صوبوں میں مسلم ووٹروں کی تعداد صرف چالیس فی صد ہے ۔ مسٹر جناح نے کہا کہ جب تک ناواجب شرارتوں کو روکنے کی غرض سے بعض تحفظات نہیں دیئے جاتے دستور اساسی ناکام رہے گا ۔ دستورِ اساسی ایسا ہونا چاہیئے جس میں مسلم حقوق کے تحفظ کی معقول ضمانت دی گئی ہو ۔

لندن میں مفاہمت کو ہندوؤں اور سکھوں نے ناکام کیا [۱]

مسٹر جناح لکھتے ہیں کہ گول میز کانفرنس میں گاندھی جی اور مسلم مندوبین میں طویل گفت وشنید کے بعد حسبِ ذیل تجاویز منظور ہو گئی تھیں جن سے گاندھی جی بالکل متفق تھے :-

۱ ۔ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت ایک فی صد رہے گی ۔ یعنی کل ایوان کے ۵۱ فی صد اراکین مسلمان ہوا کریں گے ۔ لیکن یہ سوال کہ اکثریت ۵۱ فی صدی نشستوں کے تعیّن کے ساتھ مخلوط انتخاب کے ذریعے منتخب ہو یا جداگانہ انتخاب سے ، جدید دستور اساسی کے نفاذ سے پہلے مسلمان ووٹروں کی رائے سے طے ہوگا اور وہ جو فیصلہ کریں گے اُسے سب

---

[۱] انقلاب ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء ص ۵ ۔

قبول کریں گے۔

(۲) اس کے علاوہ دیگر صوبوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور انہیں جس قدر زائد نشستیں اس وقت حاصل ہیں وہ بدستور قائم رہیں گی اور ان صوبوں میں بھی اس سوال کو کہ آیا وہاں جُداگانہ انتخاب ہی رائج رہے یا مخلوط طریق انتخاب۔ مسلمان ووٹر ہی جدید دستور اساسی کے نفاذ سے پہلے طے کریں گے اور ان کا فیصلہ سب کے لیے قابلِ عمل ہو گا۔

(۳) اسی طرح مرکزی مجلسِ قانون ساز کے دونوں ایوانوں میں مسلمان ارکین کی تعداد ایک تہائی ہو گی لیکن یہ تعداد معاہدہ کے ذریعے والیانِ ریاست اور برطانوی ہند کے مابین اس طرح طے ہو گی کہ ان کے نمائندوں میں بھی مسلمانوں کی جو تعداد رہے وہ برطانوی ہند کے مسلم نمائندوں میں سے کم کر دی جائے۔

(۴) محفوظ اور بعض اختیارات صوبوں کو تفویض ہوں گے۔ اس کے علاوہ دیگر امور کے متعلق یعنی سندھ کی علیحدگی، صوبہ سرحد میں اصلاحات، ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب وزارتوں میں مسلمانوں کا حصّہ، بنیادی حقوق اور مذہب و تمدن کا تحفظ اور کسی ملّت کے خلاف قوانین کا عدم نفاذ وغیرہ بھی طے ہو گئے تھے۔

ان تجاویز کو رسمی طور پر گاندھی جی کے سامنے پیش کیا گیا اور گاندھی جی نے انہیں اس کے بعد باضابطہ کانفرنس کے سامنے پیش کیا جس میں مختلف اقلیتوں کے نمائندے یعنی لبرل، غیر برہمن، اچھوت، یورپین اور اینگلو انڈین وغیرہ موجود تھے۔ چنانچہ یہ سب لوگ ان تجاویز کو قبول کرنے کو تیار تھے۔ جو جماعت مخالف تھی وہ صرف ہندو مہاسبھائی جماعت تھی اور جو ڈاکٹر مونجے اور مالویہ جی کی قیادت میں کام کر رہی تھی۔ راجہ نریندر ناتھ مسٹر اینے اور دو سکھ سردار اجل سنگھ اور سردار سمپورن سنگھ ان کی تائید کر رہے تھے۔

ان حضرات کو رضامند کرنے کے لیے جس قدر دلائل ہو سکتے تھے پیش کیے گئے اور پوری کوشش کی گئی کہ وہ کسی طرح اپنی ضد سے باز آ جائیں اور تصفیہ کر لیں لیکن ان پر کسی کا کچھ اثر نہیں ہؤا۔ ان کے سامنے یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ وہ اپنے اختلافات کا تصفیہ اس کانفرنس کے ان تین چار آدمیوں پر چھوڑ دیں جن پر انہیں اعتماد ہو اور پھر وہ لوگ جو طے کریں اسے قبول کر لیں لیکن ڈاکٹر مونجے، مالویہ جی، راجہ نریندر ناتھ اور سکھ اراکین

نے اس کو کسی طرح بھی منظور نہ کیا حالانکہ مسلمان اس پر بھی رضامند تھے۔ یہی وجہ ہوئی ہے کہ یہ کانفرنس اور گاندھی جی کچھ طے نہ کر سکے۔

اس موقعہ پر میں اس کا ضروری اعتراف کروں گا کہ گاندھی جی نے اپنی پوزیشن بالکل صاف کر دی تھی وہ مسلمانوں کے ان مطالبات کو قبول کرنے کے لیے ہر طرح تیار تھے۔ اور انہوں نے کانفرنس کے سامنے خود انہیں پیش کیا اور پورا یقین دلایا کہ وہ ان تجاویز کو کانگرس اور ڈاکٹر انصاری کی جماعت سے منوانے کی امکانی کوشش کریں گے بشرطیکہ ہندو مہاسبھا اور سکھ اسے قبول کر لیں اور انہوں نے ان دونوں جماعتوں کو منوانے کی بھی انتہائی اور امکانی کوشش کی لیکن افسوس ہے کہ وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بس یہ ساری حقیقت ہے میں اس سے زیادہ کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔

آٹھ کروڑ انسانوں کی مرضی کے خلاف کوئی دستور اساسی قائم نہ رہے گا[1]

مسٹر جناح نے رائٹر کے نمائندہ کو دوران ملاقات حسب ذیل بیان دیا:۔

"ڈاک کے اخبارات کا مطالعہ کرنے پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ بمبئی میں ۴ ستمبر کو طلباء کے سامنے میں نے جو تقریر کی تھی، بعض اخبارات نے صرف اس کے بعض حصے شائع کیے ہیں۔ نیز بعض اہم معاملات قطعاً غلط لکھے ہیں۔ میری متذکرہ بالا تقریر پر چونکہ نکتہ چینی کی جا رہی ہے اس کے اور بالخصوص اپنے دوست سر چمن لعل سیتلواڈ کے اعتراضات کے پیش نظر میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان نکات کی صحیح صحیح توضیح کرنی چاہیئے جن پر نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔

سب سے پہلے مجھ سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے تمام ہندو قوم کو احمق کہا ہے جو سراسر غلط ہے، میں نے کہا تھا کہ جو ہندو تصفیہ کے راستے میں حائل ہیں اور صلح نہیں ہونے دیتے وہ غیر دانش مند اور پرلے درجے کے احمق ہیں۔ میرا صحیح خیال ہے کہ

---

[1] انقلاب ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء ص ۶

سر چمن لعل سیتلواڑ نے خود ایسے ہندوؤں کو مہاسبھائی ذہنیت کے ہندو کا خطاب دیا ہے اور ان کے لیے اس سے زیادہ شدید الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کی سیاست اور خیالات سے اختلاف رائے ظاہر کیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے ہندوؤں کی بہتر ذہنیت پر اعتماد نہ ہوتا تو میں تصفیہ کی گفت و شنید کو بند کر دینا پسند کرتا۔

اکثریت کا جور و استبداد:

مجھ پر دوسرا الزام یہ لگایا گیا ہے کہ ہندو ایسا دستورِ اساسی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو انہیں مسلمانوں پر ظلم و استبداد کرنے کے لائق بنا دے گا۔ برخلاف اس کے میں نے کہا تھا کہ غالباً اکثریتیں اقلیتوں پر جور و استبداد کریں گی لہٰذا ایسے تحفظات کا انتظام کرنا ضروری ہے جن سے اقلیتوں کے دلوں میں اطمینان اور تسکین پیدا ہو جائے۔

سر چمن لعل سیتلواڑ خود بھی اس صورتِ حال کو محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال گول میز کانفرنس میں اس مسئلہ کے حل کے لیے انھوں نے بڑی کوشش کی، وہ جانتے ہیں کہ ہندوؤں کی کثیر جماعت نے ان کے دانشمندانہ مشورہ کو قبول نہ کیا۔

تیسرا الزام میرے خلاف یہ گھڑا گیا کہ میں نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف منظم جنگ کی ترغیب دی۔ یہ الزام بھی ویسا ہی غلط اور بے بنیاد ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ موجودہ حکومت کے وقت میں (میرا اشارہ حکومت بمبئی کی طرف تھا) مسلمانوں کو باقاعدہ اسلامی انجمنیں مرتب کرنی چاہئیں، جن کا فی الحال فقدان ہے۔ اگر مسلمان اپنی رائے اور زاویۂ نگاہ کو تسلیم کرانا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ اپنی باضابطہ سیاسی انجمنیں قائم کریں جو آج کل بمبئی میں موجود نہیں ہیں۔

مسلمان اور دستورِ اساسی:

مجھ پر چوتھا الزام یہ لگایا گیا ہے کہ اگر گول میز کانفرنس سے ہندوستان کو ہندوؤں کا مطلوبہ دستورِ اساسی مل گیا تو مسلمان اس کی مزاحمت کریں گے اور اُسے ایک ہفتہ کے اندر پارہ پارہ کر دیں گے۔ یہ بھی قطعاً غیر صحیح ہے کیونکہ میں نے کہا تھا کہ اگر کوئی دستورِ اساسی آٹھ کروڑ آبادی کی مرضی کے خلاف مرتب کیا گیا اور اسے جبراً ان پر ٹھونسا گیا تو وہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کے پرخچے اڑا دیں گے۔ آخری نکتہ جس کے متعلق سر چمن لعل نے مجھے موردِ الزام ٹھہرانا مناسب خیال کیا ہے یہ تھا کہ ایک معاشری جلسہ میں

سیاسی تقریر کرنا مناسب اور موزوں نہیں تھا، یہ بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ سالبقہ تقریریں جن میں صدرِ جلسہ کی تقریر بھی شامل تھی، جو اتفاق سے عدالتِ عالیہ کے قائم مقام جج تھے، سیاسی تقریریں تھیں بلکہ صدرِ جلسہ نے میرا خیر مقدم کرتے ہوئے سیاسی لب و لہجہ اختیار کیا اور فرمایا کہ ہم آپ سے سیاسی معاملات اور صورتِ حال پر تقریر سُننا چاہتے ہیں جس کا گول میز کانفرنس کے دورِ ثانی میں ہمیں مقابلہ کرنا پڑا۔

آخر میں مَیں افسوس کرتا ہوں کہ سر چمن لعل سیتلواڈ جیسا تجربہ کار اور سرکردہ مدبر بھی غیر ذمہ دار اخبارات کی غیر صحیح اطلاعات پڑھ کر غضب آلود ہو گیا اور نکتہ چینی پر اُتر آیا۔

مسٹر جناح کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈہ

مسٹر جناح کی طرف سے جواب[1]

مسٹر محمد علی جناح کے خلاف ہندو اخبارات میں اس قدر مختلف الزامات شائع کیے جا رہے ہیں (اور) یہ الزامات اس قدر بے بنیاد تھے کہ مسٹر محمد علی جناح کو ان کے خلاف بیان جاری کرنا پڑا۔ مسٹر جناح نے رائٹر کے نامہ نگار کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ:- میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ تمام ہندو قوم نہایت احمق واقع ہوئی ہے۔ بلکہ میں نے کہا تھا کہ جو ہندو تصفیہ کے درمیان قدم قدم پر جھگڑا کھڑا کر دیتے ہیں ان کو نہایت غلط مشورہ دیا جا رہا ہے اور ان کا یہ فیصلہ ایک حد تک حماقت ہے۔ میرے خیال میں میرے دوست سر چمن لعل سیتلواڈ نے ایسے ہندو مہاسبھا ذہنیت رکھنے والے لوگوں کے لیے اس سے بھی زیادہ سخت زبان استعمال کی تھی۔ اگر مجھے ہندوؤں کی نسبت یہ گمان نہ ہوتا کہ ان میں اچھے لوگ اور نیک دل بھی ہیں تو میں کبھی کسی تصفیہ کی گفتگو کے لیے اس قدر تکلیف نہ اٹھاتا۔ دوسری بات جو میرے ساتھ منسوب کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہندو ہندوستان میں ایک ایسی حکومت چاہتے ہیں کہ جس سے وہ ——— مسلمانوں پر ظلم و ستم توڑ سکیں، میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ اکثریت والی قوم

---

[1] ہفت روزہ ہمہ اخبار ۵ رنومبر ۱۹۳۱ء ص ۶

ممکن ہے اقلیتوں پر ظلم کرے، اس لیے ضروری ہے کہ اقلیتوں کی حفاظت کے لیے کچھ تدابیر بھی ساتھ ہی سوچ لی جائیں۔

تیسرا الزام یہ ہے کہ میں مسلمانوں کو اُبھار رہا ہوں کہ وہ آپس میں خوب متحد ہو کر ہندوؤں سے گتھم گتھا ہو جائیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مَیں نے تو یہ کہا تھا کہ مسلمان اگر اپنی آواز حکام کو سنانا چاہتے ہیں تو وہ متحد آواز اٹھائیں اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ سیاسی دُنیا میں اُن کا خیال کیا جائے تو وہ اپنے انتشار کو رفع کر کے اپنی تنظیم کریں۔ کیونکہ مسلمانوں میں اِس وقت سخت تفرقہ ہے، جس سے وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال پر مسٹر جناح کا اظہارِ خیال[1]

مسٹر جناح نے رائٹر کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ موجودہ مشکلات کے حل کے لیے میری تجویز یہ ہے کہ ایک مسودہ قانون تیار کر کے مرکز میں ذمہ داری کا ایک جزو فوراً عطا کیا جائے۔ اس طرح گول میز کانفرنس میں حقیقی ترقی نہ ہو سکنے کے جو شبہات پیدا ہو گئے ہیں وہ بڑی حد تک دور ہو جائیں گے۔

علاوہ ازیں فرقہ وارانہ مسئلہ کے اہم امور پر ہندو اور مسلمانوں کی بڑی اکثریت برطانوی حکومت کا فیصلہ قبول کر لے گی۔ دو قسم کی حکمتِ عملی پر کاربند ہونے سے امن ہو گا۔ یعنی اگر دائیں ہاتھ سے سختی کی جائے تو اُس کے ساتھ ہی بائیں ہاتھ سے فیاضانہ برتاؤ بھی کیا جائے۔ صرف سختی کی پالیسی اختیار کرنا تباہی کا موجب ہو گا۔



⁘

[1] انقلاب ۸ر جنوری ۱۹۳۲ء ص ۶

سر محمد شفیع کی وفات پر مسٹر جناح کا اظہارِ تعزیت[۱]

مسٹر ایم اے جناح نے سر محمد شفیع[۲] کی وفات پر کہا کہ ہندوستان نے امن کی ایک زبردست طاقت کھودی ہے۔ سر محمد شفیع موجودہ نازک حالت میں حکومت اور عوام دونوں کے لیے بے حد امداد کا باعث ہوئے۔ گول میز کانفرنس کے دوران میں میں نے ان کو ایک نہایت فیاض دل اور محب وطن پایا۔ وہ مسلمانوں کے لیے جائز تحفظات کی زبردست خواہش رکھتے ہوئے امن اور تصفیہ کے لیے سخت تندہی سے کام کرتے تھے۔

وزیرِ ہند کے تبدیل شدہ رویّے پر مسٹر جناح کی رائے[۳]

وزیر ہند کے تبدیل شدہ رویے کے متعلق جب مسٹر جناح کی رائے دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ ضابطہ اور دستور کی تبدیلی کے متعلق مجھ سے کوئی رائے نہیں لی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انڈیا آفس ان ہندوستانیوں کی آراء حاصل کرنے کی بھی پرواہ نہیں کرتا جو تعاون کے آرزومند ہیں اور موالات کی خواہش رکھتے ہیں۔

---

[۱] روزنامہ انقلاب لاہور، ۱۰ر جنوری ۱۹۳۲ء ص ۷۔

[۲] **سر محمد شفیع** : پنجاب کے مشہور سیاسی رہنما جنہوں نے ایک موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ کے مقابلے میں شفیع لیگ قائم کر لی۔ سر محمد شفیع جداگانہ انتخاب کے زبردست حامی تھے۔

[۳] ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور، ۷ر جولائی ۱۹۳۲ء ص ۴۔

مسٹر جناح کی حریت پسندی[1]

سر سموئیل ہیور کے بیان کی مذمت

مسٹر ایم اے جناح جو آج کل انگلستان سے باہر ہیں، آپ نے سر آغا خان کے نام ایک خط بھیجا ہے جس میں آپ نے سر سموئیل ہیور وزیر ہند کے تازہ ترین اعلان کی مذمت کی ہے اور لکھا ہے کہ اس اعلان کے بعد اس تصفیہ کی کوئی ضرورت نہیں رہتی جو مسلم حقوق کے متعلق برطانوی حکومت کرنے والی ہے۔

گول میز کانفرنس کی ناکامی کے امکانات

محمد علی جناح کی تصریحات[2]

لندن، ۲۳ر اکتوبر۔ ایک ملاقات کے دوران میں مسٹر محمد علی جناح نے فرمایا کہ فرقہ وارانہ اختلافات کے تصفیہ پر ہی ہندو اور مسلمانوں دونوں کے لیے نہایت مؤثر تحفظات کی بنیاد قائم ہو سکتی ہے۔ دوستانہ تعلقات و تعاون ہی کی حالت میں آئندہ دستور کامیابی سے چل سکتا ہے۔ اگر یہ شرطیں پوری ہو گئیں تو حکومت خود اختیاری ہمارے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ورنہ کوئی اور طریقہ جس میں کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ کی جائیں ہندوستان کے لیے آزادی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ ایسی مفاہمت نہیں ہوتی اس وقت تک برطانیہ کو ہی ثالث بالخیر کے فرائض انجام دینے چاہئیں۔ اور جب یہ صورت ہو تو پھر اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ثالث کے پاس ایسے اختیارات اور ذرائع ہونے چاہئیں کہ وہ اپنے

---

[1] ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور ۴ر جولائی ۱۹۳۲ء ص ۷۔

[2] روزنامہ انقلاب لاہور ۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۲ء ص ۵۔

فیصلے کو کامیاب بنا سکے ۔

ناکامی کے اسباب

اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ گول میز کانفرنس سے کچھ زیادہ مفید نتائج برآمد نہ ہو سکے۔ وجہ یہ تھی کہ ہم فرقہ وار مشکلات پر قابو نہ پا سکے۔ اب تیسری کانفرنس آ رہی ہے جس میں آخری وقطعی فیصلے ہوں گے لیکن اس وقت بھی ہم فرقہ وارانہ مفاہمت کے معاملہ میں اسی منزل پر ہیں جہاں سے چلے تھے۔ ہمارا بہت سا وقت اور قوت اسی معاملہ کے تصفیہ کرنے میں یہاں صرف ہو جائے گی اور اس کا کھلا ہوا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہندوستانی ہاتھوں میں ذمہ داری سونپنے کے مسئلہ میں اور بالخصوص مرکز میں ذمہ داری حاصل کرنے کے معاملہ میں برطانوی ہند کے نمائندے متحد اور متفقہ طور پر اپنی پوری توجہ مبذول نہیں کر سکیں گے۔

اختلافات کی کثرت

بہت ممکن ہے کہ ملک معظم کی حکومت ہی کو فیصلہ کرنا پڑے۔ نیز والیانِ ریاست کے درمیان بھی سمجھوتہ نہ ہو گا۔ یہ امر بھی مشتبہ ہے کہ آیا برطانوی ہند کے مندوب بھی باہم متفق ہو سکیں گے یا نہیں۔ تیسرے یہ کہ برطانیہ اور برطانوی ہند کے درمیان سمجھوتہ کی امید نہیں ہے۔ اور چوتھے یہ کہ کانگرس حسبِ معمول پھر غیر قانونی بنی رہے گی۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اب تک جو فیصلے ہو چکے ہیں انہیں ہندوستان کے حلق سے نیچے اتارنا ہی پڑے گا۔ آخر میں مسٹر محمد علی جناح نے دونوں جماعتوں کے راہنماؤں پر زور دیا کہ وہ کانفرنس کے لیے لندن آنے سے پہلے کسی مفاہمت تک پہنچ جائیں۔

وائٹ پیپر پر مسٹر جناح کے خیالات[1]

لندن، ۲۰ر مارچ ۔ مسٹر محمد علی جناح نے وائٹ پیپر (WHITE PAPER) پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس سے بہتر چیز کی توقع نہیں تھی ۔ اس کی تہہ میں جو اصول کارفرما ہیں ان کے متعلق سب سے پہلے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وائٹ پیپر کا مدعا وائٹ ہال سے ہندوستان پر حکومت کرنا ہے نہ کہ خودمختار حکومت کا قیام ہے ۔ کئی ایسی نیم مخفی تفصیلات ہیں جو سخت قابلِ اعتراض ہیں لیکن جب تک مَیں مزید غور و فکر سے کام نہ لوں اُس وقت تک مَیں اُن پر رائے زنی نہیں کرنا چاہتا ۔ گورنر جنرل کی حیثیت مطلق العنان ڈکٹیٹر کی ہو گی ، یہی حال گورنروں کا ہو گا وہ مضبوط نوکر شاہی کے ساتھ وزیر ہند کے ماتحت ہوں گے ۔ انڈین پولیس سروس اور انڈین سول سروس میں بھرتی کا انتظام وزیر ہند کے ہاتھوں ——— میں ہو گا اور موجودہ تناسب بھی بدستور قائم رہے گا ۔ محکمہ جات ڈیفنس ، امورِ خارجہ ، محکمہ مذہبیات محفوظ محکمے[2] سمجھے جائیں گے ۔ ایگزیکٹو اور مجالس قانون ساز کا ان محکموں سے صرف اتنا تعلق ہو گا کہ وہ چپ چاپ اُن کے کسی بل کو پاس کر دیں ۔ وزراء اور مجالس قانون ساز کے متعلق گورنر جنرل کو جو اختیارات و تحفظات عطا کیے گئے ہیں ان کی وجہ سے وزراء محض برائے نام ہوں گے اور مجالس قانون ساز کو اپنی مرضی سے کام کرنے کا اختیار حاصل نہ ہو گا ۔ ذمہ دار حلقوں میں کھلم کھلا کہا جا رہا ہے کہ والیانِ ریاست کو اس سکیم میں شامل کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ایوان بالا میں ان کے نامزد نمائندوں کی چالیس فی صد نشستیں اور ایوان زیریں میں انہیں ایک تہائی نشستیں عطا کر کے قوم پرستوں کی راہ میں روڑے اٹکائے جائیں ۔ اگرچہ پہلے خیال یہ تھا کہ اس تجویز کا مدعا ہندوستان کے مختلف حصوں

۱ے انقلاب ۲۴ر مارچ ۱۹۳۳ء ص ۵

۲ے محفوظ محکمے (RESERVED SUBJECT) ۱۹۱۹ء کی اصلاحات (مانٹیگو چیمسفورڈ) کے تحت صوبائی امور کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ۔ ایک محفوظ محکمے (RESERVED) کہلاتے تھے اور دوسرے منتقلہ محکمے (TRANSFERRED)

کو ایک دوسرے سے ملحق کرنا ہے ۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر اصحاب حقیقی آل انڈیا فیڈریشن کے خوش نما چکمہ میں آ گئے ۔ والیانِ ریاست فیڈرل حکومت کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتے جو حقیقی فیڈریشن کے قیام کے لیے ضروری ہے بخلاف اس کے ان کے معاملات فیڈرل گورنمنٹ اور مجالسِ قانون ساز کے دائرہ اختیارات سے باہر ہوں گے ۔ پہلی گول میز کانفرنس کے موقع پر اکثر مندوبین نے نتائج پر غور و خوض کیے بغیر فیڈریشن کی اس دلفریب سکیم کو منظور کر لیا ۔ پہلی گول میز کانفرنس فرقہ وارانہ اختلافات کا تصفیہ کرنے میں ناکام رہی دوسری گول میز کانفرنس نے فرقہ وارانہ تصفیہ کی رہی سہی اُمید پر پانی پھیر دیا اور تیسری گول میز کانفرنس کی محض پوسٹ مارٹم کی حیثیت تھی ۔ فیڈریشن کے قیام کی شرائط ایسی ہیں کہ اس میں کئی سال صرف ہو جائیں گے ۔ صوبہ جاتی خود اختیاری کے ساتھ گورنروں کو مطلق العنانہ اختیارات دیئے گئے ہیں ۔ ان حالات میں فیڈریشن معرضِ التواء میں پڑ جائے گی اور ممکن ہو سکتا ہے کہ اس کی سکیم عملی صورت ہی اختیار نہ کرے ۔ اس صورت میں ہم سے ایک اور کانفرنس کا وعدہ کیا گیا ہے ۔ میرا یقین ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان حقیقی اتحاد کے بغیر ہندوستان کے لیے کوئی امید نہیں ہے ۔ جب تک اتحاد نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ توقع رکھنی فضول ہے کہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی (JOINT PARLIAMENTARY COMMITTEE) کی کارروائی کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ ہندوستان کے حق میں کوئی اہم تبدیلی رونما ہو گی ۔

مسٹر اینڈریوز نے کہا تھا کہ دستورِ حکومت اس قدر الجھا ہُوا ہے اور اس میں اس قدر تحفظات ہیں کہ جب تک باہمی اعتماد پیدا نہ ہو اس وقت تک اس پر عمل ہونا ناممکن ہے اگر حکومت کی یہ مرضی ہے کہ اصلاحات میں کامیابی ہو تو پھر دور اندیشی کی حکمتِ عملی اختیار کرنی چاہیئے ۔ صحیح حکمتِ عملی یہی ہو سکتی ہے کہ سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے اور کانگرسی لیڈروں کو جائنٹ سیلکٹ کمیٹی میں شرکت کی دعوت دی جائے ورنہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایسی صورت میں جبکہ خوش اعتمادی کی ضرورت ہے تلخی پیدا ہو جائے گی ۔

محمد علی جناح کا قرطاس ابیض پر تبصرہ[1]

لندن ، ۷ر اپریل ۱۹۳۳ء شاہ جہان ووکنگ مسجد انگلستان میں عید کی نماز کے بعد قائداعظم محمد علی جناح کو تقریر کرنے کی دعوت دی گئی۔ آپ نے مستقبل کا ہندوستان کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں ایک نئی سیاسی زندگی کا آغاز ہو رہا ہے اور جب تک ہندوستان کو حکومتِ خود اختیاری نہیں دی جائے گی اس وقت تک امن وامان قائم نہیں ہو سکتا۔ آپ نے قرطاس ابیض کے متعلق فرمایا یہ ہندوستان کو جھانسا دینے کا ایک طریقہ ہے۔ برطانیہ کے لیے حقیقی تحفظ یہ ہے کہ وہ ہندوستان کے حسنِ عقیدت پر فتح پائے۔ قرطاسِ ابیض کی تجاویز اس مقصد کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتیں کیونکہ ان کے ماتحت ہندوستان کا مستقبل روشن نہیں ہے۔ ہندوستان حقیقی خود اختیاری کی تلاش میں ہے۔ سر ہنری سینڈس رکن پارلیمنٹ (صدر) نے کہا کہ وائٹ پیپر بہت معمولی پیداوار ہے لیکن مختلف اسباب کی بناء پر میرا خیال ہے کہ ہندوستان بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے۔

اتحاد کے بغیر آزادی ناممکن ہے[2]

لندن ، ۲۰ر دسمبر۔ امرت بازار پتریکا کے نامہ نگار سے ملاقات کے دوران مسٹر جناح نے کہا کہ میرا ہندوستان کا موجودہ دورہ ذاتی وجوہات پر مبنی ہے لیکن اگر میں اپنے ملک کی کوئی خدمت انجام دے سکا تو مجھے مسرت ہو گی۔ ہمارے اختلافات ذمہ دار حکومت کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ میرے لیے یہ امر بے حد مشکل ہے کہ میں اس کے متعلق کوئی قطعی تجویز پیش کر سکوں۔ میں ہندوستان پہنچنے کے بعد مختلف اقوام کے

---

[1] انقلاب ۱۰ر اپریل ۱۹۳۳ء ص ۴

[2] انقلاب ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۳ء ص ۱

راہنماؤں سے تبادلۂ خیالات کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں گا۔ ہندوستان کے اختلافات کی خبریں اخبارات میں دیکھ کر بعض اوقات ہندوستان کے بہترین دوست بھی مایوس ہو جاتے ہیں اور انہیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان پر مستحکم برطانوی اقتدار ہی نہایت ضروری ہے۔ میری رائے میں یہ امر یقینی ہے کہ اتحاد کے بغیر ہندوستان آزادی حاصل نہیں کر سکتا۔

آل انڈیا فیڈریشن کی تجویز محض ایک فریب ہے[1]

بمبئی، ۴ جنوری۔ مسٹر محمد علی جناح مسلم سیاست دان جنہیں ہندوستان کے مستقبل کی تشکیل میں سرکردہ خدمات انجام دینا ہے۔ آج سہ پہر کو ہندوستان سے دو سال کی غیر حاضری کے بعد بمبئی پہنچے۔ آپ حسبِ معمول ہشاش بشاش تھے اور نمائندگانِ جرائد کے اجتماع کا خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہوئے جہاز ملوجا سے باہر آئے۔ مسٹر جناح اپنے شہر بمبئے اور ہندوستان واپس پہنچنے پر بہت خرم و مسرور نظر آتے تھے۔ نمائندگان جرائد نے سب سے پہلے جو سوال آپ سے کیا وہ یہ تھا کہ آپ کو تیسری گول میز کانفرنس میں کیوں شریک نہیں کیا گیا تھا۔ مسٹر جناح نے اپنے مخصوص انداز میں کہا کہ مجوزہ فیڈریشن محض ایک فریب ہے۔ میں تحفظات وغیرہ کے ساتھ آل انڈیا فیڈریشن سکیم کے مخالف ہوں۔ میں نے پہلی گول میز کانفرنس میں بھی اس کی سخت مخالفت کی تھی اس لیے حکام نے خیال کیا کہ اس مخالفت کو دوبارہ دعوت دینا غیر مناسب ہوگا۔

پھر اس موضوع پر سرگرمی سے گفتگو کرتے ہوئے مسٹر ایم اے جناح نے کہا کہ میں مجوزہ تحفظات ریزرویشن (RESERVATION) کا بھی مخالف ہوں۔ اس کے بعد آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا یہ صحیح ہے کہ وائٹ پیپر رجعت پسندوں کا ایک عطیہ ہے؟ آپ نے کہا کہ میری رائے میں ان لوگوں کے جو وائٹ پیپر یا اس کے مفاد کو ہم پر نافذ کرنا چاہتے ہیں اور ان لوگوں کے درمیان جن کو ہم

---

[1] انقلاب ۷ جنوری ۱۹۳۴ء ص ۶

یہاں رجعت پسند کہتے ہیں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ ذاتی طور پر میرا یہ خیال ہے کہ ہندوستان کے لیے اس وقت تک کوئی امید نہیں ہو سکتی جب تک ملک میں اتحاد نہ ہو۔ جب تک ہم میں مایوس کن افتراق موجود ہے ہم انگلستان سے مدد حاصل نہیں کر سکتے۔ اس پر سوال کیا گیا کہ آیا آپ یہ بتلا سکیں گے کہ اتحاد کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟ مسٹر جناح نے کہا کہ میں یہ نہیں بتا سکتا۔ لیکن اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس اتحاد کے حصول کے لیے بالخصوص ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کے لیے میں کوئی خدمت کر سکوں تو مجھے خوشی ہو گی۔

ہندوستان کی مختلف جماعتوں کو متحد ہونا چاہیے[1]

بمبئی، ۲۰ر جنوری۔ آج شام کو مسلم طلباء کی یونین کے ایک جلسہ میں مسٹر ایم اے جناح نے ہندوستانیوں کے درمیان اتحاد کی تلقین کی۔ مسٹر جناح نے موجودہ سیاسی صورت حال پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی مختلف جماعتوں اور طبقوں کے درمیان موجودہ اختلافِ رائے ایک المناک قومی حادثہ ہے۔ ہندوستان میں کوئی ایسا راہنما نہیں جس کو ملک بھر کی رائے عامہ کا اعتماد حاصل ہو؛ ملک بھر میں بے چینی کے موجودہ جذبات اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایک ایسی جماعت موجود ہے جو ہندوستان کے لیے فوری آزادی کی خواہش مند ہے۔ آپ نے کہا کہ اس کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس مقصد کے حصول کے لیے واضح حکمتِ عملی اور پروگرام مرتب کریں۔



٭

---

[1] انقلاب ۲۳ر جنوری ۱۹۳۴ء ص ۵

مسلمان آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں کسی قوم سے پیچھے نہیں رہیں گے[1]

بمبئی، ۸ر مارچ ۔ لیگ کی صدارت قبول کرنے کے بعد مسٹر جناح نے نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس کے ساتھ ملاقات کے دوران مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا:۔

مَیں انتہائی دیانت اور صداقت کے ساتھ لیگ کے اغراض ومقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ لیکن اس مقصد کے حصول کے لیے مجھے نہ صرف مسلمانوں کی امداد کی ضرورت ہے بلکہ دیگر اقوام کی تائید بھی درکار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں اس اعزاز کے لیے مشکور ہوں لیکن یہ عہدہ پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ ہندوستان کی سیاسی زندگی میں مسلمانوں کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے لیکن اس اہمیت کے ساتھ ان پر ایک گراں بار ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کیونکہ ہندوستان کا مستقبل ان کی پالیسی اور پروگرام سے اسی طرح وابستہ ہے جس طرح ہندو قوم یا کسی دوسری قوم کے اسلوبِ فکر کے ساتھ وابستہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ملک کے سیاسی افق پر روشنی نمودار ہو رہی ہے لیکن پھر بھی سخت جدوجہد کی ضرورت ہے، یعنی ملک میں کامل اتحاد و تعاون اور یک آہنگی پیدا کی جائے، مجھے مسلمانوں کے سیاسی تدبّر پر کامل اعتماد ہے اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ مسلمان آزادی کے متعلق جدوجہد کرنے میں کسی قوم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ بہ حالاتِ موجودہ مسلمان جائز طور پر تحفظات کا دعوےٰ کر سکتے ہیں تاکہ انہیں جدید دستور کے تحت اپنی پوزیشن کے استحکام کا یقین ہو جائے لیکن ملک کے مفاد کو بحیثیت مجموعی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور یہ وہ مفاد ہے جو میرے نزدیک بہت مقدس ہے۔ مَیں حتی المقدور مسلمانوں اور دوسری اقوام کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا۔ مَیں نے ذمہ دار راہنماؤں کے نام ایک دردمندانہ اپیل شائع کی ہے اور نہایت اضطراب کے ساتھ اس کے جواب کا منتظر ہوں۔

---

[1] انقلاب ۱۰ر مارچ ۱۹۳۴ء ص ۴۔
نیز ہفتہ وار پیسہ اخبار ۲۲ر مارچ ۱۹۳۴ء ص ۱۰، ۱۱۔

مسلمانوں کو تحفظات کا یقین دلایا جائے[1]

نیو دہلی ۳ر اپریل۔ آج مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کے خاتمہ پر مسٹر ایم اے جناح نے اپنے تبصرات کو نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس سے دورانِ ملاقات بصورتِ ذیل ظاہر فرمایا:-

"کونسل کے اجلاس کی دو دن کی کارروائی کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس میں نمائندگی کافی طور پر کی گئی ہے۔ مجھے لیگ کے متعلق گذشتہ بیس سال سے تجربہ حاصل ہے اور میں اس تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اکثر مقررین (جو ہندوستان کے تمام صوبوں سے آئے ہوئے تھے) کی تقریروں نے مجھ پر نہایت گہرا اثر کیا۔ لیگ ہر اعتبار سے صحیح سلامت اور زندہ ہے اور میں اس نتیجہ پر بھی پہنچا ہوں کہ ہندوستان کے مفاد کی بوجہ احسن خدمت گزاری میں مسلمان کسی قوم سے پیچھے نہیں۔

وائٹ پیپر کی مذمت کے لیے کسی استدلال یا منطق کی ضرورت نہیں بلکہ وائٹ پیپر کی تجاویز کا ایک سرسری مطالعہ ہی کافی ہے اور اس کے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلے میں بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ بہت بڑی سکیم ہم پر مسلّط ہونے والی ہے (اس سکیم کے متعلق میں اپنے خیالات بلاتامل ظاہر کر چکا ہوں) اب اہم ترین سوال صرف یہ ہے کہ اس سکیم کے تسلّط سے ہندوستان کو کس طرح بچایا جاوے، اس کا واحد علاج صرف یہ ہے کہ ہندو اور مسلمان آپس میں متحد ہو جائیں۔ ہندوستان کو ایک متحد و متفق مستقبل کی ضرورت ہے۔ کیا اس نازک مرحلہ پر بھی ہم اس قابل نہیں کہ آئندہ خطرے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے موجودہ اختلافات کو بھول جائیں اور اس چیز کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں جو ڈاؤننگ سٹریٹ (لندن) اور دہلی میں تیار کی جا رہی ہے۔ یہ لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ آپس میں متحد ہو جائیں۔ مجھے اس بات سے زیادہ اور کسی چیز سے مسرت نہیں ہوگی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کامل اتحاد و تعاون

---

[1] روزنامہ انقلاب لاہور ۴ر اپریل ۱۹۳۴ء ص ۱

پیدا ہو جائے۔ ذاتی طور پر مجھے یقین ہے کہ مسلمان میری ہر طرح سے تائید کریں گے مسلم لیگ کونسل نے ایک قرارداد منظور کی ہے جو اس وقت پبلک کے سامنے ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اتحاد کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے میں انگلستان سے واپس آیا ہوں مجھے اس بات کا کامل یقین ہو چکا ہے کہ ہندو اور مسلمان ملک کے سیاسی ارتقاء پر غور و فکر کرنے میں متحد ہیں۔ مسلمان اس وجہ سے فرقہ وارانہ[1] اعلان پر زور دے رہے ہیں کہ انہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ ملک کی طرف سے جو قومی مطالبہ پیش کیا جائے گا اُس میں مسلمانوں کے کم از کم تحفظات ضرور شامل ہوں گے۔ ذمہ دار قومی حکومت کے مطالبہ میں مسلمان کسی قوم سے پیچھے نہیں ہیں۔ لہٰذا اہم ترین سوال صرف یہ ہے کہ آیا ہم مسلمانوں کو یقین دلا سکتے ہیں کہ جن تحفظات پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے وہ ہندوستان کے آئندہ دستور میں ضرور شامل ہوں گے۔

مُسلمان طَلبہ کو اپنی ذمّہ داری محسُوس کرنی چاہئیے[2]

نئی دہلی، ۳ر اپریل۔ مسلم یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام مسلمانانِ دہلی کے ایک اجتماعِ عظیم میں تقریر کرتے ہوئے نوجوان مسلمانوں کو مندرجہ ذیل نصائح فرمائیں: آپ نے فرمایا:

"تندہی سے کام کرو اور سیاسی حالات و تحریکات کا بغور مطالعہ کرو اور ان تحریکات کو ترقی دو، ملک کے قومی ارتقاء میں اپنے فرائض کو انجام دو۔ پسماندہ مسلمانوں کو اور ان اشخاص کو جو یونیورسٹی کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں، ان کو تعلیم دو۔ اور معتدل لائحہ عمل سے اپنی جد و جہد کا آغاز کرو۔ زندگی میں آپ کو حیرت انگیز چیزیں ملیں گی

---

[1] فرقہ وارانہ اعلان: گول میز کانفرنس کے دوران برطانوی وزیراعظم نے کیمونل ایوارڈ کا اعلان کیا جس کے تحت مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لیے تناسب نمائندگی کا اعلان کیا گیا تھا۔ اچھوتوں کو بھی اس اعلان کے تحت جداگانہ انتخاب کا حق دیا گیا تھا۔

[2] انقلاب لاہور ۶ر اپریل ۱۹۳۴ء ص ۵۔

ہندوستان میں واقعات نہایت تیزی کے ساتھ نمودار ہو رہے ہیں اور آج جو کچھ واقع ہو رہا ہے اس کی ذمہ داری بہت کچھ نوجوانوں پر ہے۔ مسلمانوں اور بالخصوص نوجوان مسلمانوں کو عظیم الشان کام کرنا ہے۔ ہندوستان میں مسلمان نہایت اہم و طاقتور پوزیشن رکھتے ہیں اور ملک کا عروج و زوال جس طرح ملک کی دوسری جماعتوں پر منحصر ہے اسی طرح اس کا انحصار مسلمانوں پر بھی ہے۔

ہندوستان کا آئندہ دستور مختلف مراحل سے گذر رہا ہے۔ وائٹ پیپر میں اصلاحات کی ایک اسکیم پیش کی گئی ہے۔ مسلم لیگ کونسل کے جلسے میں ہم نے ان تجاویز کے مختلف پہلوؤں پر جرح و قدح کی ہے۔ میں فرقہ وارانہ تصفیہ اور اس امر پر کہ مسلمانوں کی پالیسی کیا ہونی چاہیئے غور کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوں۔

ایک غلط کہانی کی تردید

مسٹر جناح نے ایک مقامی انگریزی روزنامہ کے مقالہ افتتاحیہ کا حوالہ دیتے ہوئے بیان فرمایا کہ اخبار مذکور نے یہ لکھا ہے کہ میں نے پہلی گول میز کانفرنس میں آل انڈیا فیڈریشن کی تائید کی تھی، قطعاً غلط ہے۔ ابتدا سے لے کر آخر تک میں نے کبھی بالواسطہ یا بلاواسطہ فیڈریشن کی تائید نہیں کی۔ میں چاہتا ہوں کہ اخبارات آزادانہ اظہار خیال کریں لیکن ان کی یہ روش مذموم ہے کہ وہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ میں اس بات کو نہایت اہمیت دیتا ہوں کہ ہمارے نوجوان صحافت کے سانچے میں ڈھالے جائیں۔ جو آج طلباء ہیں وہ کل لیڈر بنیں گے۔ مسلمانوں کو اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا چاہیئے۔ انفرادی رائے قابلِ لحاظ نہیں ہوتی۔ اسی لیے نوجوان اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کی بات سُنی جائے تو انہیں عوام کی تائید حاصل ہونی چاہیئے۔

مسلمان جیسا کہ چاہیئے منظم، تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ نہیں ہیں۔ اچھی طرح سوچ سمجھ کر اپنے لیڈر کا انتخاب کرو اور جب تم کسی کو اپنا لیڈر بنا لو تو اس کے کہنے پر چلو۔ لیکن جب تم یہ دیکھو کہ اس کی پالیسی تمہارے مفاد کے خلاف ہے تو اس کو ٹھکرا دو۔

شخصی تنازعات اور اختلافات کا فرق

آپ کو چاہیئے کہ شخصی تنازعات اور اختلافات میں امتیاز کریں۔ یہ چیزیں قومی مفاد کے مسائل میں نہیں آنی چاہیئں۔ اگرچہ میرا اسمبلی میں پنڈت موتی لعل نہرو سے سخت اختلاف ہو جاتا تھا لیکن اسمبلی سے باہر ہم دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ آخر میں مسٹر جناح نے فرمایا کہ میں نوجوانوں کے لیے کوئی ہنگامہ خیز پروگرام پیش کرنے کا حامی نہیں۔ معتدل اور نرم پروگرام کیساتھ کام شروع کیجیے۔ آپ زندگی میں کافی ہنگامہ خیزی پالیں گے۔

پنڈت مالویہ نے مسٹر جناح کے ساتھ کیا گفتگو کی [۱]

مسٹر جناح کی تصریحات

بمبئی، ۶ر اپریل۔ دہلی سے واپس تشریف لانے پر ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو مسٹر ایم اے جناح نے انٹرویو دیتے ہوئے اس امر کا انکشاف کیا کہ پنڈت مالویہ کی تجویز یہ تھی کہ لندن جاکر برطانوی وزارت کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ بنگال کے یورپین باشندوں پر زور ڈالے کہ فرقہ وارانہ اعلان کے ماتحت انہیں جو نشستیں ملی ہیں، ان میں سے چند نشستیں چھوڑ دیں۔ مجھے اس بات پر حد درجہ افسوس ہے کہ پنڈت مالویہ جیسے لیڈر نے ہماری باہمی گفتگو کی تفصیلات کو اس طرح طشت از بام کر دیا۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ بداعتمادی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں تمام گفتگو کو بیان نہ کروں تو عوام میں میرے متعلق بد اعتمادی اور غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں گی۔ ان حالات میں جو کچھ واقعہ ہوا اس کو میں خلاصۃً پیش کرنے پر مجبور ہوں۔

پنڈت مالویہ کی تجویز

پنڈت مالویہ کی تجویز وہی تھی جو وہ الہ آباد میں قریب قریب منظور کر چکے تھے، یعنی بنگال میں مخلوط انتخاب کے اصول پر ہندو مسلمانوں کو ۵۱ فی صد نشستیں دینے پر آمادہ ہیں

---

[۱] انقلاب ۸ر اپریل ۱۹۳۴ء، ص ۷

اور خود ۴۴ فیصد نشستیں لینا چاہتے ہیں لیکن اس میں مشکل یہ تھی کہ ایسا صرف اس حالت میں ہوسکتا تھا کہ فرقہ وارانہ تصفیہ کے ماتحت یورپینوں کو جو نشستیں دی گئی ہیں ، اُن میں سے چند ایک نشستوں سے وہ دست بردار ہو جائیں ۔ وہ اس غرض سے کلکتہ تشریف لے گئے لیکن انہوں نے ٹکا سا جواب دے دیا اور کہا کہ وہ (یورپین) کچھ بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ۔ بعد ازاں پنڈت مالویہ گورنر بنگال کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اگرچہ گورنر نے اظہار ہمدردی کیا لیکن کہا کہ یہ اس قسم کا معاملہ ہے کہ جس میں ان کے لیے دخل دینا انتہائی دشوار ہے ۔ لہٰذا پنڈت مالویہ نے مجھ سے کہا کہ میں اگر ان کا ہاتھ بٹاؤں تو پھر یورپین سے مل کر بنگال کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔

میں نے پنڈت جی سے سوال کیا کہ اگر پھر بھی یورپینوں نے انکار کر دیا تو ہم کو کیا کرنا چاہیئے اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم تب لارڈ ولنگڈن[1] کے پاس چلیں گے اور ان سے کہیں گے کہ وہ یورپینوں پر زور ڈالیں کہ چونکہ ان کو فرقہ وارانہ اعلان میں بہت زیادہ نمائندگی مل گئی ہے اس لیے وہ کچھ کم نشستیں لے لیں ۔ میں نے پھر استفسار کیا کہ اگر فرض کیجیے کہ وائسرائے نے بھی وہی جواب دیا جو گورنر بنگال نے دیا ہے تو ہم کیا کریں گے ؟ پنڈت جی نے جواب دیا کہ پھر ہم انگلستان جائیں گے اور برطانوی وزارت کو ترغیب دیں گے کہ یا تو وہ یورپینوں کو اپنی زیادہ نشستوں سے دست بردار ہونے پر مجبور کرے یا پھر فرقہ وارا اعلان میں اس طرح ترمیم کرے تاکہ ہماری تجاویز یعنی ۵۱ فی صد مسلمانوں کو اور ۴۹ فی صد ہندوؤں کو نشستیں دی جائیں اور انتخاب مخلوط ہو۔



[1] لارڈ ولنگڈن ۔ وائسرائے ہند

مسٹر جناح اور پنڈت مالویہ کی گفت و شنید[1]

بمبئی ۱۰ اپریل - پنڈت مالویہ اور مسٹر جناح کے درمیان گفت و شنید میں پنجاب کی صورتِ حال کے بارے میں مسٹر جناح نے فرمایا " جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے پنڈت جی نے کہا کہ وہ ہندوؤں اور سکھوں کو اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتے کہ فرقہ وار اعلان کی موجودہ شکل میں وہ اس کو قبول کر لیں ۔ اس لیے ان کی تجویز یہ تھی کہ پنجاب کے مسلمان ۴۹ فیصد نشستوں کے ساتھ مشترکہ طریق انتخاب قبول کر لیں ۔ اتنی نشستیں انہیں جداگانہ طریق انتخاب کی بناء پر کمیونل ایوارڈ کے تحت دی گئی ہیں جس کے ساتھ ہی مسلمان کم از کم پہلے انتخاب کے موقعہ پہ تجارت یونیورسٹی لیبر وغیرہ کی چار نشستوں پر اپنے نمائندے نہ کھڑے کریں ۔ میں نے جواب دیا کہ میں مسلمانوں کو اس تصفیہ کے لیے آمادہ نہیں کر سکوں گا ۔ لیکن پنڈت جی نے مجھے بتایا کہ سر فضل حسین اسے تقریباً منظور کر چکے ہیں ۔ میں نے جواب دیا کہ اگر پنجاب کے لیڈر آپ کی اس تجویز کو یا کسی کو منظور کرنے کے لیے تیار ہو جائیں تو میں آنکھیں بند کر کے دستخط کر دوں گا ۔ بشرطیکہ وہ اس تصفیہ سے مطمئن ہو جائیں ۔ اس پر پنڈت جی نے کہا کہ وہ سر فضل حسین سے ملاقات کر کے مجھے بتا دیں گے ۔ مجھے پتہ نہیں کہ سر فضل حسین اور ان کے درمیان کیا بات چیت ہوئی ؟ مگر جب ۵ اپریل کی صبح کو میں بمبئی روانہ ہونے والا تھا تو مجھے پنڈت جی کا ایک پیغام ملا کہ سر فضل حسین نہیں مانتے ۔ بنگال کے متعلق پنڈت جی کی بخاد ریز کا جواب دیتے ہوئے میں نے کہا کہ اس سلسلہ میں بہت سی عملی رکاوٹیں ہیں ۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں باہر کے کسی شخص کے پاس جانے کو تیار نہیں ۔ اس سوال کا تصفیہ کرنا لوگوں کا کام ہے ۔ بہر حال جب تک پنجاب کے سوال کا حل نہ کیا جائے بنگال کے مسئلہ کا کچھ نہیں بن سکتا ۔

---

[1] انقلاب ۱۰ / اپریل ۱۹۳۴ء ص ۵

جس بات پر مَیں نے زور دیا تھا وہ یہ تھی کہ چونکہ ہم خود کوئی تصفیہ نہ کر سکے اس لیے ہماری مختلف پارٹیوں کے لیڈروں نے جن میں مالویہ جی، گاندھی جی، ہندو مہاسبھا کے لیڈر، سکھ لیڈر اور باقی پارٹیوں کے لیڈر بھی شامل تھے۔ وزیر اعظم سے درخواست کی کہ وہ فیصلہ کر دیں۔ انہوں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ یہ صرف عارضی چیز ہے اس لیے ہمیں چاہیئے کہ اسے قبول کر لیں اور متحد ہو جائیں۔ نئی فضا میں ہم اس کے نعم البدل پر اچھی طرح غور کر سکتے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو شاید ہم کوئی تصفیہ کر سکیں۔ اس لیے سب سے پہلی بات یہ ہونی چاہیئے کہ ہم اکٹھے ہو جائیں۔ اپنے فرقوں کے لیے تحفظات پر بحث و مباحثہ کرنے میں ہم نے کافی وقت ضائع کر دیا ہے۔ اس لیے ہم اب اپنی تمام توجہ اپنے مادرِ وطن کے مفاد پر مرکوز کریں۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی تصفیہ ہو گیا تو مجھ سے زیادہ کسی کو مسرت نہ ہوگی۔ اور اس تصفیہ کے لیے مَیں ہر ممکن کوشش کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ دہلی کے بعض اخبارات نے یہ شرارت آمیز بیان جاری کیا کہ مَیں نے پہلے پنڈت جی سے درخواست کی تھی۔ اگر مَیں ایسا کرتا تو مجھے کوئی افسوس نہ ہوتا مگر پہل کرنے کا سہرا پنڈت جی کے سر ہے اور یقیناً یہ ایک ایسی بات ہے جس کی طرف پبلک کو توجہ دلانی چاہیئے۔

ہم متحد ہو کر پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ کو کالعدم کر سکتے ہیں[1]

بمبئی، ۲۸ دسمبر۔ جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی (JOINT PARLIAMENTARY-COMMITTEE) کی رپورٹ کے متعلق رائٹر کے نمائندے نے مسٹر جناح کی خدمت میں حاضر ہو کر استصواب کیا تو مسٹر جناح نے فرمایا کہ یہ سکیم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی اور برطانوی ہند کا کوئی ذمہ دار سیاست دان حقیقی معنی میں اس کی حمایت نہیں کرے گا۔ یہ سکیم برطانوی ہند اور ریاستوں کے درمیان یا ہندوستان اور برطانیہ کے مابین خوشدلی

---

[1] انقلاب یکم جنوری ۱۹۳۵ء ص ۴

پیدا کرنے سے قاصر رہے گی۔

اس وقت برطانوی حکومت اس پوزیشن میں ہے کہ وہ جس قسم کا دستور چاہے ہندوستان پر مسلط کر سکتی ہے لیکن ہم اس امر پر اظہار تاسف کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حکومت نے ہندوستان کی کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ اس سکیم کا مقصد اعظم ہندوستان کو حقیقی خود اختیاری دینا نہیں بلکہ برطانوی اقتدار کو قائم رکھنا ہے۔ مجھ سے دریافت کیا جا رہا ہے کہ کیا ہندوستان اب بھی کوئی متحدہ سکیم پیش کر سکتا ہے میرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ممکن ہو تو سائمن کمیشن کی رپورٹ کی طرح جوائنٹ کمیٹی کی رپورٹ بھی دریا برد کر دی جائے گی۔

ہندوؤ اور حکومت پر تکیہ مت کرو بلکہ اپنی طاقت پر کھڑے ہو جاؤ[1]

میں حصول اتحاد کے لیے اپنی کوشش صرف کروں گا

دہلی، ۸ار فروری۔ عربک کالج یونین کے زیر اہتمام کالج ہال میں ایک سیاسی مباحثہ منعقد ہوا جس میں مسٹر محمد علی جناح نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی :۔

جس وقت مسٹر جناح تقریر کے لیے کھڑے ہوئے تو پُر زور نعرۂ ہائے تحسین بلند کیے گئے۔ آپ نے تقریباً آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس کے دوران انہوں نے نکتہ چینیوں کے متعلق کہا کہ میں اس نکتہ چینی کا صدقِ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے مسلم لیڈروں کی جمہور سے غفلت کے متعلق کہا۔ پھر آپ نے دریافت کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں بلا کسی سامان، کسی خیالی دنیا کا نقشہ بنا لوں ؟ لیکن آپ یقین جانیے کہ مجھے اس کا پورا پورا احساس ہے کہ ہندوستان میں میرے کروڑوں بھائی ہندو اور مسلمان ایسے ہیں جنہیں ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہماری قومی پالیسی کیا ہونی چاہیے ؟

---

[1] انقلاب لاہور ۲۱ر فروری ۱۹۳۵ء ص ۴

آپ نے موجودہ سیاسی صورتِ حال کے متعلق فرمایا کہ ہندوستان کی بساطِ سیاست پر ایک طرف عظیم الشان ہندو قوم ہے دوسری طرف مسلمان ہیں۔ ہم نے ہندوؤں کو متعدد بار صلح کے لیے آمادہ کرنا چاہا اور ان کی طرف دست تعاون بڑھایا۔ لیکن ہر مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ نہایت ہی حقارت آمیز سلوک کیا گیا۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ گول میز کانفرنسوں میں فرقہ وار گفتگوئے اتحاد کی ناکامی کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے دو مرتبہ مخلوط انتخاب کی بنیاد پر فرقہ دار مسئلہ کے متعلق سمجھوتہ کی کوشش کی لیکن سر چمن لعل سیتلواڈ جیسے شخص نے علی الاعلان اس کا اظہار کیا ہے کہ یہ ڈاکٹر مونجے اور جیکار تھے جن پر ان گفتگوؤں کی ناکامی کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔

اتحاد کی کوشش

مسلمانوں نے اتحاد کے لیے اس سے بھی آگے قدم بڑھایا اور انہوں نے سر محمد شفیع کو اس کا پورا اختیار دے دیا کہ وہ مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں کے روبرو مخلوط انتخاب کے اصول پر پیش کش کریں گے۔ سر محمد شفیع لائق تحسین تھے کہ انہوں نے محض اتحاد کی خاطر اپنے تمام عمر کے اس اصول کو بھی قربان کر ڈالا جس پر وہ سختی سے قائم رہے تھے۔ یعنی جداگانہ انتخاب کو۔ آپ نے کہا کہ ہم لوگ اتنے بے وقوف نہیں کہ اتحاد کی صورتوں کا احساس نہ رکھتے ہوں۔ ہم اتحاد چاہتے ہیں اور صرف ملک کے مفاد کی خاطر اتحاد چاہتے ہیں۔ آپ یقین جانیے کہ ہندوستان میں کوئی خوددار ہندوستانی ایسا نہ ہوگا جو اتحاد کا خواہاں نہ ہو کیونکہ اتحادِ باہمی کے بغیر ہم دنیا کی نگاہوں میں ذلیل و خوار نظر آتے ہیں۔

ملک کی فتح

آپ نے اسمبلی میں اپنی تجویز کی کامیابی کے متعلق کہا کہ میں اتنا کم عقل نہیں کہ اسمبلی میں جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی رپورٹ پر جو مباحثہ ہوا اور اس پر اسمبلی نے جو فیصلہ دیا اس فیصلہ کو اپنی ذاتی فتح خیال کروں یہ تو تمام ملک کی فتح ہے اور میں صرف اس کامیابی کا

ذریعہ تھا۔ لیکن یہ نتیجہ ایک کاغذی فتح سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا پارلیمنٹ ہمارے فیصلہ کا احترام کرے گی۔ میں یہ بھی یقین نہیں کرتا کہ اسمبلی کے اس فیصلہ کے بعد اب حکومت مع ساز و سامان بمبئی سے لندن روانہ ہو جائے گی۔ یقین جانیے جب تک ہندو مسلم اتحاد نہیں ہوگا ہم کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے۔ میں حصولِ اتحاد کے لیے اپنی انتھک اور انتہائی کوشش صرف کروں گا اور اگر میں کامیاب ہو گیا تو یقیناً ہندوستان کی جنگ آزادی نصف سے زیادہ کامیاب ہو جائے گی۔

آپ نے مسلم اداروں اور مسلم لیگ پر نکتہ چینی کا مدلّل جواب دیتے ہوئے کہا کہ روم ایک دن میں تعمیر نہیں ہو گیا تھا چند بے لوث لیڈروں اور مخلص کارکنوں کی ضرورت ہے لیکن میں انہیں پیدا کرنے سے قاصر ہوں جب تک مسلمان خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا نہ سیکھیں گے اس وقت تک کوئی شخص ان کی عزت نہیں کرے گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ رعایت کی جائے اور ان کی سرپرستی کر لی جائے لیکن ان کی عزت اور تکریم نہیں ہو سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہندوؤں یا حکومتِ ہند پر تکیہ نہ کرو بلکہ محض اپنے اوصاف و کمالات کی طاقت پر کھڑے ہو جاؤ۔ ہم اپنی پوزیشن کو مضبوط رکھنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم اس شخص و قوت کے مقابلہ میں کھڑے ہو سکیں جو ہندوستان کی دشمن ہو۔

ہندو مہا سبھا کے ساتھ اتحادِ عمل نہیں ہو سکتا[1]

بمبئی، ۲۲ر اپریل۔ مسٹر ایم اے جناح نے اپنی انگلستان روانگی سے قبل مسلم طلباء کے ایک جلسہ میں جو سر سلیمان قاسم مٹھا کی صدارت میں منعقد ہوا تقریر کرتے ہوئے سیاساتِ ہند کے متعلق مسلمانوں کے رویہ اور اسمبلی کی انڈی پنڈنٹ پارٹی کے کام پر تبصرہ کیا۔

مسلمانوں کی حب الوطنی کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ

---

[1] روزنامہ انقلاب لاہور ۲۵ر اپریل ۱۹۳۵ء

آج ایک مسلمان خلوصِ نیت سے کہتا ہے کہ میں ہندوؤں کے ساتھ اتحادِ عمل کرنا چاہتا ہوں اور وہ اپنے دماغ کے کسی گوشہ میں اس آرزو کو پنہاں نہیں رکھتا کہ مستقبل میں حکومتِ ہند ایک مسلم حکومت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمان بڑی مشکل میں ہیں۔ ہندو مہاسبھا کی پالیسی یہ ہے کہ آئندہ ایک ایسی حکومت ہو جس میں ہندوؤں کو کامل اقتدار حاصل ہو۔ اس صورت میں مسلمان اُن کے دوش بدوش کام نہیں کر سکتے۔

خود کانگرس میں بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو مسلمانوں کی حب الوطنی پر یقین نہیں رکھتے۔ حالانکہ اسمبلی میں کسی مسئلہ پر جو اہم تقسیم آراء ہوئی ہیں ان سب میں مسلمان ارکان نے رائے عامہ کی تائید کی ہے۔ کاش! کانگریسی لیڈر جو زبردست تجربہ اور سیاسی تربیت کے مالک ہیں اپنے مذکورہ بالا طبقہ پر غالب آکر ہمیں یہ یقین دلا سکیں کہ مستقبل میں ہندو حکومت نہیں بلکہ ہندوستانی حکومت قائم ہوگی جس میں مسلمانوں کو اپنے جائز اور مساوی حقوق ملیں گے۔

جدید دستورِ اساسی کے متعلق متفقہ پالیسی اختیار کی جائے[1]

بمبئی، ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۵ء مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ اور اسمبلی کی انڈی پنڈنٹ پارٹی کے لیڈر آج ہندوستان واپس لوٹے:

آپ نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے خصوصی نامہ نگار سے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ میں چھ ماہ تک ہندوستان سے باہر رہا ہوں۔ اس لیے جب تک میں اپنی پارٹی کے ارکان اور دوسری پارٹی کے لیڈروں سے گفت و شنید نہ کر لوں کسی قسم کا بیان نہیں دے سکتا۔ آپ نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے اظہار کیا کہ گورنمنٹ آف انڈیا بل اب قانون بن چکا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جدید دستورِ اساسی ہم پر جبراً نافذ کیا جا رہا ہے اس لیے تمام لیڈروں اور زعمائے ملّت کا فرض ہے کہ

---

[1] انقلاب لاہور ۲۶ر اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۵

جدید دستورِ اساسی کے متعلق ایک معین پالیسی اختیار کرنے کے لیے اتحاد و اتفاق کا ثبوت بہم پہنچائیں کیونکہ جدید دستورِ اساسی (۱۹۳۵ء) عنقریب ہی تمام صوبہ جات میں نافذ ہونے والا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں متعدد لیڈروں سے مل کر جدید دستورِ اساسی کے متعلق ان کے نکتۂ نگاہ سے آگاہی حاصل کروں گا۔

ہم شہید گنج کی بازیابی کے لیے آئینی جدوجہد جاری رکھیں گے[1]

۲۸ر فروری کو شاہی مسجد لاہور میں مسلمانوں کا عظیم الشان تاریخی اجتماع ہوا۔ عامتہ المسلمین کے علاوہ معززین اور روسائے لاہور بھی کثرت سے نمازِ جمعہ میں شریک ہوئے۔ تحریک شہید گنج کے تمام رہا شدہ نظر بند بھی مسجد میں موجود تھے جنہیں ریشمی اور سُنہرے پھولوں کے ہار پہنائے گئے تھے۔ نمازِ جمعہ کے بعد مولانا عبد القادر قصوری صاحب کے زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ اسّی، نوّے ہزار لوگ موجود تھے۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد مسٹر جناح نے انگریزی زبان میں فصیح و بلیغ تقریر کی۔ آپ نے فرمایا:-

"صاحبان! میں کئی روز سے لاہور میں ہوں۔ اس عرصہ میں میں نے ہر مکتبِ فکر کے مسلمانوں اور غیر مسلم لیڈروں کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا ہے۔ کامل غور و خوض کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ فی الحال سول نافرمانی[2] کو بند کر دینا چاہیئے اور مسجد شہید گنج کے حصول کے لیے پُرامن طریق پر آئینی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ ایک ہی وقت پر مجھے مختلف مقامات پر پارٹیاں دی گئی ہیں اور اس مسئلہ کے حل کے لیے مجھے مختلف خیالات اور مختلف اقوام کے لیڈروں سے

---

[1] ہفت روزہ پیسہ اخبار لاہور ۵ر مارچ ۱۹۳۶ء ص ۹

[2] مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لیے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی گئی تھی۔

تبادلۂ خیالات کرنا پڑا۔ میں سکھ لیڈروں کے ساتھ بھی گفتگو کر رہا ہوں۔ میری دلی آرزو ہے کہ آپس میں کوئی باعزت سمجھوتہ ہو جائے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ ہم کسی ڈر کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں۔ ہم ہرگز کسی سے نہیں ڈرتے تاہم جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں قوم کی بہتری اور فلاح کی خاطر کر رہے ہیں۔ قوم کی بہتری اسی پروگرام میں ہے کہ جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ مسجد شہید گنج کی واپسی کے لیے ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ یہ غلط ہے کہ تحریک کو بند کر دیا جائے گا۔ وہ جاری رہے گی لیکن آئینی طور پر۔ میں اس کے لیے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس تحریک میں میں پوری کوشش اور طاقت کے ساتھ آپ کی آئینی مدد کروں گا۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہمارے اسیروں اور نظربندوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے۔

جلسے کے آخیر میں مسٹر جناح نے دوبارہ تقریر کی اور فرمایا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ عام معافی کا اعلان کرے۔ شہید گنج کے تمام قیدی غیر مشروط طور پر رہا کر دیئے جائیں۔ اخبارات کی ضمانتیں واپس کر دی جائیں۔ مسجد شاہ چراغ جلد از جلد مسلمانوں کے حوالے کر دی جائے۔ ان امور کے متعلق میں حکومت سے التجا نہیں کرتا بلکہ مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ ان مطالبات کو پورا کرنے میں جلدی کرے۔

اپنی ملّت کی حفاظت کرو فرقہ پرست کہلانے سے نہ ڈرو[1]

جمیعتہ العلماء ہند کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے فرمایا: "مجھے فرقہ پرست کہا جاتا ہے کیونکہ میں اپنی قوم کے لیے سامانِ حفاظت کا طالب ہوں۔ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کوئی مذہبی معاملہ نہیں بلکہ خالص سیاسی

---

[1] انقلاب لاہور ۳ اپریل ۱۹۳۶ء ص ۳

معاملہ ہے۔ ایسے مسائل رومن کیتھولکوں اور پراٹسٹنٹ میں بھی پیدا ہوتے رہے حالانکہ وہ دونوں ایک ہی مذہب (عیسائیت) سے تعلق رکھتے تھے۔ اس ملک میں پہلی مرتبہ ایک نمائندہ حکومت قائم ہو رہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ اکثریت کی حکومت قائم ہو رہی ہے اور اقلیتوں کو قدرتی طور پر خطرات محسوس ہو رہے ہیں کہ نہ جانے اکثریت ان سے کیا سلوک کرے گی؟ اکثریتیں ظلم کر سکتی ہیں۔ اقتدار و اختیار لوگوں کو مغرور کر سکتا ہے لہٰذا جمہوری دستور کی ہر سکیم میں اقلیتوں کی حفاظت کا سامان لازمی طور پر شامل ہونا چاہیئے۔

لازم ہے کہ ہم اپنی ملت کے فوائد کا لحاظ کریں۔ اگر آپ حضرات نے اس سلسلہ میں بہترین کوشش نہ کی تو آپ ناکام رہیں گے اور آپ کو کوئی وقعت حاصل نہ ہوگی اور کوئی شخص آپ کی بات تک نہ پوچھے گا۔ لہٰذا آپ اپنے کو منظم کیجیے۔ اپنی ملت کی خاطر کام کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ایسے اشخاص کو فرقہ پرست کہہ کر رسوا کرنے کا فیشن ہو گیا ہے لیکن میں اس بناء پر فرقہ پرست کہلانے سے نہیں ڈرتا ہوں کہ میں نے اپنی ملت کی مدد کی ہے۔

فرقہ پرست ہونے کے طعن پر کان نہ دھریئے۔ میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی اس لیے امداد کر رہا ہوں کہ اگر وہ زیادہ منظم ہو گئے تو قومی جد وجہد کے لیے زیادہ مفید ثابت ہوں گے۔

مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے[1]

یہ رجعت پسند نہیں ہے

بمبئی، ۸ اپریل، گذشتہ شب مسلم لیگ کی مجلس استقبالیہ کے ارکان کے سامنے اسلام کلب میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ منظم طور پر کام کرنے کے لیے آپس میں متحد و متفق ہو جائیں۔ آپ نے لیگ کے خلاف

---

[1] انقلاب لاہور ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء ص ۵

عائد کردہ اس الزام کو تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ لیگ رجعت پسندوں کی جماعت ہے اور مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نہیں۔ آپ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ اگر وہ جدید اصلاحات کے ماتحت انتخابات میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو انہیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ان کے علاوہ اور بھی قومیں ہیں جو زیادہ تعلیم یافتہ اور متمول ہیں۔

مسلمان ناقابلِ قبول آئین کے خلاف علمِ جہاد بلند کریں[1]

جدید آئین کے پردے میں ہم کو دھوکہ دیا گیا ہے

بمبئی، ۱۲؍ اپریل۔ مسٹر جناح نے ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے اس دستورِ اساسی پر شدید نکتہ چینی کی اور کہا کہ یہ ایک فریب آمیز دستورِ اساسی ہے۔ میں اس فریب کی تیاری کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہوں۔ جدید دستورِ اساسی ۲ فی صد ذمہ داری اور ۹۸ فی صد تحفظات، گورنروں اور گورنر جنرل کے خاص اختیارات پر مشتمل ہے۔ افسوس ہے کہ دو فی صد ذمہ داری بھی خالص نہیں ہے۔ کیونکہ مجالسِ قانون ساز میں نامزدگی کا طریق کار اور یورپین نمائندگی، قدامت پسندوں، زمینداروں اور سرمایہ داروں کا حد سے زیادہ تناسب اس میں بے حد کمزوری پیدا کر دیتا ہے۔

مسلمانانِ ہندوستان اس دستورِ اساسی کے خلاف علمِ جہاد بلند کرنے کے لیے آمادہ ہیں، ہم آمادہ ہیں کہ ملک کی آزادی کی جدوجہد اور قومی مفادات کی حفاظت کے لیے نبرد آزما ہوں اور اگر اس بارے میں ہندو ہم سے اشتراکِ مساعی کریں تو ہم اُن کے اس تعاون کو خوش آمدید کہیں گے ورنہ باوجودیکہ ہم اقلیت کی حیثیت رکھتے

---

[1] انقلاب لاہور ۱۴؍ اپریل ۱۹۳۶ء ص ۵

ہیں۔ ملک کو آزاد کرانے کی راہ پر اکیلے ہی گامزن ہو جائیں گے۔

مسٹر جناح نے کانگرس کو متنبہ کرتے ہوئے اس طرزِ عمل کی تشریح کی جو کانگرس پارٹی مسلمانوں کے مقابلے میں روا رکھے ہوئے ہے۔ آپ نے کہا کہ کانگرس شتر مرغ جیسی پالیسی اختیار کر کے دعوے کر رہی ہے کہ وہ ملک کے تمام افراد کی واحد نمائندہ جماعت ہے مگر اسے فرقوں کے جذبات کا کوئی خیال نہیں۔ کانگرس اس بارے میں سخت غلطی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ میں کانگرس کو متنبہ کرتا ہوں کہ جب تک کانگرس مسلمانوں سے تعاون کی اپیل نہیں کرے گی وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر کانگرس اس اپیل کے مفاد کو نہیں سمجھ سکتی اور اگر کانگرس کی پالیسی کا یہی مطلب ہو کہ برطانوی حکومت کو ہندوستان میں طول دیا جائے تو یہ پالیسی کانگرس کے لیے مبارک ہو۔ مگر مسلمان قومی مفاد کے پیشِ نظر اپنے فرائض کی تکمیل سے غافل نہیں رہ سکتے۔ آپ نے جدید دستورِ اساسی کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ یہ دستور ہم پر ٹھونسا گیا ہے۔ ہمیں مجبور کیا گیا ہے کہ ہم اسے منظور کریں۔ ہم اس دستورِ اساسی کی اس طریقہ پر تعمیل نہیں کریں گے جیسا کہ حکومتِ برطانیہ نے خیال کر رکھا ہے۔ اگر ہم بادل نخواستہ اس کی تعمیل کر رہے ہیں تو بھی ہر قسم کے مغالطہ کو رفع کرتے ہوئے واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس دستورِ اساسی کو تبدیل نہ کر دیا جائے۔

آل انڈیا مسلم لیگ اور مسلمانوں کا اہم فرض[1]

بمبئی، ۶ ر اپریل۔ مسٹر محمد علی جناح نے حسب ذیل بیان شائع کیا ہے:۔ مسلم لیگ کا یہ اجلاس[2] اہم ترین ہوگا۔ اس لیے میں لیگ کے جملہ ارکان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اجلاس میں ضرور شریک ہوں۔ پہلا اور اہم ترین غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ نئے

---

[1] انقلاب لاہور ۱۰ ر اپریل ۱۹۳۶ء ص ۱

[2] آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس ۱۹۳۶ء کی طرف اشارہ ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تابع صوبائی حکومتوں میں شرکت سے متعلق مسلمانوں کی پوزیشن کی تشکیل میں مسلم لیگ کے فیصلہ کو نہایت اہمیت حاصل ہو گی۔

حکومت یا ہندوؤں پر بھروسہ نہ رکھو[1]

باہمی تنظیم سے ہی آٹھ کروڑ مسلمان تباہی سے بچ سکتے ہیں

نئی دہلی ۲۷ راپریل۔ خان بہادر ایس عبداللہ اور حاجی رشید احمد نے کل میڈن ہوٹل میں مسٹر محمد علی جناح کے اعزاز میں دعوت طعام دی۔ جس میں مسٹر جناح نے جام صحت کی تجویز کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو گذشتہ را صلوۃ آئندہ را احتیاط کی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں کو اپنی داخلی تنظیم کا ہر حالت میں خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ صرف تنظیم ہی ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعے آٹھ کروڑ مسلمان پامال ہونے سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سے پیشتر مسلمانوں کی رفتار بالکل کمزوروں کی سی تھی۔ مسلمان ہندوؤں یا گورنمنٹ سے امداد کی توقع رکھتے تھے۔ ان کا معاملہ لارڈ ولنگٹن[2] کی براڈ کاسٹ تقریر سے رفع ہو گیا ہو گا کیونکہ لارڈ موصوف نے اپنی تقریر میں یہ واضح کر دیا ہے کہ "میں ہر قوم اور ہر فرقہ کے مفاد سے انصاف کروں گا۔ وائسرائے کی یہ تقریر محض ڈپلومیسی نہیں بلکہ وہ حقیقت اور صداقت پر مبنی تھی۔ وائسرائے کی تقریر نے مسلمانوں کے مغالطہ کو رفع کرنے میں کافی امداد کی ہے کیونکہ ہندوستان میں اگر کوئی قوم حکومت کی پوری وفاداری دل سے اس کی مطابقت کرتی ہے تو وہ مسلمان قوم ہے۔ مسلمانوں کا صرف یہی تصور ہے کہ وہ اپنی طاقت کا احساس نہیں کرتے مسلمانوں کو چاہیئے کہ باہمی کشت و خون سے مجتنب رہتے ہوئے اپنی قوت کو مضبوط کریں۔

---

[1] انقلاب لاہور ۲۹ راپریل ۱۹۳۶ء ص ۵

[2] لارڈ ولنگٹن وائسرائے ہند (۱۸۶۶ء - ۱۹۴۱ء)

مسٹر جناح نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ ناسک یا ناگپور کے ان انفرادی ہندوؤں کی باتوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں جنہوں نے اپنی تقاریر میں مسلمانوں کو خارجی اور اجنبی ظاہر کیا ہے ۔ کیونکہ ہندوستان جیسا ہندوؤں کا ملک ہے ویسا ہی مسلمانوں کا ملک ہے ۔

صوبائی خود مختاری

مسلمانوں کو صوبائی خود مختاری سے حتی الوسع استفادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس بارے میں دوسری پارٹیوں کے ساتھ سمجھوتے اور اتفاق سے کام کریں کیونکہ سوائے سرحد اور صوبہ سندھ کے ہندوستان میں کوئی ایسا صوبہ نہیں جس میں مسلمانوں کو معتد بہ اکثریت حاصل ہوئی ہو ۔

مسٹر جناح نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ وہ ان اشخاص کے دعاوی سے محتاط رہیں ۔ جنہوں نے چند روز پیشتر اقتصادی مفاد اور مزارعین اور دیہاتیوں کے حقوق کے نام سے تحریک شروع کر رکھی ہے ۔ آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ کونسلوں میں ان اشخاص کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجیں جو سب سے پہلے مسلمانوں اور ہندوستان کے مفاد کو مدِنظر رکھیں اور اپنے ذاتی مفاد کا بعد میں خیال کریں ۔ آپ نے کہا کہ "دوسری پارٹیوں سے صرف اہم موضوعات پر ہی تصفیہ ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کو دوسری پارٹیوں سے تعاون کرنے میں دریغ و تامل نہیں کرنا چاہیئے ۔"

یونینسٹ پارٹی کے فراڈ کا تجزیہ [۱]

مسٹر محمد علی جناح کی بیرون دہلی دروازہ میں انتخابی تقریر

جناب صدر اور حضرات ! گذشتہ چند مہینوں سے مجھے کئی مرتبہ لاہور آنے کا موقع ملا ہے ۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس صوبے کے مسلمان سیاسی ، تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے دوسرے صوبے کے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت پس ماندہ ہیں ۔ حقیقت

---

[۱] ہفتہ وار اقدام لاہور ۸ر دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۲ ۔ ۱۳

یہ ہے کہ آپ کا صوبہ افسری صوبہ ہے جس سے میری مراد یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے تمام شعبوں پر دفتری حکومت کا سکّہ رواں ہے۔ آپ کے صوبے کے راہنما جو بڑے بڑے عہدوں پر متمکن ہیں، گورنمنٹ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اور ان کے پیشِ نظر خود پرستی کے علاوہ کوئی مطمع نظر نہیں۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے راہنماؤں کا لائحہ عمل اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ وہ عوام کی جہالت اور بے خبری کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور جہاں تعلیم یافتہ اور دوسرے اہل الرائے مسلمانوں سے تعاون کا مسئلہ درپیش ہو وہاں خاموشی سے کنی کاٹ کر الگ ہو جائیں۔

حضرات! آپ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ آپ کو چند رجعت پسند رہنماؤں کی ایک ٹولی کو زیر و زبر کرنا ہے جس کی پشت پر ضمیر فروش پریس کا پراپیگنڈہ، حکومت کی چشمِ التفات اور لاعلم رائے دہندگان کے ووٹ ہیں۔

پریس کا ایک حصّہ ہمارے لائحہ عمل اور مطمع نظر کو پبلک کے سامنے ہمیشہ غلط نقطۂ نگاہ سے پیش کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ وہ دبی زبان سے یہ امر بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ انہیں مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام سے کوئی اختلاف نہیں لیکن اس کے باوجود وہ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی غرض سے فرقہ وارانہ پارٹیوں کی تشکیل کر رہے ہیں اور ان کا اپنا ادّعا ہے کہ وہ بذات خود بڑے ہی قوم پرست اور فرقہ داری کی لعنت سے کوسوں دور ہیں۔ لیکن کیا میں ان حضرات سے یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں اور کیا وہ ایمان داری سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یونینسٹ پارٹی اس لیے غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے کہ اس کے ارکان کی فہرست میں دو ہندوؤں کے نام بھی ہیں جو موقع بہ موقع ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ کیا کوئی شخص ایمانداری سے اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ غیر فرقہ وارانہ جماعت کی موجودگی میں بھی ہندوؤں اور سکھوں کی علیحدہ علیحدہ پارٹیاں موجود ہیں؟ میں پوچھتا ہوں کہ یہ غیر مسلم پارٹیاں کیوں یونینسٹ پارٹی ایسی غیر فرقہ وارانہ جماعت میں مدغم نہیں ہوئیں۔ میں یونینسٹ پارٹی کے ارکان کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ایمان داری سے ان ہندو، سکھ

ارکان کے نام شائع کریں جن کی امداد انہیں حاصل ہے تاکہ پنجاب کے لوگ ان کی اس تعلق کو یاد رکھیں کہ ان کے زمرے میں غیر مسلم ارکان کا مضبوط عنصر ہے۔

حضرات! میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی اور شخص اس بات کا متمنی نہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کو مسلمانوں کے ساتھ باہمی تعاون کی ایک ہی لڑی میں پرو دیا جائے۔ میں اس بات کے لیے بھی تیار ہوں کہ ہم انتخابات کی کش مکش سے پہلے ہی ان ہندوؤں اور سکھوں نیز دوسری جماعتوں سے جن کے مفاد ہمارے ساتھ مشترک ہیں، جداگانہ انتخاب کے باوجود تعاون کر سکیں۔ لیکن آپ یاد رکھیں کہ جب تک جداگانہ انتخاب کی شق موجود ہے ان پارٹیوں کی تشکیل فرقہ وارانہ اصول ہی پر ہو سکتی ہے اور ہمیں ووٹ حاصل کرنے کے لیے اپنی ہی قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنا ہو گا۔ خدارا ہمیں ایسی فرقہ وارانہ پارٹیوں کی ضرورت نہیں جن کے عناصر ہی رجعت پسند ہندو اور رجعت پسند مسلمان ہوں اس کے برعکس ہمیں ایسی غیر فرقہ وارانہ پارٹیوں کی ضرورت ہے جو آزاد خیال، ترقی پسند اور محب وطن قومی خادموں پر مشتمل ہوں جو وطن عزیز کی خدمت اور اپنے بھائیوں کی بہبود کے لیے ہر قسم کے مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کر سکیں۔

میرے دل میں یہ سوال بار بار پیدا ہوتا ہے کہ یونینسٹ پارٹی اپنے بلند بانگ دعووں کے باوصف کس نمائش کی غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے۔ آپ میں سے کتنے لوگ ہیں جو اس پارٹی کی غیر فرقہ وارانہ تعلق کو ایک لمحہ کے لیے بھی باور کرنے کو تیار ہیں۔ عوام کا اعتماد حاصل کرنے اور ان کی خدمت میں سر دھڑ کی بازی لگانے کے لیے اس پارٹی نے کون سا عملی قدم کیا ہے؟ آئیے اب میں آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کی اس قرارداد سے متعارف کراؤں جس کے تحت صوبوں میں پارلیمانی بورڈ کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے۔ پارلیمانی بورڈ کا مطمع نظر سیدھے سادے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

نئی اصلاحات کے تحت جس نوع کے پارلیمانی نظام کا آغاز ہونے والا ہے اس کے مطابق یہ نہایت ضروری ہے کہ ملک میں ایسی سیاسی پارٹیوں کی تشکیل عمل میں لائی جائے جن کا پروگرام اور پالیسی بالکل بیّن اور واضح ہو اور جو اپنے (۱) رائے دہندوں

کو سیاسی آراء و افکار سے مطلع کر سکیں (۲) یک جہت اور ہم خیال پارٹیوں سے تعاون کر سکیں اور (۳) نئے آئین سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے علاوہ مرکزی الیکشن بورڈ کی تشکیل کا محرک ایک جذبہ یہ بھی تھا کہ نئے آئین کے تحت صوبائی حکومتوں سے پورے طور پر متمتع ہونے کے لیے مسلمانانِ ہند کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا جائے۔ اس لیے ان تمام امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ لابدی تھا کہ مسلمانانِ ہند ایک مرکزی جماعت سے وابستہ ہو کر اپنی تنظیم کریں۔ لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ نے مجھے اس امر کا اختیار دیا ہے کہ میں صوبائی انتخابات لڑنے کے لیے مرکزی الیکشن بورڈ کی تشکیل عمل میں لاؤں جس کے کم از کم ۳۵ ارکان ہوں اور جو مقامی حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر صوبہ میں ایک پراونشل بورڈ کا قیام عمل میں لانے کے مجاز ہوں گے۔

حضرات! آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے مجوزہ مرکزی بورڈ کا پہلا اجلاس ۸ جون ۱۹۳۶ء کو آپ کے شہر لاہور میں منعقد ہوا تھا اور اس لحاظ سے آپ کا شہر آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ میں ہمیشہ ایک خاص اہمیت کا حامل رہے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مرکزی الیکشن بورڈ کا قیام چٹ منگنی پٹ بیاہ کے مصداق نہیں بلکہ آپ کی قوم کے بہترین دماغوں نے اس پر مدتوں غور و خوض کیا اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر ہندوستان کے مسلمانوں میں فکر و عمل کی وحدت پیدا کرنا مقصود ہے تو انہیں ایک ہی پرچم اور ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کرنا اشد ضروری ہے۔

اس مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے مسلمانانِ ہند کی ایک مرکزی جماعت کی بنیاد ڈالی ہے جس کی شاخیں مضبوط بنیادوں پر مختلف صوبوں میں قائم کی جا رہی ہیں۔ مرکزی جماعت کے بنیادی اصولوں کا صوبائی بورڈوں پر پورا پورا تصرف ہوگا اور جو ارکان لیگ ٹکٹ پر صوبائی اسمبلیوں میں داخل ہوں گے ان کے لیے ان مواعید کا احترام لازمی ہوگا جو لیگ سے پیمانِ وفا باندھنے سے ان پر عاید ہوں گے۔ اس طرح ہم اسمبلیوں میں ایسے کھرے آدمی بھیجنے کے قابل ہو سکتے ہیں جو ذاتی اغراض سے بالاتر رائے دہندگان کے صحیح نمائندے اور مرکزی اور صوبائی بورڈوں کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ

یہ کام آسان نہیں بلکہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لیکن یقین کیجئے کہ اگر ہم اس مہم میں کامیاب ہو گئے تو صرف پنجاب ہی کے مسلمان نہیں بلکہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی زبردست فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔

اب آپ ذرا اپنے صوبے کی کیفیت سن لیجئے۔ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا کہ آپ کے راہنما اس تنظیم بین المسلمین کی کڑی بننے سے کیوں گریز کر رہے ہیں۔ سچی بات اگرچہ کڑوی ہوتی ہے لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر وہ لیگ کی رکنیت قبول کر لیں تو اس صورت میں انہیں لیگ کی پالیسی اور پروگرام کا زہر بھرا جام جو بدقسمتی سے حکومت کی چشم التفات کی چاشنی سے معریٰ ہے، نوش کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ لیگ کے حلف نامے پر دستخط کرنے سے ان کی من مانی کارروائیوں کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کابینہ کی تشکیل کے قصرِ رفیع کا بھی انہدام ہو جاتا ہے جس کی دیواریں قریبی رشتہ داروں اور اپنے سیاسی حلیفوں کو وزارتیں دینے پر مشتمل ہوں گے اور جس کی بنیادیں گورنر کے اشارہ چشم و آبرو کے گنج دگارے سے تعمیر ہوں گی، اس کے برعکس ہمارے پیشِ نظر ایسی کابینہ کی تشکیل ہے، جس کی قوت کا راز رائے عامہ کے احترام اور فرائض کو ایمانداری سے ادا کرنے میں نہاں ہوگا۔

میں نے چند اخباروں میں یہ بیان جو یونینسٹ پارٹی کے چند ارکان نے دیا تھا پڑھا ہے کہ میں ان لوگوں کو جو لیگ کے ٹکٹ پر امیدوار کھڑے ہونا نہیں چاہتے رجعت پسندوں کا سہ لیسوں اور خواجہ تاشوں کے ٹولے سے تعبیر کرتا ہوں۔ اس ضمن میں یہ بھی کہا گیا کہ نواب چھتاری اور سر محمد یوسف جب تک لیگ کے رکن رہے میں نے ان کی رجعت پسندی اور ٹوڈیت سے کبھی تعرض نہیں کیا۔ لیکن جونہی لیگ کی غلامی کا جوا انہوں نے گلے سے اتار پھینکا میں نے فوراً ان کے گلے میں رجعت پسندی اور کاسہ لیسی کا پٹہ ڈال دیا۔

حضرات! میں اس الزام کی صحت سے انکار کرتا ہوں اور اس قسم کے لغو اور لچر بیانات کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا۔ میں رجعت پسند عناصر کے خلاف نہیں اور نہ ان لوگوں سے کوئی خاص پرخاش رکھتا ہوں۔ جن کی کتابِ زندگی کا عنوان

رجعتِ قہقری اور کاسہ لیسی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے نواب چھتاری کا جنہوں نے اپنی مرضی سے بعد میں استعفیٰ دے دیا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ میں آج پھر سر سکندر حیات کو بورڈ کے حلقے میں دیکھنا چاہتا ہوں لیکن اس صورت میں وہ پارٹی کی اجازت کے بغیر من مانی وزارتوں کے ڈھکوسلے کھڑے کرنے کے قابل نہ رہیں گے اور انہیں مرکزی بورڈ کے اصولوں کا احترام کرنا ہو گا۔

میں ببانگِ دہل کہتا ہوں کہ میں اس مجوزہ وزارت کے خوش گوار خوابوں کو درہم برہم کرنا چاہتا ہوں جس کی بنیاد آج ہی سے یعنی انتخابات کی کامیابی اور رائے دہندگان کی متفقہ آواز سے قبل ہی رکھ دی گئی ہے۔ میں ہندو اور سکھ حضرات کو بھی اس خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو انہیں اپنے ان ارکان سے لاحق ہے جو یونی نیسٹ پارٹی کے اغراض مشترکہ کی قربان گاہ پر اپنے ضمیر اور اپنی قوم کی نمائندگی کو بھینٹ چڑھا چکے ہیں۔

میں اس حقیقت کو ایک بار پھر آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پیشِ نظر ایسی مسلم حکومت کا قیام نہیں جو ہندوؤں اور سکھوں کو کچل دینا چاہتی ہو یہ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت جس کی بنیاد ظلم اور ناانصافی پر روا رکھی گئی ہو ہرگز ہرگز پائیدار نہیں ہو سکتی۔ اگر آئندہ پنجاب کی حکومت میں مسلمانوں کو ایک کثیر اور فیصلہ کن عنصر کی حیثیت حاصل ہونے والی ہے تو یقین کیجیے کہ یہ عنصر ہمیشہ حق و انصاف اور مروت و شفقت کے اصولوں پر عمل پیرا رہے گا۔ اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان حق و صداقت کے راستہ سے ایک انچ بھی ادھر ادھر بھٹکنے نہیں پائیں گے۔ پنجاب کے بہادر مسلمانوں کا خطاب "ہندوستان کا بازوئے شمشیر زن ہے" اور وہ بلا شبہ مسلمانانِ ہند کا دایاں بازو کہلانے کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ہر معرکہ میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر جدوجہد میں شرکت کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ان ہی روایات کے پابند رہیں گے اور آج جبکہ ہمیں ایک نیا معرکہ درپیش ہے وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی مایوس نہیں کریں گے۔

خدارا اس حقیقت کو فراموش نہ کیجیے کہ ابھی ایسے بہت سے مرحلے باقی ہیں جن

کی اہمیت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے لیے یکساں ہو گی۔

اسلامیانِ ہند کا بدن ابھی بہت سے ناسوروں سے رس رہا ہے اور ان کے اندمال کے لیے ہر صوبے کے مسلمانوں کو حتی المقدور مرہم کا سامان بہم پہنچانا ہو گا۔ مجھے بتائیے کہ آل انڈیا اہمیت کے مسائل جن سے مسلمانوں کی قومی و سیاسی بقا وابستہ ہے آپ ایک مرکزی جماعت کی مدد کے بغیر کس طرح نپٹا سکتے ہیں۔ کیا اسلام کا جمہوری نظام آپ کو اس امر کی دعوت نہیں دے رہا کہ مسلمانانِ ہند کی ایک مرکزی نمائندہ جماعت ہو جس کی صدا ہندوستان کے مسلمانوں کی متفقہ آواز کہی جا سکے۔

حضرات! ہمارے پیشِ نظر اس قسم کی نمائندہ جماعت کا تصور بہت بلند ہے جو آزاد خیال، ترقی پسند اور ایثار پیشہ افراد پر مشتمل ہو۔ جو آزادیٔ وطن کی مساعی میں ہمسایہ قوم کا ہاتھ بٹا سکے تاکہ ہندوستان کے ماتھے پر جو غلامی کا سیاہ ٹیکہ لگا ہوا ہے وہ دُھل سکے۔

مَیں ہندوؤں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ انہیں بھی اپنی جماعتوں کا جائزہ لینا ہو گا تاکہ اُن کی جماعت کے خود غرض اور خود ساختہ رہنماؤں کا وجود نامسعود باقی نہ رہے اور وہ سچے اور دلی جوش سے مسلمانوں کا تعاون حاصل کر سکیں۔ اس صورت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے جو نمائندے صوبائی اسمبلیوں میں جائیں گے وہ خلوصِ قلب اور پوری ایمان داری سے ایک ایسے معاہدے پر پہنچنے میں کامیاب ہو سکیں گے جو ہندوستان کی تمام قوموں کو متفق کر دے اور اس طرح آئے دن کی باہمی سر پھٹول اور ہندو مسلم جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

مَیں سر سکندر حیات سے پوچھتا ہوں کہ اگر وہ اہلِ پنجاب کی غیر فرقہ وارانہ بنیادوں پر خدمت کرنے کے لیے اس قدر ہی بے تاب تھے تو آج سے پہلے وہ کہاں تھے؟ کیا انہوں نے ریزرو بنک کی ملازمت اسی خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے قبول کی تھی؟ اس بلند مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اس سے پہلے کیوں استعفیٰ نہ دیا۔ مَیں پوچھتا ہوں کہ نواب مظفر کی جگہ سر سکندر حیات کو قلمدانِ وزارت سنبھالنے کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی؟

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان تمام سوالوں کا جواب صرف اس قدر ہے کہ

یونی نسٹ پارٹی کے خودغرض ارکان جن کے سامنے سوائے جاہ و منصب کے کوئی اور مقصد نہیں وزارت کی پری کو شیشے میں اتارنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور حیرت ہے کہ اس جاہ پرست ٹولے کو حکومت پنجاب کی کھلے بندوں امداد حاصل ہے۔

اس ضمن میں ہز ایکسی لینسی گورنر پنجاب کی خدمت میں بھی جو یہاں سے کچھ زیادہ دور نہیں رہتے اپنی آواز پہنچانا چاہتا ہوں کہ ان کی حکومت پنجاب کے لوگوں پر اس امر کو واضح کرنے میں تساہل سے کام نہ لے کہ جہاں تک انتخابات کا تعلق ہے حکومت مکمل طور پر غیر جانبدار رہے گی اور انہیں اس عہد کا پورا پورا پاس ہے جو مرکزی حکومت نے ابھی چند روز ہوئے اسمبلی کے ارکان کو دیا تھا۔

حضرات! سب سے آخر میں میں آپ سے پُرزور درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ووٹوں کی قدر پہچانیں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ کے ووٹ کی دوہری قیمت ہے۔ پہلے تو آپ کے ووٹوں سے صوبائی اسمبلیوں کے ارکان منتخب ہوں گے پھر آپ کے منتخب کردہ نمائندوں کے ووٹوں سے فیڈرل اسمبلی کے ارکان کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ اس لیے میں آپ سے دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ سچے مسلمان کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ ذاتوں، برادریوں اور قرابت داریوں کے تصور سے بلند رہ کر صرف ان لوگوں کو ووٹ دیجیے جو ایک واضح، بیّن اور روزِ روشن کی طرح واضح پالیسی پر عمل پیرا ہونے کا حلف اٹھا چکے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر آپ مسلمانوں کو باہمی تنظیم کی کڑی میں منسلک دیکھنے کے خواہشمند ہیں تو مسلم لیگ کی رکنیت قبول کیجیے اور صرف ان امیدواروں کو ووٹ دیجیے جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے ہیں اور جو اسمبلی کے اندر اپنے اعمال کے لیے مرکزی جماعت کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ جس قدر امیدوار کھڑے ہیں وہ بھیڑوں کے اس گلے کی مانند ہیں جس کا کوئی نگہبان اور رکھوالا نہ ہو یہ لوگ اپنے افعال و اعمال کے لیے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں اور ان کے رو برو جلبِ منفعت اور ہوسِ جاہ کے علاوہ کوئی اور مقصد نہیں۔

میری آخری درخواست یہ ہے کہ آپ مسلم لیگ میں جوق در جوق شامل ہوں اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ہر ممکن امداد کریں کیونکہ مسلم لیگ ہی مسلمانانِ ہند کی سب سے بڑی سب سے پرانی اور سب سے خدمت گزار جماعت ہے۔

مسلم لیگ ہر حالت میں کانگریس سے بہتر اور راست گو جماعت ہے[1]

لاہور، یکم مئی - آج دس ہزار سے زائد مسلمانوں نے شاہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ چونکہ مسٹر جناح نے بھی نمازِ جمعہ شاہی مسجد میں ادا کرنی تھی اس لیئے علامہ آفندی مفتیٔ اعظم ہنگری بھی تشریف لائے تھے۔ مولوی ظفر علی خاں نے نماز کے بعد تقریر کی۔ اس کے بعد مسٹر جناح نے نعرۂ تکبیر اور محمد علی جناح زندہ باد کے نعروں کے درمیان منبر پر تشریف لاتے ہوئے فرمایا کہ مسلم لیگ نے اپنے اجلاس بمبئی میں جو کہ ۱۱ر۱۲ر اپریل کو ہُوا تھا فیصلہ کیا ہے کہ ایک سنٹرل بورڈ کی تشکیل عمل میں لائی جائے اور مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ ۳۵ ارکان پر مشتمل ایک بورڈ بناؤں۔ یہ میرے لیے ایک مشکل کام ہے کہ اس کے ارکان منتخب کروں۔ مَیں بڑی کوشش کر رہا ہوں کہ ہر خیال کے آدمی انتخاب میں شامل ہوں۔ آپ کو اخبارات سے معلوم ہُوا ہوگا کہ مَیں نے ۲۶ر اپریل کو دہلی میں ایک میٹنگ بلائی تھی جس میں پنجاب اور تمام ہندوستان کے ارکان آئے۔ آپ خوش ہوں گے کہ مَیں نے پنجاب اور سرحد کے علاوہ تمام صوبوں کے ارکان منتخب کر لیے ہیں۔ مَیں نے اپنی سکیم پنجاب کے تمام لیڈروں کے سامنے رکھی ہے اور شب و روز اس کام میں مصروف ہوں۔ صاحبان! آپ مجھ پر اعتبار کریں کہ مسلم لیگ اب بالکل مختلف ہو چکی ہے اور اس میں اہم تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ ہم نے ایک واحد اور بے مثال تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ ماہِ جون میں شروع کی جائے گی۔ ہم اصلاحات پر اعتقاد نہیں رکھتے لیکن ہم اس کے باہر بھی نہیں رہ سکتے۔ ہمیں کونسلوں کے اندر اور باہر ہر ایک حربہ استعمال کرنا چاہیئے حتیٰ کہ ہم مکمل آزادی حاصل کر لیں۔

مَیں کسی دوسری قوم کے خلاف نہیں۔ ہم بہتر حالات میں رہنا چاہتے ہیں اور آزادی کے لیے متحد ہونا چاہتے ہیں۔ ہمیں صرف اپنے لیے ہی کام نہیں کرنا چاہیئے بلکہ برادرانِ وطن

---

[1] انقلاب لاہور ۳ر مئی ۱۹۳۶ء ص ۶

کے لیے بھی کام کرنا چاہیئے۔

میں خوش ہوں کہ آپ اپنے عہد پر قائم رہے جو مسجد شہید گنج کے متعلق اس مسجد میں کیا گیا تھا۔ ہم جو اقدام کریں وہ لیڈروں کے مشورے سے کے ساتھ کریں اور قدم اٹھانے سے پہلے غور وخوض کرنا ضروری ہے۔ میں اب آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کانگرس سے تعاون کرے گی[1]

بمبئی ۲۳ر جون۔ مسٹر محمد علی جناح نے نمائندہ پریس سے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ مسلم لیگ پارٹی کانگرس کے ساتھ مجالسِ آئین ساز میں اشتراک عمل کرے گی تاکہ حکومت پر دباؤ ڈالا جا سکے اور مجبور دستورِ اساسی کو تبدیل کر کے اس کی جگہ کوئی ایسا دستورِ اساسی نافذ کیا جائے جو سب کے نزدیک قابلِ قبول ہو۔ آپ نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ اس اصول پر کاربند ہے کہ ملک کے دستورِ اساسی میں مسلمان اقلیت کے مفاد کی حفاظت کی جائے۔ مسلم لیگ کے پروگرام یا لائحہ عمل میں اور کوئی فرقہ وارانہ بات نہیں ہے۔ (یونائیٹڈ پریس)

باشندگانِ سرحد متّحد و متّفق ہو جائیں[2]

مسٹر جناح نے اللہ بخش یوسفی سے ملاقات کے بعد انہیں ایک بیان دیا:-

"میں صوبہ سرحد میں یہ مشن لے کر جا رہا ہوں کہ باشندگانِ سرحد میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کروں تاکہ وہ دستورِ جدید میں دلچسپی لے کر زیادہ سے

---

[1] انقلاب لاہور ۲۵ر جون ۱۹۳۶ء ص ۱

[2] انقلاب لاہور ۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۴

زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ مَیں کسی شخص یا پارٹی کی طرف داری میں اس صوبے کا عزم نہیں کر رہا بلکہ میری دلی خواہش ہے کہ صوبہ سرحد کے تمام مشہور قومی کارکن مسلم اور غیر مسلم اس سلسلہ میں میری مدد کریں اور اگر ان کی نظر میں اس صوبہ کے لیے میری خدمات مفید ثابت ہو سکیں تو مَیں خدمت کے لیے ہر وقت تیار نظر آؤں گا۔

مَیں کسی مقدمہ کے سلسلہ میں یا کسی پارٹی کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے سرحد نہیں جا رہا ہوں بلکہ صوبہ کے مستقبل کی بہتری میرے پیش نظر ہے۔

جنگِ آزادی میں مسلمان کسی قوم سے پیچھے نہیں رہیں گے[1]

ڈھاکہ، ۲ر جنوری۔ کل مسٹر جناح خان بہادر عزیز الحق (وزیر تعلیم بنگال) کی معیت میں ڈھاکہ پہنچے اور (گذشتہ شام) آپ نے کرزن ہال میں تقریر کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمتِ عملی کی وضاحت کی۔

آپ نے کہا کہ اس وقت کانگرس اور لیگ کے درمیان ایک بنیادی اختلاف ہے لیکن جب ایک دفعہ ہندو اور مسلمان اپنے اختلافات دور کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے تو مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ایک دفعہ پھر یہ اختلاف دور نہ ہو۔ آپ نے کہا اس چیز کے لیے مسلمانوں اور ہندوؤں کو چاہیئے کہ قابلِ اعتراض اور مضرت رساں عناصر کو دور کر دیں۔ آپ نے ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کمیونل ایوارڈ کے خلاف اپنا موجودہ رویہ ترک کر دیں، محض اخباری پراپیگنڈہ سے کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔

آپ نے کہا آزادی وطن کے لیے عقل عامہ اور قوت عمل اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جنگِ آزادی میں مسلمان کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔



---

[1] انقلاب لاہور ۱۳ر جنوری ۱۹۳۷ء ص ۲

مسٹر غزنوی اور مہاراجہ بردوان کا معاہدہ[1]

انفرادی حیثیت رکھتا ہے

بمبئی ۱۱ ؍جنوری۔ مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ۔ آج صبح بنگال کے دورہ کے بعد بمبئی تشریف لائے۔ غزنوی بردوان پیکٹ کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کو دوران ملاقات مسٹر جناح نے فرمایا :-

"مسٹر غزنوی اور بردوان کے درمیان خط وکتابت کو میں پڑھتا رہا ہوں۔ خاص مصالح کی بناء پر مجھے تیسری گول میز کانفرنس میں نہیں بلایا گیا تھا۔ لہٰذا میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ۱۹۳۳ء میں کیا ظہور پذیر ہوا اور نہ مجھے اس کا علم ہے کہ مسٹر غزنوی کے خط میں کس بات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تجاویز کے متعلق مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی اور نہ کسی نے مجھ سے مشورہ کیا ہے ان تجاویز پر میرے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی رائے لیے بغیر اظہار خیال غیر مناسب ہے۔ ان تجاویز کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا تو مسلم لیگ کونسل کے اختیار میں ہے، لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ دونوں حضرات نے انفرادی حیثیت سے کوئی تصفیہ کیا ہے۔ للہٰذا انہوں نے غلط طریقہ کار اختیار کیا۔

اس تجویز کے متعلق کہ مسٹر جناح کو انڈیپنڈنٹ پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے اپنے رفقائے کار اسمبلی کو یہ ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ ۲۳ فروری کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کریں۔ مسٹر جناح نے فرمایا کہ مجھے کانگرس پارٹی کے لیڈر مسٹر ڈیسائی کی طرف سے خط موصول ہوا ہے مگر مجھے اپنے رفقاءِ کار سے مشورہ کرنے کا موقعہ نہ مل سکا اس لیے مجھے معلوم نہیں کہ کیا کیا جائے آپ نے کہا کہ ہمارے لیے اسمبلی میں شرکت کرنا موزوں نہیں ہے اور میں خود انتخابی مہم کی وجہ سے شرکت نہیں کر سکوں گا۔

---

[1] زمیندار لاہور ۱۶ ؍جنوری ۱۹۳۷ء ص ۴

پنڈت نہرو کو ایک طرف بنارس اور دوسری طرف ماسکو کا خیال ستاتا ہے[1]

بمبئی، ۲۰ر جنوری۔ مسٹر محمد علی جناح نے پنڈت جواہر لعل نہرو کے جواب میں ایک طویل بیان شائع کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا:

"اس وقت ہندوستان کے ہر ایک قوم پرست کے سامنے سب سے اہم سوال یہی ہے کہ کس طرح ہندوستان کے باشندوں کے تشتت و افتراق کو رفع کر کے انہیں ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑا کر دے اور ان کی باہمی مناقشت کو رفع کر کے ان کا ایک متحدہ محاذ قائم کر دے۔ آل انڈیا مسلم لیگ اپنے طریقہ کے مطابق اسی مقصد کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔ مسلم لیگ کو ان پارٹیوں سے ہرگز کوئی کینہ و عداوت نہیں جو وطن کو آزاد کرانے کی خاطر مصروفِ عمل ہیں۔

اقلیتوں کے حقوق

جیسا کہ میں پہلے بھی کئی دفعہ اظہار کر چکا ہوں کہ مسلم لیگ آمادہ ہے کہ ہر ایک ترقی پسند پارٹی کے ساتھ تعاون کرے اور ملک کو آزاد کرانے کے لیے جد وجہد کے ساتھ دوسری پارٹیوں کی امداد کرے۔ مگر مسلم لیگ کا خیال ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کا تصفیہ سب سے مقدم ہے اور اس کا ہر حالت میں فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔ میں اس جگہ صرف مسلمانوں ہی کا ذکر نہیں کرتا بلکہ تمام اقلیتوں کا ذکر کر رہا ہوں۔ مزید برآں ہم کسی ایسی پارٹی میں شامل نہیں ہونا چاہتے جب تک کہ اس پارٹی کا پروگرام عوام الناس کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہو۔ ایسی پارٹی کی بزرگی یا اس کے پروگرام کی اہمیت عوام الناس ہی کی منظوری سے تعلق رکھتی ہے۔

اس کے بعد مسٹر جناح نے اپنی اُس تقریر کے چند فقروں کے اقتباس پیش کیے

---

[1] انقلاب لاہور ۲۲ر جنوری ۱۹۳۷ء ص ۵، ۶

جنہیں آپ نے ۳ر نومبر ۱۹۳۶ء کی تقریر میں ارشاد فرمایا تھا۔

کانگرس سے تعاون

۳ر نومبر ۱۹۳۶ء کو میں نے اپنی تقریر میں بیان کیا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انڈین نیشنل کانگرس کے پروگرام کو منظور نہیں کرتے مگر مختلف مجالسِ آئین ساز میں کانگرس پارٹی یا دوسری ترقی پسند پارٹیاں جو ملک اور قوم کی بہبود کے لیے مصروفِ عمل ہوں ہمارے تعاون کی مستحق ہوں گی اور ہمیں بھی ان سے یہی توقع ہے کہ وہ بھی اس موضوع کے متعلق ہمارے ساتھ تعاون کریں گی۔

پنڈت نہرو کا بیان

میرے اس بیان نے پنڈت جواہر لعل نہرو کو ناراض کر دیا ہے چنانچہ پنڈت جی نے اپنے بیان میں میرے نکتۂ نگاہ کی تعریف کے بجائے جواب دیا کہ "مجھے ایسے حالات دکوائف کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔ میں ایسے افراد کا طلب گار ہوں جو ملک و قوم کے لیے حقیقی اور سچے سپاہی ثابت ہوں"

میں پنڈت جواہر لعل نہرو کے اعتراضات سے رنجیدہ نہیں کیونکہ ہمیں گہری خلیج حائل کرنے سے محترز رہنا چاہیئے۔ اس وقت ہمارے سامنے یہ اصول ہونا چاہیئے کہ ہم کس طرح متفق ہو سکتے ہیں اور کس طرح مناقشات کو رفع کر سکتے ہیں۔

اعتراضات کا جواب

بہرحال مجھے پنڈت جی کے اعتراضات کا جواب دینا چاہیئے تھا۔ چنانچہ اپنی ذات کی حفاظت کے طور پر ان اعتراضات کا جواب دے رہا ہوں۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ملک و قوم کا یہ بڑا "سپاہی" پہلی گول میز کانفرنس کی مخالفت کے باوجود دوسری گول میز کانفرنس کے انعقاد کا طرفدار بن گیا تھا۔ کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ گول میز کانفرنس حکومت برطانیہ کے اسی اعلان کے ماتحت منعقد ہو رہی ہے جس کی اشاعت ۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کو عمل میں آئی تھی۔ چنانچہ اس اعلان کی عبارت مندرجہ ذیل تھی :-

حکومت برطانیہ کی پالیسی کا مقصد اگست ۱۹۱۷ء کے اعلان میں واضح کر دیا گیا تھا۔ اس اعلان میں مرقوم تھا کہ حکومت انگلستان چاہتی ہے کہ بتدریج ہندوستان کے لیے

حکومتِ خود اختیاری عطا کرے تاکہ سلطنتِ برطانیہ کے دائرہ کی حدود کے اندر ہندوستان میں ذمہ دار حکومت قائم ہو سکے۔

مگر چونکہ انگلستان اور ہندوستان میں ۱۹۱۹ء کے نافذ کردہ دستورِ اساسی کی وجہ سے حکومتِ انگلستان کے عزائم کے متعلق بعض شبہات پیدا ہو گئے ہیں اس لیے میں وزیراعظم حکومت برطانیہ کی طرف سے اس اعلان کی اشاعت کا مجاز قرار دیا گیا ہوں کہ حکومتِ انگلستان کے خیال میں ۱۹۱۷ء کے شائع کردہ اعلان میں واضح طور پر بیان کیا جا چکا ہے کہ ہندوستان کے دستورِ اساسی کی تدریجی ترقی کا منتہائے مقصد "ڈومی نین سٹیٹس" ہے۔ حکومتِ انگلستان کی اس پالیسی پر عمل درآمد کرنے کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کو اس امر کے سمجھنے کا موقع فراہم کیا جائے کہ فیڈریشن میں ان کی کیا پوزیشن ہو گی ؟ اگرچہ اس وقت تک اس امر کا تعین نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوستان کے دستور اساسی میں کس قسم کی تبدیلیاں رونما کرنی پڑیں گی۔ بہرحال اس جگہ اس امر کا اظہار نامرغوب نہیں کہ اس وقت جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے وہ برطانوی پالیسی کے منتہائے مقصد کے علی الرغم نہیں ہے۔

گاندھی ارون معاہدہ :

صرف یہی نہیں، جس وقت گاندھی ارون معاہدہ طے ہوا تھا اس وقت ملک کا یہ بڑا مدافع کہاں تھا۔

کانگرس نے اس پوزیشن کو منظور کر لیا تھا۔ چنانچہ میں سطور ذیل میں گاندھی ارون معاہدہ کی دفعہ نمبر ۲ کے چند فقروں کو نقل کرتا ہوں تاکہ کانگرس کی پوزیشن اچھی طرح سمجھی جاسکے۔

جس حد تک کہ دستور اساسی سے متعلقہ امور کا تعلق ہے آئندہ مباحث حکومت انگلستان کی منظوری کے مطابق گول میز کانفرنس کے اخذ کردہ نتائج پر ہوں گے۔ گول میز کانفرنس میں جس سکیم کی وضاحت کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے لیے فیڈریشن کا قیام نہایت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستانی ذمہ داری اور تحفظات جن میں دفاع، امور خارجہ، اقلیتوں کی پوزیشن، ہندوستان کی مالی ساکھ اور تعہدات کے ایفا کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

مکمل آزادی کا دعویٰ:

ان حالات و کوائف کے باوجود کیا پنڈت جی اس امر کا دعوے کر سکتے ہیں کہ وہ مکمل آزادی کے لیے کوشاں ہیں۔

پنڈت جی کے متضاد بیانات:

پنڈت جی کا بیان ہے کہ انہوں نے میری تقریر پر پورا غور نہیں کیا اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ ادھر ادھر دوروں میں مصروف تھے۔ مَیں پنڈت جی کے اس اعلان سے بے حد محظوظ ہُوا ہوں کیونکہ پنڈت جی کے اس بیان سے ان کے متضاد بیانات پر نظر دوڑانے کا موقع مل گیا ہے۔ پنڈت جی نے اپنے پہلے بیان میں جو تمام اخبارات میں شائع ہُوا تھا ذیل کے فقرے استعمال کیے تھے:۔

اس وقت ملک میں صرف دو پارٹیاں موجود ہیں ایک حکومت اور دوسری کانگرس باقی ماندہ پارٹیوں کو انہی میں ضم ہو جانا چاہیئے۔

لیگ کی پالیسی:

مَیں مسلمانوں کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کر رہا تھا کہ لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دیں۔ مَیں نے اس تقریر میں کہا تھا کہ ہندو اور کانگرس لیگ کے امیدواروں کے مقابلہ میں مسلم امیدواروں کو کھڑا کر کے مزاحمت پیدا کر رہے ہیں۔ ہماری پالیسی اور ہمارا پروگرام خود غرضی پر مبنی نہیں ہم آمادہ ہیں کہ ہر ترقی پسند پارٹی سے تعاون کریں بشرطیکہ اس کا پروگرام ہمارے پروگرام کے عین موافق ہو۔

کانگرس سارے ملک کی نمائندہ نہیں:

اس کے علاوہ مَیں کانگرس کے اس دعوے کو کبھی بھی منظور نہیں کر سکتا کہ کانگرس سارے ملک کی نمائندہ جماعت ہے۔ کانگرس کا یہ نظریہ بالکل حقیقت کے منافی ہے کہ ملک بھر میں کانگرس کے سوا اور کوئی جماعت موجود نہیں ہے۔ کانگرس کے لیڈر کا یہ اعلان نہ صرف بے بنیاد اور بے حقیقت بلکہ مضحکہ خیز اور مضرت رساں بھی ہے۔ مَیں اس وقت صرف مسلمانوں کی طرف سے ہی ترجمانی کے فرائض سرانجام دے رہا تھا مگر پنڈت جواہر لعل نہرو کو معلوم ہونا چاہیے کہ ملک میں اور بھی کئی جماعتیں موجود ہیں جنہیں کانگرس

سے بڑا اختلاف ہے۔

کانگرس اور کمیونل ایوارڈ:

چند روز پیشتر پنڈت جواہر لعل نہرو نے کانگرس کے دستورالعمل اور کمیونل ایوارڈ کے بارے میں تین مضمون شائع کرائے تھے تاکہ کانگرس اور دوسری پارٹیوں میں مصالحت ہو سکے۔ اگرچہ اس بارے میں پنڈت جی کے بعض طرف داروں میں موافقت بھی ہو گئی تھی مگر یہ موافقت ابھی تک اثر نہیں کر سکی۔ ایسی کوششوں کے باوجود بھی پنڈت جی کا یہ دعویٰ ہے کہ فرقہ وارانہ امور کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

بنارس اور ماسکو کے مابین:

حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف تو پنڈت جواہر لعل نہرو بنارس کے قائد سے مربوط ہیں اور دوسری طرف انہیں ماسکو کے جذبات کا بھی پورا خیال ہے۔

مسلمان کانگرس کے ساتھ نہیں:

پنڈت جی اقتصادی اور سیاسی امور کے تصفیہ طلب اہم مسائل پر بحث کرتے ہوئے کہہ جاتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کانگرس کے ساتھ ہے حالانکہ یہ نظریہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ کوئی شخص روزِ روشن کو رات ظاہر کرے اور پھر اس پر قائم رہنے کی تلقین بھی کرے۔ اگر فی الواقع مسلمان کانگرس کے ساتھ ہیں تو پھر کانگرس ہر مسلم حلقہ میں اپنا نمائندہ کیوں نہیں کھڑا کر رہی؟

عوام الناس کو معلوم ہے کہ بمبئے اور بنگال میں فقط دو مسلمان کانگرسی اور پنجاب میں ایک یا دو کانگرسی مسلمان انتخابات میں حصہ لے رہے ہیں اور سارے ہندوستان میں ان مسلم کانگرسی امیدواروں کی تعداد دس بارہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

فرقہ وارانہ امور:

پنڈت جی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فرقہ وارانہ سوال اقلیتوں کی حیات و ممات کا سوال ہے، یہ ایسا سیاسی موضوع ہے جسے ہر حالت میں حل ہونا چاہیئے۔ اقلیتوں میں مسلمان سب سے زیادہ ہیں مگر مسلمانوں کے علاوہ ملک میں اور بھی ایسی پارٹیاں ہیں جو کانگرس کے اصول سے متفق نہیں ہیں۔

سیاہ و سفید کے اختیارات :

کچھ عرصہ پیشتر پنڈت جواہر لعل نہرو نے سرحدی پٹھانوں کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ میں مسلمانوں کو سفید کاغذ دینے کے لیے تیار ہوں تاکہ جو بھی اس پر چاہیں لکھ لیں ۔ مجھے ہر حالت میں منظور ہو گا ۔ معلوم نہیں پنڈت جی کا سفید کاغذ کہاں گیا ہے ؟ بہر حال اگر فرقہ دارانہ موضوع اہمیت نہیں رکھتا تھا تو پنڈت جی کو سفید کاغذ پیش کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی ؟

کانگرس کس کی نمائندہ ہے ؟

پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنے بیان میں ظاہر کیا ہے کہ مسلم لیگ متوسط طبقہ کے بلند پایہ مسلمانوں کی ایک جماعت ہے ۔ اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کانگرس متوسط طبقہ کے بلند پایہ ہندوؤں کی ایک جماعت نہیں ، اگر نہیں تو کانگرس کے ارباب حل و عقد کو واضح کرنا چاہیئے کہ اس جماعت میں مزدوروں اور کسانوں کا کون سا عنصر موجود ہے ۔

دوسری پارٹیوں کے وجود کا اعتراف :

پنڈت جی نے ایک دوسرے اعلان میں بیان کیا ہے کہ کانگرس ، مسلم لیگ اور ملک کی دوسری پارٹیوں سے تعاون کرنے پر آمادہ ہے ۔ پنڈت جی کا یہ بیان بہت ہی محظوظ کن ہے کہ پنڈت جی اس بیان میں صاف تسلیم کر گئے ہیں کہ ملک میں مسلم لیگ تو ایک طرف اور بھی بہت سی پارٹیاں موجود ہیں حالانکہ پہلے بیان میں پنڈت جی نے یہ کہا تھا کہ ملک میں صرف دو پارٹیاں ہیں ایک کانگرس اور دوسری حکومت ۔

مشکل یہ ہے کہ کانگرس کی گفتار و کردار میں بہت فرق ہے ۔ پنڈت جی جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا اس کی وجہ سے عوام الناس کی مالی مشکلات رفع ہو سکتی ہیں ۔ کیا غریب زمیندار کانگرس کے موجودہ طرز عمل سے مالا مال ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ۔ اگر کانگرس کوئی بنیادی اور مفید دستور العمل بنائے جس میں ملک و قوم کو فائدہ ہونے کی امید ہو تو اس صورت میں مسلم لیگ ہر حالت میں کانگرس سے تعاون کر سکتی ہے ۔ موجودہ حالت میں مسٹر نہرو کا یہ دعوےٰ بالکل مضحکہ خیز ہے کہ وہ عوام الناس

گے غم کی وجہ سے دُبلے ہو رہے ہیں ۔ ایک جگہ تو پنڈت جی فرماتے ہیں کہ والیان ریاست کو ریاستوں سے محروم کر دو۔ سرمایہ داروں کو ہلاک کر دو۔ جاگیرداروں کی جاگیریں ضبط کر لو اور سوشلسٹ طریقہ کے مطابق جدید حکومت قائم کرو اور دوسری طرف یہ تلقین کرتے ہیں کہ ہمیں آزادی کے حصول کے لیے سب سے پیشتر متحدہ محاذ قائم کرنا چاہیئے۔ آزادی کے حصول کے بعد نمائندہ اسمبلی کے قیام کے ذریعے ہر ایک چیز کا فیصلہ کر لیا جائے گا۔ میں حیران ہوں کہ عوام الناس جنہیں فوری امداد کی ضرورت ہے اور جو مالی مشکلات کی وجہ سے سخت پریشان ہیں، پنڈت جی کے اصول سے کیا سمجھ سکیں گے۔

مسلم لیگ کے ممبر دوسری پارٹیوں کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں[1]

پنجاب میں لیگ کی ناکامی پر مسٹر جناح کا اظہار افسوس

بمبئی، ۲۸ر جنوری۔ مسٹر محمد علی جناح نے ایک ملاقات کے دوران میں مختلف صوبائی مجالس قانون ساز میں آل انڈیا مسلم لیگ کے نمائندوں کی پوزیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"اب ہم انتخابات سے فارغ ہو گئے ہیں اور اگر بنیادی اصول کے متعلق باہمی رضامندی سے تصفیہ ہو جائے تو ہم ہر پارٹی کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔"

انتخابات پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے فرمایا: "یہ پہلا موقع ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے کسی مؤثر صوبائی یا ڈسٹرکٹ اداروں کے بغیر انتخابات میں حصہ لیا۔ اگرچہ یہ ابتدائی کوشش ہے تاہم میں اس کے نتائج سے مطمئن ہوں۔ بنگال میں مسلم لیگ نے ۵۰ فیصد مسلم نشستوں پر قبضہ کر لیا ہے یو پی میں لیگ کے ۳۵ امیدواروں

لہ انقلاب لاہور ۳ر مارچ ۱۹۳۷ء ص ۱

میں سے ۲۹ کامیاب ہوئے۔ مدراس میں ۱۱ امیدواروں میں سے ۱۰ کامیاب ہوئے ہیں۔ بمبئی میں ۲/۳ مسلم نشستیں مسلم لیگ کے حصہ میں آئی ہیں" مسٹر جناح نے پنجاب میں لیگ کی ناکامی کا افسوس ناک لہجہ میں اعتراف کیا۔ آپ نے کہا کہ "لیگ کی طرف سے بہار، صوبہ سرحد، اڑیسہ اور سندھ میں پارلیمنٹری بورڈ قائم نہیں کیے گئے تھے۔ آسام میں ۳۴ مسلم نشستوں میں لیگ کو ۹ نشستیں ملی ہیں اور اس جگہ مسلم لیگ کے دو ممبروں کی قیادت میں دو پارٹیاں انتخابات میں شریک ہوئی تھیں۔ لیگ ان کے رجحان کا فیصلہ طلب کر کے ان پارٹیوں کو متحد کر دے گی اس طرح نشستوں کی اکثریت اس متحدہ پارٹی کے ہاتھ میں ہو گی۔"

مسلم لیگ ملک کی ترقی پسند پارٹی کے ساتھ تعاون کرے گی[1]

نئی دہلی، ۹ر مارچ۔ مسٹر محمد علی جناح نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے فرمایا: "ہماری پوزیشن بالکل واضح ہے۔ ہم ہر اس ترقی پسند جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں جس کا پروگرام ہمارے بنیادی اصولوں کے مطابق ہو۔ یعنی یہ کہ جدید آئین کی جو بھی قدر و قیمت ہے اس سے افادہ حاصل کیا جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری پالیسی اور راج گوپال آچاریہ[2] کی مرتب کردہ پالیسی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ وزیر مجالس قانون ساز میں اس طور پر اپنے فرائض کو انجام دیں اور صوبوں کی حکومتوں کو صحیح معنوں میں ذمہ داری سے اس طرح چلائیں گویا گورنروں کو خاص ہنگامی اختیارات حاصل ہی نہیں۔

---

[1] انقلاب لاہور ۱۱ر مارچ ۱۹۳۷ء ص ۱

[2] راج گوپال اچاریہ، سابق گورنر جنرل ہندوستان، مصنف سی آر فارمولا۔

مسلمانوں کے لیے ہندوؤں میں مدغم ہونا ممکن نہیں [1]

نئی دہلی ۲۲؍ مارچ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی ایگزیکٹو کونسل میں انتخابات کے دوران میں مسلم لیگ کی کارگزاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے فرمایا:

"ہندوستان میں اس وقت ایک بھی ذی ہوش انسان ایسا نہیں جس کے دل میں آزادی کی تڑپ نہ ہو۔ اس موضوع پر رائے کا اختلاف ہے مگر اس کا سبب یہ نہیں کہ مسلمانوں میں قوم پرستی کا جذبہ مفقود ہے اس کے اسباب کچھ اور ہیں مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیے ایک دوسرے میں مدغم ہو جانا ممکن نہیں کیونکہ ان دونوں قوموں کی تہذیب، معاشرت بنیادی طور پر علیحدہ علیحدہ ہے لیکن دونوں کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ شانہ بشانہ ہو کر آزادی کی منزل مقصود کی طرف پیش قدمی کریں۔ یہ نصب العین نیشنل سیلف گورنمنٹ ہے۔ اگر مسلمانوں نے آزادی کی منزل کی طرف پیش قدمی کرنے کا فیصلہ کیا تو میری دلی تائید اور حمایت انہیں حاصل ہو گی۔ مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ مسلمان یہ اقدام کسی خاص شخص یا جماعت کو خوش کرنے کے لیے کریں۔ میں نہیں چاہتا کہ مسلمان پہلی صفوں میں نہ رہیں میں انہیں ہراول میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان گاؤں گاؤں میں مسلمانوں کی تنظیم کا پیغام لے کر جائیں۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ خواہ ڈوبو یا تیرو، مرو یا جیئو مگر ایک متحدہ قوم کی طرح رہو۔"



---

[1] انقلاب لاہور ۲۴؍ مارچ ۱۹۳۷ء ص ۵

مسلمانوں کو یکم اپریل کی ہڑتال میں شامل نہیں ہونا چاہیے[1]

بمبئی، ۲۶ مارچ۔ مسٹر جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نام ایک پیغام ارسال کر کے مسلمانوں سے التماس کی کہ وہ یکم اپریل کو ہڑتال نہ کریں، آپ نے فرمایا: "مجھے ہندوستان کے مختلف حصّوں سے مسلمانوں کی طرف سے یہ پیغام موصول ہُوا ہے کہ مسلمان یکم اپریل کو ہڑتال منانا نہیں چاہتے۔ چنانچہ انہوں نے میری رائے بھی طلب کی ہے۔ مَیں نے اس موضوع پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو اس ہڑتال میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ جدید دستورِ اساسی سے بقدرِ امکان استفادہ کیا جائے اور چونکہ ہڑتال کی وجہ سے تاجروں، مزدوروں اور بہت سے کاروباری لوگوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے اس لیے ہڑتال میں شامل ہونا مسلمانوں کے لیے مضر ہے۔"

افراد کے ساتھ سمجھوتہ بے کار ہے[2]

مسلمانوں کے متحدہ محاذ کی ضرورت

بمبئی، ۲۶ اپریل۔ مجھے معلوم ہُوا ہے کہ یو پی کی کانگرس پارٹی کے ممبروں کا ایک اجلاس ۲، ۳ مئی کو بُلایا جا رہا ہے اور اس صوبے کے بعض مسلمان ممبر بھی جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے الٰہ آباد میں ایک کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ لیکن مَیں یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کسی خاص گروہ کے ساتھ مفاہمت یا کسی صوبے کے ساتھ مفاہمت مسلمانوں کو کافی تعداد میں ساتھ

---

[1] انقلاب لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء ص ۸

[2] انقلاب لاہور ۲۸ اپریل ۱۹۳۷ء ص ۱

لینے کے لحاظ سے بالکل بے نتیجہ ہو گی۔ اس قسم کا ہیر پھیر حد درجہ افسوسناک ہے۔ اس کا نتیجہ ہر حال میں یہی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جائے۔ جو لوگ مختلف اوقات میں اپنے مقاصد کے مطابق مسلم لیگ یا کانگرس میں شامل ہو جاتے ہیں یا ان سے باہر نکل جاتے ہیں ان کے ساتھ گفتگو کرنا بے کار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یو پی کے مسلمان مسلمانانِ ہند کے ساتھ غدّاری نہیں کریں گے وقتی فائدے کے لیے افراد کے ساتھ سمجھوتے کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یو پی اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر مسٹر خلیق الزمان نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ یو پی کی صورت حال کے متعلق مجھے آگاہ کریں گے۔ میں ان کو یاد دہانی کے خطوط بھیجتا رہا ہوں اور گذشتہ تین ہفتوں سے ان کی طرف سے اطلاعات کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں ان کی خاموشی کا راز نہیں سمجھ سکا۔ مجھے بھروسہ رکھنا چاہیئے کہ وہ کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں کریں گے جو نہ محض ان کے صوبے کے مسلمانوں کی طرف سے بلکہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے ردّ ہو جائے۔ افراد یا گروہوں کے ساتھ گفتگوؤں کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ ملّت اسلامیہ گروہ در گروہ یا صوبہ در صوبہ منقسم اور علیحدہ ہوتی جائے اور اس طرح اسلامی ہند کا متحدہ محاذ ٹوٹ جائے۔[۱]

پنڈت نہرو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں[۲]

بمبئی، ۵ رمئی۔ مسٹر محمد علی جناح نے پنڈت نہرو کے تازہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: "میں خوش ہوں کہ صدر کانگرس نے اب یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسلم لیگ ایک سیاسی ادارہ ہے۔ لیکن پنڈت نہرو نے یہ کہنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے کہ چونکہ لیگ ایک مذہبی جماعت سے مخصوص ہے اس لیے مجھے اس پر اعتراض ہے

۱؎ قائداعظم کو معلوم ہُوا تھا کہ یو پی کے مسلم لیڈر کانگرس کے ساتھ اشتراک کر کے صوبہ میں وزارت بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔

۲؎ انقلاب لاہور ۸ رمئی ۱۹۳۷ء ص ۸

میرا خیال ہے کہ اگر لفظ مذہب کی بجائے پنڈت جی یہ کہتے کہ لیگ کا تعلق اقلیت کے ساتھ ہے تو زیادہ صحیح ہوتا۔ لیگ کا تمام پروگرام سیاسی، اقتصادی اور سوشل ہے۔ میں متعدد بار کہہ چکا ہوں کہ مسلم لیگ پارٹی جداگانہ انتخابات کی حامی ہے لیکن اگر کسی متفقہ پروگرام یا پالیسی پر کوئی سمجھوتہ ہو گیا تو اس کی بدولت مسلم لیگ دوسری جماعتوں سے تعاون کرنے سے مانع نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح مسلم لیگ کا دستورِ اساسی بھی اسے مجلسِ قانون ساز کی مختلف جماعتوں سے اشتراکِ عمل سے نہیں روکتا بشرطیکہ کسی پروگرام پر اتفاق ہو جائے۔ جب تک اقلیتوں کا مسئلہ تصفیہ طلب ہے اور جب تک دوسری جماعتوں کے ساتھ پالیسی اور پروگرام کے سلسلہ میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہو جاتا یہ نہایت ضروری ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد و استحکام کو قائم رکھا جائے۔

جو رویہ پنڈت نہرو نے اختیار کر رکھا ہے اس کا مقصد یہ سمجھا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جائے اور ان کے اتحاد کا شیرازہ بکھیر دیا جائے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ کانگرس کی آغوش میں چند غیر ہندو بھی موجود ہیں لیکن اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔ میں خوش ہوں کہ صدرِ کانگرس نے اقلیتوں کے مذہبی، تمدنی اور لسانی مفاد کے تحفظ کی ضرورت کو محسوس کر لیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک کانگرس کے کسی ایک فرد کا اعلان کوئی معنی نہیں رکھتا۔

میں اس بات پر خوش ہوں کہ پنڈت جی کو اس امر کا احساس ہو گیا ہے کہ اقلیتوں سے متعلقہ اور مسائل بھی موجود ہیں۔ لیکن میں پنڈت جی سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے ان مسائل پر غور کیا ہے؟ اور وہ کون سے مسائل ہیں؟ میں یہ بھی جاننا پسند کروں گا کہ پنڈت جی نے یا کانگرس نے باہمی تعاون اور اتحاد سے کمیونل ایوارڈ کو تبدیل کرنے کے لیے کیا کوششیں کی ہیں۔

مسلمانوں کے بغیر کانگرس کو کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی[1]

لکھنؤ، ۱۱ر مئی - مسٹر محمد علی جناح نے لکھنؤ کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: "ہم نہ تو گورنمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتے ہیں نہ آنند بھون کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں۔

مسلم لیگ چاہتی ہے کہ کانگرس کے ساتھ تعاون کر کے ممبر کے اور برہنہ عوام کی بہبود کے لیے مجالس آئین ساز میں اصلاحی قوانین وضع کرے لیکن بدقسمتی سے انتخابات کے بعد سے کانگرس نے عدم تعاون کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ اگرچہ مسلم لیگ کانگرس کی ترقی پسندانہ پالیسی سے بالکل متفق ہے لیکن بعض معاملات میں اختلاف بھی رکھتی ہے۔ وہ یہ کہ مسلم لیگ نئے آئین (۱۹۳۵ء) سے زیادہ سے زیادہ افادہ حاصل کرنا چاہتی ہے مگر کانگرس اس کی تباہی کے درپے ہے۔ مزید براں کانگرس ہندوستان میں اقلیت کے مسئلہ کی موجودگی کا انکار کرتی ہے لیکن ہمیں اس کے وجود کا زبردست احساس ہے۔ لہٰذا اب تاریخِ ہند میں ایسا وقت آگیا ہے جس کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ ہم پہلے کبھی اس طرح جمہوری حکومت کے نزدیک نہ تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ حکومت میں اپنی پوزیشن کے متعلق یقین حاصل کرلیں کیونکہ ہم اکثریت کے رویہ سے خائف ہیں۔

جب ہم اپنے مطالبات کانگرس کے سامنے پیش کرتے ہیں تو ہمیں فرقہ پرستی کا طعنہ دیا جاتا ہے جس نے ہمارے نوجوان طبقہ کو حیران کر رکھا ہے۔ ہم ایک متحدہ محاذ پیش کرنا چاہتے ہیں لیکن جب تک پوزیشن محفوظ نہ ہو جائے انہیں علیحدہ رہنا چاہیے اور جب تک کانگرس مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملے گی اسے اپنے مقصد میں کامیابی نصیب نہیں ہو سکے گی۔

✣

---

[1] انقلاب لاہور ۱۴ر مئی ۱۹۳۷ء ص ۴

مسلم لیگ نہ تو کانگریس اور نہ ہی گورنمنٹ کی غلامی قبول کرے گی[1]

بمبئی ۲۳ رمئی ۔ بھنڈی بازار میں مسلمانوں کے ایک پبلک جلسے میں اردو زبان میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ مسلم لیگ بھی وطن کی آزادی کے لیے کسی دیگر سیاسی پارٹی کی طرح جنگ کرنے کو تیار ہے لیکن مسلم لیگ نہ تو گورنمنٹ کی غلامی قبول کرے گی اور نہ ہی کانگرس کی اطاعت گوارا کر سکتی ہے مسلم لیگ عہدوں کی خواہش مند نہیں ہے ۔ اس الزام کی تردید اس واقعہ سے ہو سکتی ہے کہ جب سر اے ایم کے دہلوی کو وزارت کی پیش کش کی گئی تھی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔

غیر مسلم سیاسی جماعت کانگرس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے[2]

یوپی کے مسلمان ووٹروں کے نام مسٹر جناح کی اپیل

جھانسی ، ۳۰ رجون ۔ مسٹر محمد علی جناح نے بندیل کھنڈ کے مسلمان ووٹروں کے نام ایک اپیل شائع کی جس میں آپ نے فرمایا کہ مسلم ووٹروں کو یوپی اسمبلی کے ضمنی انتخابات (جھانسی جھلگاؤں پیرپور کا مسلم دیہاتی حلقہ) میں لیگ کے امیدوار کو ووٹ دینے چاہئیں ۔ مسلم لیگ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ ہر خیال اور ہر عقیدہ کے مسلمانوں کو متحد رکھے ۔ اس بارے میں مسلم لیگ بہت کچھ کامیاب رہی ہے مگر ہماری کامیابی ہمارے مخالفوں کی آنکھ کے لیے کانٹا بن رہی ہے ۔ ایک غیر مسلم

---

[1] انقلاب لاہور ۲۶ رمئی ۱۹۳۷ء ص ۵

[2] انقلاب لاہور ۲ رجولائی ۱۹۳۷ء ص ۱

جماعت (کانگرس) نے ہمارے امیدوار کے مقابلے میں اپنا ایک امیدوار کھڑا کیا ہے۔ ہمیں کانگرس کے اس اقدام کا ایسا شدید جواب دینا چاہیئے کہ آئندہ کسی غیر مسلم جماعت کو مسلمانوں کے داخلی مسائل میں دخل دینے کی جرأت نہ ہو سکے۔ مسلم ووٹروں کو چاہیئے کہ لیگ کے نمائندہ کو ووٹوں کی بھاری اکثریت سے کامیاب بنائیں۔ میں لیگ کے صدر کی حیثیت سے آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ لیگ مسلمانوں کے مذہب، سیاسی حقوق، ثقافت اور زبان کی حفاظت کے لیے پوری محافظ ثابت ہوگی۔

کانگرسی لیڈروں نے مسلمانوں کے مطالبات مسترد کر دیئے تھے[1]

بمبئی، ۸ رجولائی: مسٹر محمد علی جناح نے حسب ذیل بیان شائع کرایا ہے:۔

"مجھے پنڈت نہرو کا یہ بیان پڑھ کر سخت تعجب ہوا ہے کہ یہ تسلیم کرنے کی بجائے کہ اچاریہ کرپلانی کا بیان جس کا میں نے ان کے انٹرویو سے حوالہ دیا تھا قطعاً غلط اور گمراہ کن ہے، پنڈت جی نے اس قسم کی وضاحت پیش کی ہے جو ان کے شایانِ شان نہ تھی۔ پنڈت جی فرماتے ہیں کہ جب اچاریہ کرپلانی نے یہ کہا کہ کانگرس نے جناح کے چودہ نکات منظور کر لیے ہیں تو اس سے بظاہر ان کا مقصد یہ تھا کہ کانگرس کہہ چکی ہے کہ وہ متعلقہ پارٹیوں کے تعاون اور رضامندی سے جن میں مسلمان بھی شامل ہیں، کمیونل ایوارڈ میں تبدیلی کرانا چاہتی ہے۔ اگر پنڈت نہرو کو دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تو اس کا فیصلہ میں پبلک پر چھوڑتا ہوں۔

سوال یہ نہیں ہے کہ آیا بابو راجندر پرشاد نے مجھے اس امر کا یقین دلایا تھا کہ وہ اس فارمولے کو خود تو تسلیم کرتے ہیں مگر اسے کانگرس سے منظور کرانے میں

---

[1] انقلاب لاہور ۹ رجولائی ۱۹۳۷ء ص ۵

کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جو بیان میں نے دیا تھا وہ یہ تھا کہ میں کانگرسی لیڈروں سے مسلم نکتہ نگاہ کو تسلیم نہیں کرا سکا اور اس فارمولا کے سلسلہ میں بھی جس کی بابو راجندر پرشاد نے تائید کی تھی کانگرسی لیڈروں کا ایک بااثر طبقہ شدید مخالفت ظاہر کرتا تھا میں دوبارہ اعادہ کرتا ہوں کہ یہ بیان بالکل درست ہے جس میں ہیرا پھیری کرنے اور نئے مبحث پیدا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

کانگرس کی اصل پوزیشن

لیکن جیسا کہ پنڈت نہرو پرچار کرتے ہیں کانگرس کی پوزیشن آج کیا ہے؟ وہ اقلیتوں کے مسئلہ اور ان کے حقوق اور مفاد کے تحفظ کے سوال کو فضول سمجھتے ہیں وہ بار بار کہہ چکے ہیں کہ کسی قسم کے سمجھوتے یا معاہدے نہیں ہو سکتے اور انتخاب کے بعد کانگرس نے مسلم لیگ پارٹی اور ہر مسلمان کے ساتھ عدم تعاون کا اعلان کر دیا تھا بشرطیکہ وہ غیر مشروط طور پر کانگرس کے آگے ہتھیار نہ ڈال دیں اور کانگرس کی پالیسی اور پروگرام کو قبول نہ کریں۔ پس آج کانگرس کی پوزیشن یہ ہے کہ اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے جائیں اور اس کی اطاعت قبول کر لی جائے اور اقلیتوں کے مسئلہ یا کانگرس کی طرف سے اختیار کردہ عام پالیسی یا پروگرام کے سلسلہ میں کوئی سوال نہ کیا جائے اور کوئی آبرومندانہ تصفیہ یا سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

کانگرس خالص سونا نہیں ہے

پنڈت جی نے یہ الزام لگایا ہے کہ لیگ میں بعض ایسے سر برآوردہ ممبر بھی ہیں جن کی سرگرمیاں رجعت پسندانہ ہیں۔ سو اس کے متعلق عرض ہے کہ یقیناً کانگرس کوئی خالص سونا نہیں ہے۔ آخر کار کسی پارٹی کے متعلق کوئی فیصلہ اس کی پالیسی، پروگرام اور بنیادی اصولوں کے مطابق ہی کیا جا سکتا ہے۔

رہا پنڈت جی کے بیان کا باقی ماندہ حصہ تو اس میں مسلمانوں کو کانگرس میں شامل کرنے کے مسئلہ پر حسب معمول لاف زنی کی گئی ہے جس کے متعلق پنڈت جی کا خیال ہے کہ انہیں اجارہ حاصل ہے اور وہی تنہا مسلمانوں کے حقوق اور مفاد

کے محافظ ہیں۔ ان چیزوں پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے یہ معلوم کرکے مسرت محسوس ہوئی کہ کانگریس پریس کا ایک طبقہ اور صدرِ کانگریس، مسلم لیگ کے خلاف غلط فہمیاں اور غلط بیانیاں پھیلانے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

مسلم قوم کے استحکام کی کوشش کرنا جرم نہیں ہے[1]

شملہ، ۲۰ ستمبر۔ مسٹر محمد علی جناح نے شملہ کے مسلمانوں کے ایڈریس کا جواب ...ئے فرمایا " جس حد تک ہندوستان کی مکمل آزادی کا سوال ہے مسلم لیگ اور ں کے اصول میں کوئی فرق نہیں۔ ہندوستان میں کوئی ایسا خود دار آدمی نہیں جو ان کو غلامی سے نجات نہ دلانا چاہتا ہو یا ہندوستان کی مکمل آزادی اس ہیں شامل نہ ہو یا وہ اپنے ملک کی حکومت کو ملکی باشندوں کے ہاتھ کا حامی نہ ہو۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مکمل آزادی کے مقصد کو کس طرح حاصل کیا ہے؟ میں دیانت داری سے عرض کر رہا ہوں کہ ہندوستان کی موجودہ ے مجھے جس قدر نفرت ہے کسی کو بھی نہیں ہوگی مگر اس اثناء میں میں یہ بغیر نہیں رہ سکتا کہ حقائق کو ہر حالت میں مدِّنظر رکھنا چاہیئے جس وقت تک خیال رہے گا کہ "پہلے حاصل کرو پھر تقسیم کی فکر کی جائے گی" اس وقت تک لت کا کوئی مستقل حل دستیاب نہیں ہوسکتا۔

ں وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ذہنیت میں تبدیلی کی جائے تاکہ ہندوستان ے اپنے آپ کو مشترک شہری تصور کرنے لگیں اور بے گانگی کا کسی اہ نہ رہے۔

اقلیت کا اہم مسئلہ

اس جگہ اس امر کی یاد دہانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اقلیت کے مسئلہ کا حل صرف ہمارے ملک کے لیے پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ مسئلہ دنیا کے اور بھی

ـلہ انقلاب لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۳۷ء ص ۲

متعدد ملکوں کو حل کرنا پڑا تھا۔ انگلستان میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کا سوال تھا۔ کینیڈا میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کا سوال تھا مگر انھوں نے اپنے مسائل کو نہایت اچھے طریقہ پر حل کر لیا تھا اور میں جرأت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہم بھی اس مسئلہ کو بخوبی حل کر سکتے ہیں۔ لہٰذا میں ہر وطن پرست ہندوستانی سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں آسان راستے پر چل کر اہم مسائل کو حل کرنا چاہیئے۔ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اقلیت کا مسئلہ حل ہو جائے اور مبہم اور پیچیدہ اصول کو مضبوطی سے نہیں پکڑنا چاہیئے۔

مسلم لیگ کا مقصد

مجھ سے بار بار استفسار کیا گیا ہے کہ مسلم لیگ کا وجود کیوں ضروری ہے؟ میرا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کو لیگ کے اصول یا مقاصد پر اعتراض ہو انہیں اس کا دستورِ اساسی پڑھنا چاہیئے۔ میں دیانت داری کے ساتھ دعوے کرتا ہوں کہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ مکمل آزادی سے متعلقہ اصول کے بارے میں مسلم لیگ کانگرس یا ملک کی کسی دوسری وطن پرست جماعت میں کسی قسم کا اختلاف موجود نہیں۔ ہمارا انتخابی منشور اور مسلم لیگ کے اہم ارکان کی متعدد تقریریں اس امر کی تصدیق کر رہی ہیں کہ ہم مجالسِ قانون ساز میں ایسے اشخاص بھیجنا چاہتے ہیں جو وطن پرست، خادمِ ملّت اور آزادی خواہ ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں میں ایک نامرغوب عنصر موجود ہے۔ مگر اس امر سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کی دوسری قوموں میں بھی اسی طرح کا نامرغوب عنصر موجود ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس نامرغوب عنصر کو قومی زندگی کے وجود سے نکال دیا جائے۔ تاکہ ملّی زندگی کی راہنمائی صرف ایسے اشخاص کے ہاتھ میں رہے جو صحیح معنوں میں آزادی خواہ اور خوددار ہوں اور ان کے کردار و گفتار ایک ہوں۔ جس حد تک اس مقصد کی دستیابی کا سوال ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ ہندو مسلم لیڈر اپنی اپنی قوموں پر اچھا اثر و رسوخ ڈال سکتے ہیں اور یہ امر صرف موجودہ صورتِ حالات ہی میں ممکن ہے جبکہ ملک میں دونوں قوموں کی

مختلف جماعتیں موجود ہیں۔

چھوٹا راستہ

میرا خیال یہ ہے کہ ملک کی آزادی اور ملک کی ترقی پسند جماعتوں کے مقاصد کے حصول کے پیشِ نظر یہ راستہ سب سے آسان اور چھوٹا ہے۔ اس سے ملک کی ترقی کی راہ میں تیزی سے پیش قدمی کی جا سکے گی۔ نیز ملک کو آزادی کے مرحلے تک پہنچانا آسان ہو جائے گا۔ جس حالت میں کہ ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کی ذہنیت کو درجہ اعتدال پر لے آئیں گے اس سے دونوں قوموں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا اور دونوں قومیں حصولِ آزادی کے لیے متحدہ محاذ قائم کر سکیں گی۔ یہ نہ صرف حقیقت ہے بلکہ اصلی مقصد کے حصول کے لیے سب سے آسان راستہ ہے۔ دوسرے راستے نہ صرف لمبے بلکہ خطرات سے بھرے ہوئے ہیں۔

مُسلم قوم کا اِستحکام جُرم نہیں

میں اپنی قوم کو مضبوط بنانا چاہتا ہوں مگر اس طرح کہ میرے اقدامات وطن پرستی کے منافی نہ ہوں۔ ملک کی آزادی کے راستے میں ان کی وجہ سے مزاحمت پیدا نہ ہو۔ وہ کسی دوسری اقوام کے خلاف متصور نہ ہوں۔ مسلم قوم کو مضبوط بنانے سے متعلق میرے عزائم اور اقدامات جرم کی حیثیت پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر میں اپنی زندگی میں مسلم قوم کو مضبوط اور وطن پرست بنا دوں تو میں سمجھوں گا کہ میری زندگی کا منشاء پورا ہو گیا اور اگر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی بھی اپنی قوم کے لیے یہ خدمت کر سکیں تو وہ بھی اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

اکثریت کی حکومت

سوال مخلوط یا جداگانہ انتخاب کا نہیں بلکہ سوال مکمل آزادی کا ہے مگر اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کی مکمل آزادی کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہونا چاہیئے کہ اکثریت کی حکومت قائم ہو جائے اور اکثریت کو ہر سیاہ وسفید کا مجاز

قرار دیا جائے۔ یہ امر مسلم ہے کہ معمولی اکثریت رکھنے والی حکومت بھی متشددانہ رویہ اختیار کر سکتی ہے اور اقلیتوں پر مظالم توڑ سکتی ہے۔ لہٰذا واضح رہے کہ جس اکثریت کی ثقافت، روایات، مجلسی زندگی، توقعات بالکل مختلف ہیں وہ آزاد ہونے کے بعد یقیناً اقلیتوں پر اپنے خیالات ٹھونپنے کی کوشش کرے گی۔

چیکوسلاویہ کی مثال

چیکوسلاویہ کے حالات و کوائف ہماری اچھی طرح راہنمائی کر سکتے ہیں۔ اس ملک میں ایک اہم اور زبردست اکثریت کی حکومت ہے اس ملک کے سلاوون اور زیکوں کی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ آبادی میں سے جرمن اقلیت کی آبادی صرف بیس لاکھ ہے۔ لہٰذا جرمن نسل کی اس اقلیت کو اکثریت سے قدرتی طور پر یہ خدشہ تھا۔ چونکہ لیگ آف نیشنز آزاد ممالک کی اقلیتوں کی ذمہ دار ہے اس لیے اس کی لگاتار اور پیہم کوششوں نے جن میں حکومت جرمنی کی بہت بڑی تائید تھی، آخر رنگ لایا اور جرمنوں کی ثقافت اور ان کی زبان کی حفاظت کے لیے قانونی اطمینان دلایا۔

چیکوسلاویہ ایک آزاد ملک ہے اور ہم غلام ہیں اور اب یہ امر خاص طور سے غور طلب ہے کہ ایک آزاد ملک کی اقلیت کو بھی اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے پڑے بلکہ بہت بڑی اکثریت کو ان کے حقوق کی حفاظت کا یقین دلانا پڑا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذہبی امور کی وجہ سے اختلاف رائے ہو تو چیکوسلاویہ کے جرمنوں اور دوسری قوموں کے مذاہب میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ جرمن، سلاویہ، زیک تمام کے تمام ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہندوستان کی قوموں کی نسبت ہم جنس کہے جاتے ہیں۔ ان کا لباس، ان کی خوراک بالکل یکساں ہے اور ایک دوسری قوم سے بیاہ شادی کرتے ہیں مگر ان امور کے باوجود وہاں کی اقلیت کو اپنی زبان اور اپنی تہذیب کے مٹ جانے کا خطرہ لاحق تھا۔

مسلمانوں کا مطالبہ

چیکوسلاویہ کے جرمنوں کی طرح ہندوستانی مسلمانوں کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ ان کی زبان، ثقافت اور مذہب کے تحفظ کا یقین دلایا جائے۔ مسلمانوں کے اس مطالبہ میں فرقہ پرستی یا مذہبی تعصب موجود نہیں ہے۔ یہ صاف اور بالکل سیدھا سادا اصول ہے اور واضح ہے کہ اقلیت اپنے حقوق کی محافظت کے لیے تحفظات کا مطالبہ کر رہی ہے۔ یہ بعینہٖ اسی قسم کا مسئلہ ہے کہ جسے دوسرے ممالک کی اکثریت اور اقلیت نے باہمی سمجھوتے سے حل کیا ہے۔

باہمی تصفیہ

مجھ سے زیادہ کوئی اس امر کا حامی نہیں کہ اکثریت سے آبرومندانہ سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔ میں اتحاد کا طرفدار ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہندو مسلم مل کر متحدہ محاذ قائم کریں اور دوسری قومیں اور پارٹیاں بھی اسی قسم کا دعوے کر رہی ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کون سا دعوے حق بجانب ہے۔ اس وقت کوئی ایسا خوددار ہندوستانی موجود نہیں جو اپنے ملک کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹنا نہ چاہتا ہو۔ لہٰذا اگر ہندوستان کو آزاد ہونا ہے تو اُس کے لیے لازم ہے کہ اقلیتوں کے مسائل کو نہایت منصفانہ طور پر حل کر دے۔ اس راہ میں دوسری پارٹیاں یا دوسری قومیں جتنی کوشش کریں گی مسلمان قوم پائیں ان سے پیچھے نہیں رہیں گے۔

مسلم قوم کی امیدیں نوجوانوں سے وابستہ ہیں[1]

قومی حیات کے لیے تنظیم نہایت ضروری ہے

لاہور، ۲۹ ستمبر۔ مسٹر محمد علی جناح نے پنجاب کے مسلم طلبہ کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا:-

"میں خوش ہوں کہ آپ کو پنجاب کے زعماء کرام مثلاً ڈاکٹر سر محمد اقبال، مولانا ظفر علیخاں[2] ملک برکت علی صاحب[3] اور نواب سر محمد شاہ نواز ممدوٹ[4] کی طرف سے کامل تعاون اور حمایت حاصل ہے۔ میں آپ سب کی کامیابی کا خواہاں ہوں۔ آج کل مسلمانوں کا سب سے اہم فرض یہی ہے کہ وہ اپنی تنظیم کریں اور ہندوستان کی واحد اسلامی سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے ایک محاذ پر جمع ہو جائیں۔ ہماری اُمیدیں نوجوانوں سے وابستہ ہیں جنہیں عنقریب مستقبل کا بوجھ اور ذمہ داری اٹھانی پڑے گی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر موجودہ حالات کی رفتار یہی رہی اور مسلمان منظم نہ ہوئے اور اُن میں اتفاق اور اتحاد قائم نہ ہُوا تو انہیں کچل دیا جائے گا بلکہ عجب نہیں کہ انہیں اس ملک اور اس کی موجودہ اور آئندہ حکومت سے بالکل بے دخل کر دیا جائے۔ میں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہوا و ہوس خیال آرائیوں سے گمراہ ہونے کی بجائے حقائق کی روشنی میں عملی کام کر کے دکھائیں۔ میں آپ کی کامیابی کے لیے دست بدعا ہوں"۔

⁂

---

[1] انقلاب لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء ص ۴

[2] مولانا ظفر علی خاں: ایڈیٹر "زمیندار"، مشہور سیاستدان، صحافی، شاعر

[3] ملک برکت علی۔ پنجاب مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے واحد رکن۔ قائداعظم کے شیدائی۔

[4] نواب سر شاہ نواز ممدوٹ۔ صدر صوبائی مسلم لیگ۔

اسلام سے غدّاری کرنے والے مسلمان خدا کے سامنے جواب دہ ہونگے[1]

لکھنؤ، ۱۵ر اکتوبر۔ ہلال اور ستارے کا سبز اسلامی پرچم لہراتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے ایک دلولہ انگیز تقریر کے دوران میں فرمایا کہ مسلم لیگ کے ممبر ہونے کی حیثیت میں آپ کا نصب العین صداقت، خدمت اور اطاعت ہونا چاہیئے۔ مسلم لیگ ہر مسلمان سے توقع رکھتی ہے کہ وہ لیگ کو تقویت دینے اور اس کی ترقی کے لیے اپنا فرض ادا کرے گا۔ آج اسی عظیم الشان جماعت کا علم بلند کیا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ حضرات ہر حالت میں اس کی حفاظت اور سربلندی کے لیے کمربستہ رہیں گے۔

کانگرس آٹھ کروڑ مسلمانوں کو نظر انداز کرنا چاہتی ہے[2]

نیشنلزم کے پردے میں کانگرس خالص ہندو جماعت ہے،

بجنور، ۲۱ر اکتوبر۔ مسٹر محمد علی جناح نے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "چرخے سے ہندوستان کو آزادی نہیں مل سکتی۔ صرف ہندو مسلم اتحاد آزادی دلا سکتا ہے لیکن کانگرس ہندو مسلم اتحاد سے بالکل بے پرواہ ہو چکی ہے۔ پنڈت نہرو یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہندوستان میں صرف دو پارٹیاں ہیں، اوّل حکومت دوئم کانگرس حالانکہ یہاں ایک تیسری پارٹی بھی موجود ہے اور وہ آٹھ کروڑ مسلمان ہیں جن کی ہستی اور وجود کے اعتراف سے کانگرس گریزاں ہے۔ مسلم لیگ اس بات کا ثبوت بہم

---

[1] انقلاب لاہور ۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۷ء ص ۱

[2] انقلاب لاہور ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۷ء ص ۲

پہنچائے گی کہ یہاں ایک تیسری جماعت بھی موجود ہے اور کوئی شخص اس کی ہستی کو نظرانداز نہیں کرسکتا۔ ملک کے ہر حصّے سے مسلمان لکھنؤ میں جمع ہوئے اور وہ اسلام کے جھنڈے تلے کھڑے ہوگئے اور اب وقت کی ضرورت ہے کہ مسلمان متحد ہوجائیں اور لیگ کے سیاسی و اقتصادی پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

ہم مسلمان غریب ہیں۔ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے لیکن ہمیں اپنے مستقبل پر پورا بھروسہ ہے۔ ہم ملک کی ایک بہت بڑی سیاسی قوت ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہوجائیں اور اپنے اتحاد و یک جہتی اور ہم آہنگی کو دنیا پر آشکار کریں"۔

مسٹر جناح نے مقامی اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ انتخاب میں حافظ ابراہیم صاحب لیگ کے ٹکٹ پر بلا مقابلہ منتخب ہوئے تھے، لیکن حافظ صاحب لیگ کو چھوڑ کر کانگرس میں چلے گئے اور انہوں نے کانگرسی وزارت قبول کرلی۔ مسلمان اپنے پروانہ نمائندگی کی اس تحقیر کو برداشت نہیں کریں گے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ووٹ مولوی عبدالسمیع صاحب نمائندہ لیگ کو دیں۔

مُسلمانوں کو کانگرس پر ہرگز کوئی اعتماد نہیں [۱]

بجنور، ۲۲ر اکتوبر۔ مسٹر محمد علی جناح نے بجنور کے مسلمانوں کے ایک عظیم اجتماع میں جو زیادہ تر دیہاتی مسلمانوں پر مشتمل تھا، بہ زبان اردو تقریر کی۔ آپ نے مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور مسلمانوں کی تنظیم پر زور دیا۔ آپ نے کہا: "چونکہ طرزِ حکومت تبدیل ہوچکی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اقلیت کے حقوق و مفاد کی پوری حفاظت کیجائے یہ حفاظت صرف زبانی دعووں سے نہ کیجائے بلکہ عملی طور پر حفاظت کیجائے اور اس کے لیے تحریری معاہدہ کیا جائے۔ اقلیت جس جگہ بھی ہوگی وہ اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے ضرور

---

[۱] انقلاب ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۷ء ص ۵

آواز بلند کرے گی۔

مسٹر جناح نے بجنور اور نجیب آباد کے ضمنی انتخاب کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے کہا کہ "مسلم لیگ موجودہ انتخاب میں حافظ ابراہیم کے خلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ صاحب نے ہمارے مفاد اور دستور العمل سے بغیر کسی معقول وجہ کے غداری کی ہے۔ حافظ ابراہیم کا کانگرس کے ٹکٹ پر اُمید وار کھڑے ہونا ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ کوئی وکیل اپنے مؤکل سے پیسہ لے کر اُس کے مفاد کے لیے بحث کرنے پر آمادہ نہ ہو۔

مسلم لیگ مسلمانوں کو منظم کرنا چاہتی ہے۔ مُسلمان جنگِ آزادی میں شامل ہونے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ انہیں اطمینان دلایا جائے کہ اُنہیں ہندوؤں کا غلام بننے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اکثریت کے چند ماہ کے راج نے مسلمانوں کو بے حد مضطرب کر دیا ہے۔ چنانچہ کانگرس پر انہیں بالکل اعتماد نہیں رہا ہے۔ ہمارا مذہب، ہماری زبان اور ہماری تہذیب ہندوؤں سے بالکل مختلف ہے اور ہمیں ان کی پوری طرح حفاظت کرنی چاہیئے۔

مہاسبھا اور کانگرس کیمونل ایوارڈ کو تباہ کرنے پر تُلی ہوئی ہیں اور وہ اقلیت کے حقوق کی محافظت وغیرہ کے مطالبات کو منظور کرنے سے انکار کر رہی ہیں۔ ہندو مہاسبھا اور کانگرس کے اصول، ان کی پالیسی اور پروگرام لیگ سے بالکل مختلف ہے۔ ہندو مہاسبھا اور کانگرس چاہتی ہیں کہ مسلمانوں کے اتحاد اور ان کی تنظیم کو پامال کر دیں مگر لیگ ان کو منظم اور متحد رکھنا چاہتی ہے۔

٭

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ میں قائد اعظم کی اختتامی تقریر[1]

مسٹر ایم اے جناح نے کہا کہ ہم اپنی پالیسی واضح طور پر لوگوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم کسی خاص فرقہ یا اکثریت کے لیے آزادی نہیں چاہتے بلکہ ہندوستان کی تمام چھوٹی موٹی قوموں اور اقلیتوں کے لیے آزادی چاہتے ہیں۔

مسلم لیگ کی بنیاد مساوات اور حق رسی پر قائم کی گئی ہے۔ کیونکہ اس اصول کے بغیر کوئی بھائی چارہ قائم نہیں رہ سکتا۔

تنخواہ دار کانگرسی اخبار جو کچھ لکھ رہے ہیں ہمیں اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ ان کا جو دل چاہتا ہے لکھیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ اگر کانگرسی اخبار یا تنخواہ دار مولوی مباحثہ کی تنقید کریں تو وہ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ کانگرس کی تمام کارروائیوں کا اصل مطلب مسلمانوں پر اقتدار حاصل کرنا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کسی جماعت کو مطلب براری کے لیے مقتدر نہ ہونے دیں۔ اپنی ہستی قائم رکھیں اور کسی کے آلہ کار نہ بنیں۔

انہوں نے نوجوان رضا کاروں کی جماعت کا شکریہ ادا کیا اور ان کے شاندار انتظامات کے لیے مسلم نیشنل گارڈز کی تعریف کی اور کہا کہ اگر ہندوستان کے تمام مسلمان یک جان ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے احساسات کو نہیں روک سکتی۔



---

[1] ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء ص ۷

مسلم لیگ ہر کمزور اقلیت کے حقوق کا تحفظ کرے گی[۱]

مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ سے سوامی گلجا نند آل انڈیا اچھوت سیوک مسافر نے ملاقات کی اور آپس میں جو تبادلہ خیالات ہوا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلم لیگ کا مطمع نظر کیا ہے۔

س: مسلم لیگ کے اجلاس سے آریہ ہندو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہندوستان میں فرقہ وار ہندو مسلم فسادات ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مسٹر جناح: مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت ہے۔ ہندو زبردستی اسے مذہبی رنگ دے کر خود فرقہ وارانہ جذبات مشتعل کرنا چاہتے ہیں۔

س: اگر ہندو آپ کے حقوق تسلیم کر لیں تو کیا آپ مطمئن ہو جائیں گے۔

جناح: مسلم لیگ دوسری کمزور جماعتوں کے حقوق کی بھی حفاظت چاہتی ہے۔ اسی بنا پر مسلم لیگ، مسلم کانفرنس اور مسلم نمائندگان گول میز کانفرنس نے لندن میں ہندوؤں کی طرف سے سادہ چیک لینے سے انکار کر دیا تھا۔ مسلمان چاہتے ہیں ..... کہ بیک ورڈ کلاس (BACK WARD CLASS) انڈین کرسچین، اینگلو انڈین پارسی و سکھ وغیرہ تمام اقلیتوں کے واجبی مطالبات منظور کیے جائیں اور ان کے حقوق کی حفاظت کا اطمینان دلایا جائے۔

س: اگر مسلم لیگ کی جنگ اکثریت و اقلیت کی ہے تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟

مسٹر جناح: مسلم لیگ دوسری اقلیتوں کے ساتھ سیاسی تعلقات کو تقویت دینے کے لیے ہر امکانی کوشش کرے گی اور اگر ہندو اس اتحاد کو مٹانے کی کوشش کریں گے تو ہم ان کی اس کوشش کو ناکام بنانے کی غرض سے ہر طرح کی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

---

[۱] انقلاب لاہور ۱۲ر نومبر ۱۹۳۷ء ص ۲

س : اگر کسی صوبے میں مسلم لیگ کی حکومت قائم ہو جائے تو کیا پرامن طریقہ پر ہر ایک مذہب کو اپنی اشاعت کرنے کی آزادی ہو گی ؟

مسٹر جناح : جس طرح سے مسلمانوں کی حکومت میں بہت سے پنتھ قائم ہوئے اور سکھ مذہب بھی جاری ہُوا۔ اسی طرح آج بھی ہر ایک کو اپنے مذہب کی اشاعت کرنے کی پُرامن طریقہ پر اجازت ہو گی ۔

س : مسلم لیگ کی وزارت میں دوسری اقوام کے وزیر ہوں گے یا نہیں اور اُن کی حیثیت کیا ہو گی ؟

مسٹر جناح : لیگ ہر پارٹی کے لیڈر کو وزیر بنائے گی ۔

س : پنجاب میں کسی اچھوت کو وزیر کیوں نہیں بنایا گیا ؟

مسٹر جناح : پنجاب میں مسلم لیگ کی وزارت نہیں ہے ۔ دوسرے صوبوں میں جہاں کانگرس وزارتیں ہیں وہاں اچھوتوں کو کوئی حقوق نہیں دیئے گئے مگر اس کے باوجود پنجاب کی مسلم وزارت نے اچھوتوں کو کافی حقوق دیئے اور وزیر تعلیم نے اعلان کیا ہے کہ اگر کسی سکول یا کالج میں اچھوتوں کے ساتھ کوئی برا سلوک کیا گیا تو اس سکول یا کالج کی امداد بند کر دی جائے گی ۔ اچھوتوں کی شکایتوں کو اس طرح سُنا جائے گا جس طرح میرا بھائی کچھ کہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ کابینہ میں اچھوتوں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں نے اچھوتوں کو پنجاب میں صرف آٹھ نشستیں دی ہیں ۔ اگر آج بھی کوئی قابل اچھوت ممبر ہو جائے تو مسلمان اپنی وزارت چھوڑ کر اسے دے دے گا ۔ بنگال میں اچھوتوں کے تیس ممبر ہیں جس میں وکیل ، بیرسٹر وغیرہ تک ہیں ۔ اس لیے دو اچھوتوں کو وہاں کی مسلم وزارت نے وزیر بنایا ہے پنجاب میں بھی تین پارلیمانی سیکرٹری اچھوت ہیں ۔

س : یوپی میں چار وزیر ہندو ہیں یہ سب کے سب براہمن ہیں ، جن میں ایک صدر کانگرس پنڈت نہرو کی بہن بھی ہیں اور بیس ممبر اچھوت ہیں جن میں کئی ایڈووکیٹ اور کئی گریجویٹ تک ہیں ۔ ۱۷ کانگرسی ٹکٹ پر کامیاب ہوئے ہیں ۔ مگر یہاں کسی اچھوت کو وزیر نہیں بنایا گیا آپ اس سلسلہ میں کیا مدد کر سکتے ہیں ؟

مسٹر جناح: مسلم لیگ جب کسی جماعت یا طاقت سے سمجھوتہ کرے گی تو اس مسئلہ کو بھی پیشِ نظر رکھے گی اور لیگ کے ممبرانِ اسمبلی نہ صرف ان کی امداد کریں گے بلکہ ان کی حمایت میں ہر قسم کی قربانی دیں گے۔

س: لکھنؤ میں اچھوت وسچھوت قوم کے لیڈر چوہدری آپ کو ایڈریس اور پارٹی دینا چاہتے تھے آپ نے انکار کیوں کیا؟

مسٹر جناح: مَیں اپنے ذاتی نام و نمود کا ظاہری پراپیگنڈہ نہیں کرانا چاہتا ہوں اور ان غریبوں کا خواہ مخواہ پیسہ بھی خرچ کرانا نہیں چاہتا۔ اگر کوئی ان کا جلسہ ہو تو اس میں نہ صرف حاضر ہوں گا بلکہ مَیں ان کے یہاں رضاکارانہ طریقہ پر خدمت کرنا فخر خیال کروںگا اور اسی طرح سے خاموشی کے ساتھ مخلوقِ خدا کی انسانی خدمت کرنے کی اپیل مَیں ہر مسلمان سے کرتا رہا ہوں۔

مسلم لیگ تمام اقلیتوں کے حقوق کی محافظ ہے [1]

مراد آباد، ۲۴ر نومبر۔ سیکرٹری مراد آباد ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے ایک خط کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح نے تحریر فرمایا:

"مسلم لیگ کے دستورِ اساسی میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اسے کسی جماعت یا جماعتوں کے ساتھ اشتراکِ عمل و تعاون سے روکے اور مسلم لیگ پر کوئی ایسی پابندی نہیں ہے کہ وہ اچھوتوں اور پسماندہ قوموں کے ساتھ تعاون نہ کرے۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کو چاہیئے کہ ان کی امداد کے لیے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے۔ ہم صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں لڑ رہے جو سب سے بڑی اقلیت ہیں بلکہ ہم تمام اقلیتوں کے حقوق کے محافظ ہیں لہٰذا آپ کو اچھوتوں اور پسماندہ اقوام یا کسی اور جماعت کے ساتھ اشتراکِ عمل اور تعاون میں پس وپیش نہیں کرنا چاہیئے جس کا پروگرام اور پالیسی آل انڈیا مسلم لیگ سے ملتی جلتی ہو۔"

---

[1] انقلاب لاہور، ۲۷ر نومبر ۱۹۳۷ء ص ۱

کانگرسی حکومتیں انصاف اور رواداری سے ناآشنا ہیں[1]

بمبئی، ۲؍دسمبر۔ علی عمر سٹریٹ کے مسلمانوں کے سپاس نامہ کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح نے اہلِ محلہ کا شکریہ ادا کیا اور مسائل حاضرہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ "مسلم لیگ ہر اس کام میں شرکت و تعاون کرنے کے لیے تیار ہے جو مجالسِ قانون ساز میں عام لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے طے پائے۔ کانگرسی وزرا اس طریقہ پر حکومت نہیں چلا رہے جس طرح سے صوبائی حکومت چلانی چاہیئے۔ انتخابات لڑے گئے، پارٹیاں بنیں، اور اکثریت والی پارٹی نے صوبہ کی عنانِ حکومت سنبھال لی۔ اب وہ پارٹی حکومت نہیں رہی بلکہ صوبہ کی حکومت بن گئی ہے اور صوبہ کی حکومت بننے کے بعد اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ انصاف اور رواداری کے اعلیٰ اصول پر کاربند رہے۔ میرے پاس ان سات صوبوں میں جہاں کانگرسی وزارتیں قائم ہیں متعدد شکایتیں آئی ہیں۔ کانگرس اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے شدید انہماک دکھا رہی ہے۔ کانگرس کے مقصد کا مفہوم یہ ہے کہ تمام تر غیر کانگرسی پارٹیوں بالخصوص مسلمانوں کی تمام پارٹیوں کو معدوم کر دیا جائے اور انہیں کانگرس کی اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔ مسلم لیگ نے تو اشتراک و تعاون کا ہاتھ بڑھایا تھا لیکن جواب یہ ملا کہ مسلم لیگ سرِ نیاز جھکا دے اور اپنی پالیسی اور پروگرام طاقِ نسیان پر رکھ دے۔ میرے راستہ میں موجودہ مسلمانوں میں چار طرح کے لوگ موجود ہیں، ایک وہ جو مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر غداری کرنے پر بھی تیار ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو کاروبار یا تجارت کرتے ہیں وہ لوگ مسلم لیگ کا ساتھ دیتے ہوئے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو شکست خوردہ ذہنیت کے مالک ہو گئے ہیں۔ چوتھے وہ ہیں جو مسلم لیگ کے لیے لڑنے مرنے پر تیار ہیں۔ ہمیں اس وقت آخری قسم کے لوگوں سے کام لینا ہے۔

---

[1] انقلاب لاہور ۸؍دسمبر ۱۹۳۷ء ص ۲

مستقبل قریب میں ہندو مسلم مسئلہ کے طے ہونے کی کوئی امید نہیں[1]

حیدر آباد، ۱۷ دسمبر۔ مسٹر محمد علی جناح نے عثمانیہ یونیورسٹی کی یونین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہندوؤں اور مسلمانوں کو اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی ترقیوں کے لیے منظم ہونا چاہیئے۔ فرقہ واریت کسی ایک شخص کی مخلوق نہیں ہے وہ صدیوں سے موجود ہے اور اس وقت تک موجود رہے گی جب تک کہ ہندو اور مسلمان رہیں گے۔ مسلمان اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ مساوات کا سلوک کرنے کو تیار ہیں۔

مجھے کوئی امید نہیں ہے کہ ہندو مسلم مسئلہ مستقبل قریب میں طے ہو جائے گا۔ موجودہ حالات میں دونوں قوموں کے درمیان بہترین طریق کار یہ ہے کہ اپنے لوگوں کو مقاصدِ جلیلہ کے اصولوں پر کام کرنے کے لیے تیار کریں اور اس امر پر غور کریں کہ آیا اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی لحاظ سے نیز تنظیم سے ہم اپنی قوم کے لوگوں کو بلند کرنے کے لیے کوئی ٹھوس کام کر سکتے ہیں"۔

ہندوؤں کی قوم پرستی اور حریّت پسندی کے ڈھول کا پول[2]

کلکتہ، ۲۸ دسمبر۔ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ میرے خیال میں مسلمان اس خواہش میں حق بجانب ہیں کہ اگر وہ ہر اس چیز کو تباہ کرنے کے لیے آمادہ نہیں جو ان کے خیال میں ایک اقلیت کے لیے خطرناک ہے تو انہیں اس امر پر اصرار کرنا چاہیئے کہ آئندہ دستور اساسی میں کامل تحفظات کا انتظام ہو اور وہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان ایک آزاد اور خود مختار ملک ہو۔ بہت سے ہندو دوست قومیت، آزادی اور حرّیت کا ذکر

---

[1] انقلاب لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء ص ۲

[2] انقلاب لاہور ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء ص ۵

کرنے کے عادی ہیں اور مسلمانوں کو اس سے دور رکھتے ہیں۔ کانگرس کے لیڈروں اور مسلم لیگ کے درمیان یہی سب سے اہم اور بنیادی اختلاف ہے۔ بہت سے ہندو میرے ساتھ کامل اور صمیت کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں لیکن ان کی آواز یا تو دب جاتی ہے یا دبا دی جاتی ہے اور ان کی آواز صدا بصحرا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

ہم حق پر ہیں اور اگر ہم متحد ہو جائیں تو ہمیں کسی شئے کا ڈر نہیں۔ اگر ہم متحد ہو جائیں تو مجھے یقین ہے کہ ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد ہمارے ساتھ اتفاق کرے گی کہ کانگرسی لیڈروں کو ہوش میں آنا چاہیئے۔ جو جدوجہد ہم نے جاری کر رکھی ہے وہ اس وقت تک موثر ثابت نہیں ہو سکتی جب تک ہم سب سے پہلے اپنی تمام طاقت اور توجہ اقلیت کا مسئلہ حل کرنے میں صرف نہیں کریں گے۔ اس سمجھوتے کے بغیر تمام گفت و شنید عبث ہے۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کی حیثیت سے باخبر کرنے کے لیے مسلمانوں کو سب سے پہلے جو کام کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اپنی قوم کی اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی ترقی کے لیے بنیادی کام کر کے ان میں خودداری پیدا کریں۔ مسلم دیہاتیوں کی حالت نہایت جانگداز ہے لیکن ان کی امداد کے لیے کوئی باہر نہیں نکلتا۔ حتیٰ کہ کانگرس بھی جو اپنے آپ کو قوم پرست ظاہر کرتی ہے آخر وقت تک مسلم عوام کی طرف سے اغماض سے کام لیتی رہی ہے۔ ان سب کاموں کے لیے ایسے مسلم کارکنوں کی ضرورت ہے جو اپنی بے لوث خدمات سے ایک عظیم الشان سوسائٹی کی بنیاد رکھیں۔

ہم ہندو راج کے ماتحت رعایا بن کر رہنے کے لیے تیار نہیں [1]

کلکتہ، ۲۷ دسمبر۔ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے بالوضاحت بیان کیا کہ میں نے اس فیڈریشن کی صدارت کیوں منظور کی۔ آپ نے کہا "ہمارے پاس اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں رہا کہ اپنی قوم کی تنظیم کریں۔ اپنے ہم قوم بھائیوں کی اقتصادی معاشرتی اور تعلیمی حالت بلند کرنے کے لیے اپنے تمام ذرائع صرف کریں اور ان کے سیاسی حقوق کے لیے لڑیں۔ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے ان اسباب و حالات کا اظہار کیا جن کی وجہ سے جداگانہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔ آپ نے کہا:

"لکھنؤ میں آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن کی گفت و شنید کے بعد جہاں بھی میں نے صدارت کے فرائض انجام دیئے مجھے بعض مسلم طلباء کی طرف سے اس قسم کی اطلاعات سے بے حد تعجب اور حیرانی ہوئی کہ انہیں (مسلم طلباء کو) عہدہ داروں اور فیڈریشن کی مجلسِ عاملہ کی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔ میرے نزدیک یہ امر نہایت تشویشناک ہے۔ موجودہ حالات کے تحت ان دونوں اقوام کے لیے یہ سخت مشکل ہے کہ تمام معاملات میں اشتراک، ہم آہنگی اور اتحاد سے کام لیں"۔ آپ نے فرمایا کہ کسی کو فرقہ پرستی کا طعنہ دینا مذموم ہے۔ لیکن اگر فرقہ پرستی کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص ملک کی حکومت میں مسلمانوں کو ان کی جائز جگہ دلانا چاہتا ہو تو پھر میں بھی فرقہ پرست ہوں۔

اگرچہ ہم اپنے آپ کو انتہائی بلند مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ لیکن اپنے ملک کی بھلائی اور بہتری کے لیے ہمارا دستِ تعاون ہر وقت پوری طرح دراز ہے لیکن مساویانہ شرائط پر۔ ہم ہندو راج کے ماتحت یا حاشیہ بردار رعایا بن کر نہیں رہ سکتے۔

---

[1] انقلاب لاہور، ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء، ص ۵

مسلم لیگ صرف مسلمانوں کے لیے ہی مصروفِ عمل نہیں [1]

بلکہ ملک بھر کے مفاد کے لیے کام کر رہی ہے

کلکتہ، ۳۱ر دسمبر۔ ابرٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں کلکتہ کے مسلمانوں کی طرف سے مسٹر جناح کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا (صدارت کے فرائض سیٹھ احمد جی حاجی داؤد نے انجام دیئے) ایڈریس کے دوران میں مسٹر جناح پر دوبارہ اعتماد کا اظہار کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ اقلیتوں کے مسئلہ کا وہی ایک حل ہے جو مسٹر جناح نے پیش کیا ہے یعنی سب مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ جس رنگ میں آپ نے میری خدمات کی قدر کی ہے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میمن قوم ایک تاجر پیشہ قوم ہے اور تاجر پیشہ قوم کی حیثیت میں اس نے سیٹھ احمد جی حاجی داؤد جیسے ملک التجار پیدا کیے ہیں۔ میں اس حقیقت سے بھی بے حد متاثر ہوا ہوں کہ تاجروں کو بھی سیاسی معاملات میں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ سب سے بڑی اہمیت اس حقیقت کو ہے کہ انہوں نے اس اصل مسئلہ یعنی اقلیتوں کے مسئلہ کو پا لیا ہے جس کے لیے مسلم لیگ کھڑی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جو کام میں کر رہا ہوں اس کی توقیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے عمل سے میری تائید کریں۔ مسلم لیگ صرف مسلمانوں کے مفاد کے لیے ہی کام نہیں کر رہی بلکہ ہندوستان بھر کے مفاد کے لیے برسرِ پیکار ہے۔ کیونکہ اس کے مقاصد انصاف، دیانت اور حسنِ سلوک پر مبنی ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ لوگ بہت جلد اسے تسلیم کر لیں گے۔

---

[1] ہفتہ وار انقلاب لاہور ۴ر جنوری ۱۹۳۸ء، ص ۱۳

مسلمان ہندوؤں کے حاشیہ بردار یا غلام بن کر نہیں رہیں گے[1]

الہ آباد، ۴ر جنوری۔ محمد علی پارک میں مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسے میں خطاب کرتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے فرمایا:

" آپ لوگوں نے میرا اتنا شاندار استقبال کیا جو بادشاہوں کے لیے بھی قابلِ صد رشک تھا۔" آپ نے پُرجوش لہجہ میں فرمایا:

" ہم ہندو راج کے حاشیہ بردار غلام بن کر نہیں رہ سکتے۔ ہم ایک آزاد ہندوستان میں ایک آزاد اسلام چاہتے ہیں۔ ہم ملک کی قومی زندگی میں اپنا جائز مقام حاصل کرنے کے لیے باقاعدہ جنگ کریں گے۔ کسی قسم کی دھمکی، تشدد اور ظلم ہمیں نہیں دبا سکتا۔ جتنا ہمیں دبایا جائے گا ہم اتنا ہی ابھریں گے۔ ہندوستان بھر کے مسلمان بیدار ہو چکے ہیں اور اس بیداری کو کام میں لانا چاہیئے۔ یہی ہمارا دوسرا کام ہے۔ میں ایک آبرومندانہ سمجھوتے کے لیے تیار ہوں لیکن ہم کسی سے دب کر یا کسی کے سہارے نہیں رہ سکتے۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ کانگرس سے کوئی سمجھوتہ ہو یا نہ ہو مسلم لیگ کی تنظیم کے کام میں کمی نہ ہونے پائے۔ اپنی اندرونی طاقت کے بغیر ہم کانگرس کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کر سکتے۔ اگر معاہدہ توڑا گیا تو آپ لوگ اسے کس طرح نافذ کر سکتے ہیں؟

آپ نے دریافت کیا کہ معاہدہ توڑ دینے کی صورت میں کیا آپ وائسرائے کے پاس درخواست بھیجیں گے کہ ہندوؤں نے ہمارے ساتھ سمجھوتہ کیا تھا مگر وہ اب اس پر عمل نہیں کرتے۔

میں فائر بریگیڈ کے لیے گھنٹی بجا رہا ہوں۔ یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ اس آگ کو بجھانے کے لیے فائر بریگیڈ تیار کریں۔

---

[1] انقلاب لاہور، ۷ر جنوری ۱۹۳۸ء ص ۱

انگریزی تقریر سے پہلے اُردو میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا "جدید دستور اساسی نے ہندوستان میں مسلمانوں کی پوزیشن بدل دی ہے۔ اس کا نتیجہ اکثریت کی حکومت کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور تمام اختیارات ہندوؤں کے ہاتھ میں چلے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر یہ کہہ کر تفرقہ ڈالا جا رہا ہے کہ یہ ایک مذہبی مسئلہ نہیں بلکہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ ان تمام باتوں کا مقصد مسلمانوں کو فریب دینا اور ان میں پھوٹ ڈالے رکھنا ہے۔ آپ نے متنبہ کیا کہ اگر مسلمانوں نے مسلم لیگ کو مضبوط نہ کیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے گا اور اس ملک میں وہ غلام بن کر رہ جائیں گے۔ میں اپنی سیاسی زندگی کو اس طرح بنانا چاہتا ہوں کہ غیروں کو یہ معلوم ہو سکے کہ ہندوستان میں مسلمان موجود ہیں۔ ہم صرف ہندوؤں کی آزادی کے لیے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی آزادی کے لیے بھی لڑنا چاہتے ہیں۔"

قوم کی خدمت فرقہ پرستی ہے تو مجھے اس پر فخر ہے[۱]

الہ آباد، ۵ رجنوری۔ مسلم ہوسٹل کے طلباء کی طرف سے پیش کردہ سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے کہا کہ میں اور میرے ساتھی مسلم لیگ کے اصولوں پر بحیثیت ہندوستانیوں کے یقین رکھتے ہیں۔ ہندو اور مسلمان دو قوموں کی طرح ہیں اور ان کے لیے ایک دوسرے میں مدغم ہونا مشکل ہے۔ گویا کمیونلزم ایک ایسی خرابی ہے جو مدت تک ہندوستان میں رہے گی۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ یہ چیز زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے۔

قائداعظم نے طلبہ کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ "کمیونلزم کے طعنوں سے خوفزدہ نہ ہوں۔ ان طعنوں کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں میں پستی کا احساس پیدا کیا جائے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر اپنی قوم کی امداد کرنا فرقہ پرستی ہے تو میں فرقہ پرست ہونے پر فخر کرتا ہوں۔ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ

---

[۱] انقلاب لاہور ۸ رجنوری ۱۹۳۸ء ص ۱

ہمارے وطن کی ترقی رُک جائے۔

خواہ میرے خلاف کتنی ہی نکتہ چینی یا غلط بیانی سے کام کیوں نہ لیا جائے میں اپنے ملک کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔ جو لوگ مجھے آج اپنا مخالف تسلیم کرتے ہیں بعد میں انہیں احساس ہو جائے گا کہ میں صرف مسلمانوں کی ہی خدمت نہیں کر رہا ہوں بلکہ خود ان کی اور تمام ملک کی خدمت کر رہا ہوں۔"

میں مُسلم قوم کو ہندوؤں کا حاشیہ بردار نہیں بنا سکتا[1]

جبل پور، ۷ر جنوری۔ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے مسلمانوں کو متحد رہنے کی تلقین کی اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ ہندوستان کو غیر ملکی تسلّط یا دوسری قوموں کے غلبہ سے نجات دلائیں۔ آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور اپنے مطالبات پیش کرنے میں خطر و خوف کو پاس تک نہ پھٹکنے دیں۔ نیز اپنے ملّی، مذہبی، معاشرتی اور روایاتی حقوق کی حفاظت کے لیے نبرد آزما رہیں۔ میں کانگرس سے یا ہندوؤں سے مساوات کے اصول پر آبرو مندانہ مصالحت کرنے پر آمادہ ہوں لیکن میں مسلم قوم کو ہندوؤں یا کانگرس کا حاشیہ بردار نہیں بنا سکتا۔

آپ نے مومنوں کے ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ جبل پور کے جلاہوں نے مجھے جو کپڑا پیش کیا ہے میں اس کا لباس بنواؤں گا اور لباس میں ہمیشہ ملکی کپڑا استعمال کروں گا۔"



---

[1] انقلاب لاہور ۹ر جنوری ۱۹۳۸ء ص ۵

پنڈت نہرو کا بیان تردیدوں کا بنڈل ہے[1]

بمبئی ۱۰ ار جنوری۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس کی وساطت سے ایک بیان شائع کرا کر مسٹر نہرو کے بیان کا جواب دیا اور امید ظاہر کی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ہر اس تجویز پر پورا غور کرے گی جو کانگرس ورکنگ کمیٹی کی طرف سے رسمی طور پر منظور کی جائے۔ اگرچہ نہرو کے شائع کردہ بیان کا حقیقی مطلب نہایت مبالغہ آمیز ہے۔ بایں ہمہ میں اُسے خوش آمدید کہتا ہوں کہ اس بیان کے بعض حصوں کا ظاہری مطلب مصالحت آمیز معلوم ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چند مہینوں کے واقعات نے کانگرس کے ارباب بست و کشاد کو مجبور کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کی مساویانہ حیثیت کے اعتراف کے بغیر چارہ نہیں۔

مسٹر نہرو کے بیان کو تردیدوں کا بنڈل کہنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیان کے بہت سے حصے حقائق کے منافی ہیں۔ آپ کے بیان کے بشتر حصہ میں پرانا رونا رویا گیا ہے لہٰذا کوئی نئی چیز اس میں موجود نہیں ہے۔ مجھے سب سے پیشتر اس بیان کی اصلاح کرنی چاہیئے جو کانگرس کے صدر جیسی ذمہ دار شخصیت کی طرف سے شائع کرایا گیا ہے۔ بیان میں میری پوزیشن کا غلط طور پر اندازہ لگایا گیا ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ "ہم اس عارضی معاہدہ پر قائم رہیں گے جو راجن بابو اور مسٹر جناح کے درمیان طے ہوا تھا"۔ میں واضح طور پر اس امر کا اعلان کر چکا ہوں کہ میرے اور راجن بابو کے درمیان کوئی معاہدہ طے نہیں ہوا تھا۔ مجھے اس امر کا کوئی حق نہ تھا کہ ایسے معاہدے پر دستخط کرتا۔ مگر میں اس امر پر رضامند تھا کہ اگر ہندو اور سکھ راجندر پرشاد اور ان کے احباب کے فارمولے کو دل سے منظور کریں تو میں اسے مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کر دوں۔ اب معلوم ہُوا ہے کہ یہ فارمولا کانگرسی لیڈروں کے ہر ایک گروہ کی طرف سے نامنظور ہو چکا

---

[1] انقلاب لاہور ۱۲ر جنوری ۱۹۳۸ء ص ۵

ہے نیز ہندو مہا سبھا اور سکھ لیڈر بھی اُسے مسترد کر چکے ہیں جس کی وجہ سے وہ فارمولا نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

معین اور مؤثر تحفظات

مجھے معلوم ہے کہ پنڈت نہرو نے "ہیں" کا لفظ کانگرس کے صدر کی حیثیت سے لکھا ہے ہم جانتے ہیں کہ کانگرس نے مذہب، تہذیب اور زبان کے متعلق اطمینان دلانے کے لیے کئی اعلان کیے ہیں مگر ہم ایسے اعلانوں پر کوئی اعتماد نہیں کر سکتے۔ پنڈت جی کو اس امر کا احساس کرنا چاہیئے کہ انہیں یا کانگرس کو اعلانوں یا اطمینانوں کے لیے اختیاراتِ مطلقہ حاصل نہیں اور نہ ہی اسے بادشاہت کے حقوق حاصل ہیں۔ ہم معین اور مؤثر تحفظات چاہتے ہیں اور ہمیں ایسے اختیارات کی ضرورت ہے جن کی بدولت ہم نہ صرف اپنے مذہب، اپنی تہذیب اور اپنی زبان کی حفاظت کر سکیں بلکہ اپنے سیاسی حقوق کو بھی پامال ہونے سے بچائیں۔ نیز حکومت میں ہم اپنی پوزیشن کو استوار رکھ سکیں اور ملک کے نظم و نسق کے معاملات میں اپنی ہستی کو دوام دے سکیں۔

تجاہل عارفانہ

پنڈت جی نے اپنی عادت کے مطابق نمائش کے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بابو راجندر پرشاد کے فارمولے کا ذکر کیا ہے۔ نیز حیرت کا اظہار کیا ہے کہ "میں کس موضوع کے متعلق دلائل دے رہا ہوں"۔ میں حیران ہوں کہ اسے تجاہلِ عارفانہ کہنا چاہیئے یا جہالت محض۔

مسلم لیگ کا اصول

اس کے بعد پنڈت جی نے مسلم لیگ کے اصول کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کم از کم وہ اب نظریات میں تو کانگرس کے نزدیک پہنچ گئی ہے اس کے بعد پنڈت جی نے مجھے مخاطب کر کے لکھا ہے کہ امروزہ کانگرس کی

حالت اس کانگرس سے مختلف ہے جبکہ مَیں بھی اس میں شامل تھا۔ مجھے بھی تو یہی افسوس ہے کہ اب مَیں کیوں کانگرس سے جدا ہوں۔ اس کے بعد پنڈت جی نے اعداد و شمار پیش کر کے ظاہر کیا ہے کہ اس وقت ۳۱ لاکھ ممبر ہیں جن میں سے ایک لاکھ مسلمان ہیں۔

مَیں حیران ہوں کہ کانگرس کی اس طاقت کے اظہار سے پنڈت جی کا کیا مطلب ہے جب کہ وہ ایک سے زیادہ دفعہ کہہ چکے ہیں کہ اقلیتوں کے سوال کو صبر و تحمل کے ساتھ حل کرنا چاہیئے اور اس میں منافرت کو ہرگز جگہ نہیں دینی چاہیئے۔ اس کے بعد پنڈت جی نے اے کے فضل الحق وزیر اعظم بنگال کے طرزِ عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پنڈت جی نے میرے طرزِ عمل کی شکایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرا طرزِ عمل غیر دوستانہ ہے۔ اگر پنڈت جی فی الحقیقت دوستانہ فضا پیدا کرنے کے متمنی ہوں تو انہیں محسوس کرنا چاہیئے کہ ان کے اس بیان میں مسٹر اے کے فضل الحق کے طرزِ عمل کا اشارہ غیر موزوں اور بے محل ہے۔

ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم انفرادی اشخاص کے بیانات سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کانگرس کا صدر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کانگرس کے بیانوں میں اخلاص موجود ہو تو اُسے محسوس کرنا چاہیئے کہ اخلاص کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اخباروں کے ذریعے ایک دوسرے تک باتیں پہنچائی جائیں۔ ورکنگ کمیٹی کے بہت سے اجلاس منعقد ہوئے مگر اس نے فرقہ وار مسائل کے تصفیہ کے لیے ذمہ دارانہ یا رسمی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ پنڈت جی نے اپنے بیان میں جو اطمینان دلایا ہے مَیں نے اسے اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ پنڈت جی نے لکھا ہے کہ وہ اور کانگرس ورکنگ کمیٹی کے دوسرے ارکان ہر اس بیان اور تجویز کو اچھی طرح پڑھتے ہیں جو میری طرف سے پیش کی گئی ہو۔ کاش کہ پنڈت جی نے یہ نہ کہا ہوتا کہ "ہم مسٹر جناح کے چیلنجوں کے باوجود ان کے بیانات پر غور کرتے ہیں"۔ اس وقت تک تو چیلنج پنڈت جی کی طرف سے آتے رہے ہیں میری طرف سے چیلنج نہیں دیا گیا۔

کانگرسی حکومتوں میں مسلمانوں پر ظلم

کیا پنڈت جی کو معلوم ہے کہ اس وقت ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ ہزاروں کانگرس کمیٹیاں اور ہندو افسر (جن کا خیال ہے کہ اب ہندوستان میں ہندو راج قائم ہو چکا ہے) مسلمانوں سے کیا سلوک کرتے ہیں؟ کیا پنڈت جی جانتے ہیں کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں ہر روز یہی سازشیں ہوتی ہیں کہ کس طرح وزارت کو توڑ دیا جائے۔ میرے پاس لاتعداد شکایات پہنچی ہیں اور جن سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کانگرسی حکومتوں میں مسلمانوں سے بالعموم اور مسلم لیگ کے ارکان سے بالخصوص کیا بُرا سلوک کیا جاتا ہے۔

تحقیقاتی کمیٹی

اگر صورتِ حال کی رفتار اسی طرح رہی تو میری تجویز یہ ہے کہ ذمہ دار اصحاب پر مشتمل ایک کمیٹی قائم ہو جو ان واقعات کی تحقیقات کر کے آل انڈیا مسلم لیگ کے سامنے رپورٹ پیش کرے تاکہ وہ مناسب کارروائی کر سکے۔ اگر کانگرس کے اربابِ حل و عقد اور کانگرس صوبوں کی وزارتیں فی الحقیقت دوستانہ فضا پیدا کرنے کی متمنی ہیں تو انہیں چاہیئے کہ میری اس تجویز پر غور کریں تاکہ اقلیتوں کے سوال کا قطعی حل دستیاب ہو جائے۔ عقلِ سلیم کبھی اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ گفت و شنید اخبارات کے ذریعے عمل میں آئے اور نہ کوئی عقلمند آدمی مجھ سے یہ توقع کر سکتا ہے کہ میں اپنی تجاویز کا اعلان کر دوں تاکہ اخبارات کو اس پر تبصرہ کرنے کا آزادانہ موقع مل جائے۔

کانگرس کے دامِ فریب میں پھنسنے سے قائداعظم کا انکار[1]

بمبئی، ۱۴ر جنوری۔ قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو آج جمیعت العلماء بہار شریف کے سیکرٹری کی طرف سے حسبِ ذیل تار موصول ہوا:-

"جمیعت العلماء بہار شریف آپ سے درخواست کرتی ہے کہ کانگرس کے ساتھ گفتگوئے صلح کے آغاز سے پہلے مولانا احمد سعید کی تجویز کے مطابق شرائط طے کرنے کے لیے ایک آل مسلم موتمر منعقد کی جائے۔"

قائداعظم محمد علی جناح نے مندرجہ ذیل جواب دیا:-

"کانگرس کے ساتھ گفتگوئے صلح کے آغاز سے پہلے شرائط طے کرنے کے لیے ایک آل مسلم موتمر قائم کرنے کے سلسلہ میں مولانا احمد سعید صاحب کی تجویز قبل از وقت اور غیر معقول ہے۔ میں اس تجویز کے سخت خلاف ہوں۔"

شہید گنج کے قضیے کا حل مسلمانوں کے اتحاد میں مضمر ہے[2]

کانگرس کے ہاتھوں مسلمانوں کے حقوق محفوظ نہیں

نئی دہلی، ۳۰ر جنوری۔ دہلی پراونشل مسلم لیگ نے قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس تقریب میں ۲۵ ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ (صدارت کے فرائض بیگم محمد علی جوہر نے انجام دیئے)

لہ انقلاب لاہور ۱۶ر جنوری ۱۹۳۸ء ص ۱

ٹہ انقلاب ۲ر فروری ۱۹۳۸ء ص ۱

ایڈریس میں مسجد شہید گنج[1] کے موضوع کی طرف بھی اشارہ کیا گیا اور اس بات کی توقع کی گئی کہ وہ اپنی سیاسی قابلیت اور قانون دانی کو استعمال کر کے مسجد کی واگذاری کی کوئی راہ نکالیں گے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: "ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگرسی حکومتیں قائم ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ واضح طور پر اس امر کا اعلان کر دیں کہ مسلمانوں کے متعلق ان کا آخری نظریہ کیا ہے ؟ مسلمان تعداد، تعلیم اور روپیہ پیسہ کے لحاظ سے ہندوؤں سے پیچھے ہیں اور اگر وہ آبرومندانہ زندگی بسر کرنا اور ملک کے مفاد میں کسی قسم کی رائے پیدا کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالامال ہونا چاہیئے۔ میں مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ کانگرس کا طرزِ عمل واضح طور پر بتا رہا ہے کہ کانگرس کے ہاتھ میں مسلمانوں کے مفاد غیر محفوظ ہیں۔ لیگ کو دوبارہ زندہ کیے زیادہ عرصہ نہیں ہُوا اور اگر اچھی طرح اس کی پرورش کی جائے تو یقیناً وہ تھوڑے ہی عرصہ میں طاقت پیدا کر لے گی اور ملک کی دوسری جماعتوں کے ہم پلّہ بن جائے گی۔ یہ مسلمانوں کے تعاون اور ان کی ہمدردی کی وجہ سے ہے کہ کانگرس کو لیگ کا لوہا تسلیم کرنا پڑا ہے اور اگر مُسلمان پورے طور پر لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے تو لیگ پوری قوت پیدا کر لے گی

---

[1] لاہور میں لنڈے بازار میں ایک تاریخی مسجد ہے جسے شاہ جہان کے عہدِ حکومت میں داراشکوہ کے خانساماں عبداللہ خاں نے تعمیر کروایا تھا۔ پنجاب کے مغل صوبیدار معین الملک کے زمانے میں مقامی شورش کو مٹانے کے لیے جب کارروائی شروع ہوئی تھی تو ایک شخص تارو سنگھ یہاں مارا گیا تھا۔ سکھوں نے اس جگہ کو شہید گنج کا نام دے دیا اور وہاں ایک سمادھی تعمیر کر دی۔ بعد میں سکھوں نے اس مسجد پر قبضہ کر لیا۔ جون ۱۹۳۵ء میں یہ افواہ اڑا دی گئی کہ سکھ مسجد شہید گنج کو شہید کر رہے ہیں۔ اس پر ایک زبردست تحریک شروع ہوئی جس میں ہزاروں مسلمان جیل گئے۔

اور جب لیگ اس مرحلہ پہ پہنچ جائے گی تو مَیں مسلمانوں کو بتاؤں گا کہ قضیۂ فلسطین اور مسجد شہید گنج کا حل کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر لیگ اور اس کے ذریعے مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق نہایت رجائیت کا اظہار کیا۔ آپ نے مزید کہا کہ میری رجائیت بیداری کے متعدد علائم پر مبنی ہے جو اس وقت مسلم قوم میں پیدا ہو رہے ہیں۔"

مُسلم لیگ کو آٹھ کروڑ مُسلمانوں کی پارلیمنٹ بنانا چاہیئے[1]

ہندی، ہندوستانی، اسلامی تمدّن اور اردو کیلئے پیام مرگ ہے

نئی دہلی، ۳۱ر جنوری۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے حقوق چاہتے ہیں اور جس وقت ساری قوم بیک آواز اپنے حقوق کا مطالبہ کرے گی تو ہم اپنے حقوق لے کر رہیں گے۔ زمانہ بدل چکا ہے اور صوبوں میں جدید آئین نافذ ہو چکا ہے۔ مسلمان سات صوبوں میں اقلیت میں ہیں اور ان کے لیے باعثِ شرم ہے کہ صوبہ سرحد بھی کانگرس میں شامل ہو گیا ہے۔ صوبہ سرحد میں ۹۰ فیصد مسلمان آباد ہیں اور سرحدی حکومت ان احکامات پر عمل کر رہی ہے جو واردھا سے صادر ہوتے ہیں۔ اس سے ہماری ذلّت اور بے عملی کی انتہا ثابت ہوتی ہے۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ سات صوبوں میں کانگرس برسراقتدار ہے جہاں اکثریت کے فیصلے ہوتے ہیں جو لازمی طور پر ہندو ہیں۔ لہٰذا وہاں دراصل ہندو راج قائم ہو چکا ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ کانگرس کو بھی محدود آزادی حاصل ہوئے۔ ابھی دلی دور ہے (قہقہہ) ہندو جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

---

[1] انقلاب ۳ر فروری ۱۹۳۸ء ص ۵

خطرے کا الارم

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ صوبہ جاتی مختاری کی عملداری سے ثابت ہو گیا ہے کہ ہماری گردنیں کانگرس کے پنجے میں محفوظ نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے بندے ماترم کا ذکر کیا جو کانگرسی صوبوں کی مجالسِ آئین ساز میں گایا جاتا ہے اور کہا کہ اس سے شرک کی بو آتی ہے اور مسلمانوں کے خلاف ایک قسم کا نعرۂ جنگ ہے۔ آپ نے کہا کہ میں مستقبل کے تصور سے کانپ اٹھا ہوں۔ میں خطرہ کی گھنٹی بجا رہا ہوں آگ کے شعلے بلند ہوئے ہیں۔ اب اپنی حفاظت کرنا آپ کا اپنا کام ہے۔

سکولوں میں ہندی ہندوستانی

کانگرسی صوبوں کے جملہ سکولوں میں ہندی ہندوستانی کے جبری نفاذ کا ذکر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: "میرے خیال میں یہ چیز اسلامی تمدن اور اردو زبان کے لیے پیغامِ مرگ ہے اور ہمارے بچوں کے لیے مہلک ثابت ہو گی۔ اس سلسلہ میں بے شمار شکایات بیان کرتے ہوئے مسٹر جناح نے اعلان کیا کہ ہم اپنے آئینی حقوق کے لیے لڑنا چاہتے ہیں۔

قائداعظم نے ۱۹۲۱ء کی تحریکِ عدم تعاون کی تاریخ بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کی ان قربانیوں کا ذکر کیا جو انہوں نے آزادی اور خلافت کے نام پر کیں اور جن کا نتیجہ کانگرس کی موجودہ طاقت ہے۔ اس زمانہ میں علیگڑھ مسلم یونیورسٹی بند کر دی گئی تھی لیکن بنارس یونیورسٹی کا ایک طالب علم بھی تحریک میں شریک نہیں ہوا۔ اس طرح ہماری محبوب درس گاہ معطل کر دی گئی تھی۔ لیکن ان تمام قربانیوں کے صلہ میں کانگرس نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ انہوں نے ہمارے لیے نہرو رپورٹ پیش کی جس کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ تمام مسلمانوں نے اسے مذموم قرار دیا تھا۔"

آخر میں آپ نے کہا "اگر ہندوستان کے تمام مسلمان بھی کانگرس میں

شامل ہو جائیں تب بھی وہ اقلیت میں رہیں گے۔ مسلمانوں کے بچاؤ کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ وہ اپنے جھنڈے کے گرد جمع ہوں اور یک دل و یک زبان ہو جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں آپ کی امداد سے مسلم لیگ کو آٹھ کروڑ مسلمانوں کی پارلیمنٹ بنانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس وقت میں آپ کو جواب دوں گا کہ میں شہید گنج اور فلسطین کے معاملے میں کیا کرنا چاہتا ہوں"۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی اپنی ایک نیوز ایجنسی ہونی چاہیئے[۱]

دہلی، ۶ر فروری۔ مولانا مظہرالدین ایڈیٹر مالک وحدت نے اپنے دفتر میں قائداعظم محمد علی جناح کو ایک پارٹی دی۔ قائداعظم نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا "معزز حضرات! قلم تلوار سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ مسلم لیگ کو قلم کی جو بھی تائید حاصل ہے قابلِ مبارک باد ہے۔ آپ نے اپنے ایڈریس میں بالکل صحیح کہا ہے کہ مسلم لیگ صرف مسلمانوں کے مفاد کے لیے کام نہیں کر رہی ہے بلکہ ہندوستان کی تمام دوسری اقلیتوں کے مفاد بھی مسلم لیگ کے پیشِ نظر ہیں اور وہ بہ حیثیت مجموعی تمام ہندوستان کی خدمت کرنا چاہتی ہے۔ مسلم لیگ نے چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں جو حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے وہ مسلمانوں کی بیداری کا زندہ ثبوت ہے۔ مسلم لیگ نے جو پالیسی اور پروگرام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے اسے عالم گیر مقبولیت حاصل ہوتی جاتی ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مسلم لیگ خطاب یافتوں یا اسمبلیوں اور وزارتوں کے خواہش مندوں کا ادارہ ہے جو ایسا کہتے ہیں وہ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کر رہے ہے۔ مسلم لیگ نے

---

[۱] انقلاب لاہور ۹ر فروری ۱۹۳۸ء ص ۱

اقلیتوں اور مسلمانوں میں جو عام بیداری تحفظِ حقوق کے لیے پیدا کی ہے اس کے پیشِ نظر یہ لوگ قدرتاً اسی قسم کی باتیں پھیلانے پر مجبور ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آخر کار مسلمانوں کا اتحاد و تنظیم انہیں کامیاب کر کے رہے گی اور مسلم لیگ کامیاب و کامران ہو گی۔

ہم ایک انگریزی اخبار کی ضرورت کو بہ خوبی محسوس کرتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ مسلم لیگ خود اپنی ملکیت میں کوئی اخبار نہیں نکالنا چاہتی۔ نہ ہندوستان کی کوئی دوسری سیاسی پارٹی ایک پارٹی کی حیثیت سے کسی اخبار کی مالک ہے۔ مگر مسلم لیگ اخبار نکالنے کی تحریک کی حمایت کر سکتی ہے۔ چنانچہ یہ مسئلہ بعض اصحاب کے پیشِ نظر ہے اور عنقریب یہ حضرات کوئی عملی شکل اختیار کرنے والے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اگر سب نے اسی مسئلہ کی طرف پوری توجہ کی تو مسلمانوں کا ایک اچھا انگریزی اخبار نکل سکتا ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کی نیوز ایجنسی کے قیام و اجراء کا معاملہ بھی بعض لوگوں کے پیشِ نظر ہے اور مجھے توقع ہے کہ رفتہ رفتہ وہ وقت بھی آجائے گا کہ مسلمانوں کی ایک نیوز ایجنسی بھی قائم ہو جائے گی۔"

ہندوستان کی جنگِ آزادی میں مسلمان پیچھے نہیں رہیں گے[1]

علی گڑھ، ۹ر فروری۔ مسلم یونیورسٹی ہائی سکول میں اہلِ علی گڑھ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں قائد اعظم کو چار ایڈریس پیش کئے گئے۔ میونسپل بورڈ کے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"ہمیں یہ امر ہرگز ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہندو مسلم اتحاد کے بغیر ہندوستان کا کچھ نہ بن سکے گا۔ بدقسمتی سے اس وقت خداوندانِ کانگرس کی طبیعت جنگ جوئی پر راغب ہے۔ مگر ہمیں امید ہے کہ وہ جلد ہی عقل اور فراست

---

[1] انقلاب لاہور ۱۱ر فروری ۱۹۳۸ء ص ۴

کی روشنی سے کام لینے پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہم باعزت طور پہ اس صورتحال کا خاتمہ کر سکیں گے۔ جو ہم سب کے لیے باعثِ شرم و ندامت ہے۔ ہندوستان کی جنگِ آزادی میں مسلمان پیچھے نہیں رہیں گے لیکن یہ امر واضح رہے کہ مسلمان حقیقی اور سچی آزادی چاہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ ہندو راج ہو اور نہ مسلم راج۔"

اچھوتوں کے ایڈریس کا جواب

اچھوتوں نے قائداعظم کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں انہوں نے گول میز کانفرنس میں آپ کی ان خدمات کے لیے خراجِ تحسین ادا کیا جو انہوں نے پسماندہ اقوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے سرانجام دی ہیں۔ قائداعظم نے ان کے ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ: "میں آپ حضرات کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجھے مسلمانوں سے زیادہ آپ سے ہمدردی ہے۔ کیونکہ صدیوں سے آپ کے ساتھ جس طرح کا سلوک روا رکھا گیا ہے وہ اس ملک اور اس کی تہذیب پر بدنما دھبہ ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں نے اپنے حقوق کی قربانی گوارا کی مگر ہر ایسی شرمناک تجویز کی جس کا مقصد پسماندہ اقوام کو ان کے حقوق سے محروم کرنا تھا شدید مخالفت کی۔ کمیونل ایوارڈ کے بعد آپ میثاق پونا[۱] کے دام تزویر میں پھنس

---

[۱] **میثاق پونا:** برطانوی وزیراعظم نے ۱۶ اپریل ۱۹۳۲ء کو کمیونل ایوارڈ کا اعلان کیا۔ اس میں پست اقوام کو جداگانہ انتخاب کا حق دیا گیا۔ اس پر گاندھی جی نے مرن برت رکھنے کا اعلان کیا اور حکومت پر زور دیا کہ اس نے اچھوتوں کو ہندوؤں سے الگ کرنے کی غرض سے انہیں جداگانہ انتخاب کا جو حق دیا ہے وہ واپس لیا جائے۔ گاندھی جی نے ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء کو مرن برت شروع کیا جس پر بڑے بڑے ہندو لیڈر ڈاکٹر امبیدکر سے ملے اور ان پر زور ڈالا۔ چنانچہ وہ دب گئے اور پونا پیکٹ کے نام سے گاندھی اور اچھوتوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں انہیں تھوڑی سی اور نشستیں دے کر جداگانہ انتخاب کے حق سے محروم کر دیا گیا۔

گئے اور اب آپ اس سے خلاصی چاہتے ہیں۔ میں آپ کی اس کوشش میں مسلمانوں کی طرف سے امداد اور اعانت کا یقین دلاتا ہوں۔ تمام اقلیتیں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ اپنی قوم کو متحد اور مجتمع کیجیے اور مسلمانوں کے دوستانہ دستِ تعاون کو اعتماد کے ساتھ تھامیے۔ اس طرح ہم یقیناً ہندوستان کو منوّر اور مسرور بنا سکیں گے"۔

اقلیتوں کے مسئلہ کا حل اسے نظر انداز کر کے نہیں ہو گا[1]

نئی دہلی، ۱۰ رفروری۔ ایک نمائندہ پریس سے ملاقات کے دوران میں قائدِ اعظم محمد علی جناح نے مسٹر سبھاش چندر بوس[2] کے اس بیان پر اظہارِ تعجب کیا کہ "میں نہیں جانتا کہ مسلم لیگ چاہتی کیا ہے؟" مسٹر جناح نے کہا کہ "میرا خیال یہ ہے کہ ہر سچے قوم پرست ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ اقلیتوں کے مسئلہ کا نہ صرف مطالعہ کرے بلکہ اسے حل کرنے کی تجاویز پر بھی غور کرے۔ ہندوستان کے اکثر مسائل کے متعلق مسٹر سبھاش چندر بوس اپنی قطعی رائے رکھتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ انہیں آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مسلمان کیا چاہتے ہیں؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقتدر ہندو لیڈر پنڈت جواہر لعل نہرو کی ہی ذہنیت رکھتے ہیں۔ جن کا اظہار انہوں نے یہ کہہ کر کیا تھا کہ آخر یہ بحث کیا ہے؟ مگر ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مسئلہ کا حل اسے نظر انداز کرکے نہیں ہو گا۔ بلکہ اسے حل کرنے سے یہ حل ہو سکے گا"۔

٭

---

[1] انقلاب۔ لاہور ۱۲ رفروری ۱۹۳۸ء ص ۱

[2] سبھاش چندر بوس (۱۸۹۵ء - ۱۹۴۵ء) صدر کانگرس۔

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ڈیلی گیٹوں اور ممبران کے انتخابات[1]

دہلی، ۱۲ر فروری۔ قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اخبارات کو مندرجہ ذیل پیغام ارسال کیا:-

"آل انڈیا مسلم لیگ کے گذشتہ سالانہ اجلاس میں فیصلہ ہُوا تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے تمام ڈیلی گیٹوں اور ممبروں کے انتخابات جدید دستور کے مطابق عمل میں لائے جائیں گے اور اس کی اطلاع ۳۰ر جنوری ۱۹۳۸ء تک لازمی طور پر پہنچ جائے گی"۔

اوپر جس میعاد کا ذکر کیا گیا ہے لیگ کونسل کے گذشتہ اجلاس منعقدہ ۳۱ر جنوری ۱۹۳۸ء میں اس کی توثیق کر دی گئی تھی۔

میری رائے میں ضروری ہے کہ یہ تمام انتخابات حتی الامکان جلد تر عمل میں لائے جائیں تاکہ صوبائی مسلم لیگیوں کو جدید دستور اساسی کے ماتحت اجلاسِ خاص میں شرکت کا موقعہ حاصل ہو سکے۔ جو مسجد شہید گنج کے قبضہ کے بارے میں طریقِ کار کا فیصلہ کرنے کی غرض سے بلا توقف منعقد ہو گا۔
اس لیے مَیں تجویز پیش کروں گا کہ تمام صوبائی لیگیں ۱۵ر مارچ ۱۹۳۸ء تک صدر، سیکرٹری اور عہدہ داران کے اسماء کے ساتھ الحاق کے لیے درخواست کریں۔ انہیں چاہیئے کہ کونسل کے ممبروں کے نام جن کا انتخاب ان کی طرف سے عمل میں آیا ہے۔ ۱۵ر مارچ تک اور ڈیلی گیٹوں کی فہرست ۳۱ر مارچ ۱۹۳۸ء تک بھیج دیں۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ ہر ایک صوبائی لیگ موقع کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اپنے نمائندوں کے اسماء مرکزی دفتر بلّی ماراں سٹریٹ دہلی میں وقت مقررہ تک ارسال کر دیں گی۔ تاکہ ہونے والے اجلاسِ خاص جس

---

[1] روزنامہ زمیندار لاہور ۱۶ر فروری ۱۹۳۸ء ص ۱

میں نہایت اہم مسائل پر بحث و تمحیص کی جائے گی۔ ہر ایک صوبہ کی کافی نمائندگی ہو سکے۔

مجھے اسلامی کلچر اور تہذیب سے بہت محبت ہے[1]

اسٹریچی ہال علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں قائداعظم نے ایک معرکۃ الآراء تقریر کے دوران فرمایا:

"شکر ہے کہ مسلمان اب بیدار ہو رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہیں تاہم خدا کا فضل ہے کہ انہیں مسلم یونیورسٹی جیسے عظیم الشان تعلیمی اداروں سے متمتع ہونے کا فخر حاصل ہے لیکن وہ ابھی تعلیم میں بہت پسماندہ ہیں۔ ان کی اقتصادی حالت بے حد زبوں ہے۔ باوجود اس کے انہیں اپنی اقتصادی حالت کی اصلاح و ترقی کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اس پر بڑی خرابی یہ ہے کہ مسلم لیڈر ایک طرف اور مسلم قوم دوسری طرف افسوسناک تفریق اور باہمی جنگ و جدل کا شکار ہے۔ البتہ اب من حیث القوم یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ہمسایہ اقوام اور ان کے لیڈر مسلمانوں کے ساتھ بے حد مذموم اور برا سلوک کر رہے ہیں۔ کانگرس کو جب انتخابات میں توقع سے زیادہ کامیابی نصیب ہوئی تو وہ جامے سے باہر ہو گئی۔ کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ بے حد قابلِ افسوس اور غیر منصفانہ سلوک ہو رہا ہے۔ جس سے کانگرسی لیڈر تجاہلِ عارفانہ کرتے ہیں۔

مناسب تو یہ تھا کہ کانگرس ملک کی اقتصادی پستی کو دور کرتی اور لاکھوں کروڑوں بھوکے ننگوں اور بے کار ہندوستانیوں کو روٹی بہم پہنچانے کا انتظام کرتی لیکن افسوس کہ اس نے اس قسم کے ضروری مسائل کو نظرانداز کر کے نفاق انگیزیوں پر کمر باندھ رکھی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ مسلمان کو

---

[1] ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور ۱۷ فروری ۱۹۳۸ء ص ۶

آگے بڑھنے اور ترقی کرنے میں مدد دیتی۔ لیکن وہ ہمیں بندے ماترم جیسے مشرکانہ اور ملحدانہ گیت گانے پر مجبور کر رہی ہے اور ہم سے توقع کرتی ہے کہ ہم اسمبلیوں میں ایسے بت پرستانہ گیت کا احترام کریں۔ علاوہ بریں کانگرس یہ چاہتی ہے کہ ہماری زبان کو نیست ونابود کر کے اس کی جگہ ہندی بھاشا کو رائج کرے۔ مجھے بہ حیثیت مسلمان دوسری اقوام کے تمدن، معاشرت اور تہذیب کا پورا احترام ہے لیکن مجھے اپنے اسلامی کلچر اور تہذیب سے بہت زیادہ محبت ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ ہماری آنے والی نسلیں اسلامی تمدن اور فلسفہ سے بالکل بے بہرہ ہوں۔ کانگرس نے چالاکی سے کام لیکر مسلمانوں کو آپس میں ٹکرا دیا ہے۔ نیز ایسے مسلمانوں کی روپے پیسے سے مدد کر رہی ہے جن پر کالی بھیڑوں کے الفاظ صادق آتے ہیں اور جو صراط مستقیم سے منحرف ہو گئے ہیں، مسلمانوں کو مخلوط انتخابات قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے ہر مسلمان کے دل میں تو آزادی کی سچی تڑپ اور صحیح جذبہ موجود ہے، لیکن کانگرس اپنے اصول سے منحرف ہو رہی ہے۔ اس کی وطن پرستی اب کامل ہندو راج یا رام راجیہ میں منتقل ہو چکی ہے لیکن مسلمانوں کے لیے یہ امر قطعاً ناقابلِ قبول ہے اور ناقابل برداشت ہے کہ وہ اپنی حیات اور ممات، زبان، تمدن و تہذیب ایک ایسی اکثریت کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں کہ جس کا مذہب، تہذیب اور تمدن اس سے قطعاً مختلف ہے اور جن کا موجودہ سلوک مسلمانوں کے ساتھ نہایت برا ہے بلکہ مذموم اور غیر منصفانہ ہے۔

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ آج مسلمانوں کے لیے بے حد خطرات موجود ہیں۔ لہٰذا میں مسلمانوں کو ان خطرات سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں۔ ان کی مشکلات کا صحیح حل اور پہلا اصول یہی ہے کہ وہ آپس میں متحد ہو جائیں۔ اگر وہ عزت کی زندگی بسر کرنے کے آرزومند ہیں تو اس کا راز باہمی اتفاق میں مضمر ہے۔ انہیں آپس میں اتفاق اور اتحاد سے رہنا چاہیئے۔

آپ نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ زندگی کی جدوجہد اور تنازع للبقا

میں جوش عمل اور سرگرمی سے حصہ لیں۔ طلباء نے ایک ہزار روپے کی تھیلی قائداعظم کی خدمت میں پیش کی اور انہیں اختیار دیا کہ وہ قومی تنظیم کی راہ میں جس طرح مناسب چاہیں صرف میں لائیں۔

اگر ہندو ملک کی آزادی چاہتے ہیں تو انہیں

مسلمانوں سے انصاف سے کام لینا ہوگا [1]

غازی آباد، ۱۴ فروری۔ قائداعظم محمد علی جناح نے غازی آباد میں ایک جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"مسلم لیگ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ ہر اقلیت کے لیے کام کر رہی ہے۔ مسلم لیگ کی پالیسی نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ ملک کے لیے بھی ہے۔ میں برادرانِ وطن سے کہوں گا کہ انہیں ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی اُن سے دُشمنی ہے یا کوئی ذاتی اختلاف ہے۔ ہمارا اُن کا صرف سیاسی اختلاف ہے ہم اپنی قوم کے لیے وہی چاہتے ہیں جو وہ اپنی قوم کے لیے چاہتے ہیں۔ مسلمان تعداد میں کم ہیں، تعلیم میں پست۔ تقریباً مفلس اور غیر منظم بھی ہیں۔ ہندوستان کی سیاسی دوڑ میں دوسری اقوام ان سے آگے نکل گئی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مسلمان قوم دوسری قوموں کے برابر رہے۔ دنیا کی ہر قوم ترقی کر رہی ہے پھر مسلمانوں کی تنظیم و ترقی سے آپ لوگ کیوں گھبراتے ہیں؟ مسلمانوں کو پورا پورا حق ہے کہ وہ ہندوستانی کی حیثیت سے اس ملک کی باعزت قوم بن کر زندہ رہیں۔ اگر مسلمان اپنے اندر قوت پیدا نہ کریں گے تو ان کی ملک میں کوئی عزت نہ ہوگی۔

مسلم لیگ بھی ملک کی آزادی چاہتی ہے۔ مسلمان سے زیادہ آزادی کا کوئی دوسرا خواہاں نہیں۔ لیکن یہ آزادی ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمانوں نیز دوسری اقلیتوں کی آزادی ہونی چاہیئے۔ مسلمان

---

[1] انقلاب، ۱۷ فروری ۱۹۳۸ء ص ۵

اب بیدار ہو چکے ہیں وہ کسی سے دبنا نہیں چاہتے ۔ کانگرس چند صوبوں میں حکومت قائم کر کے نشہ میں آگئی ہے اسے حکومت کا نشہ ہو گیا ہے اور وہ مسلمانوں کے حقوق سے بے پروائی کرنے لگی ۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ مسلمان کے بھی اس ملک میں حقوق ہیں ۔ ہم بھی انسان ہیں اور یہاں عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ملک آزاد ہو تو مسلمانوں کے ساتھ انصاف سے کام لو لیکن اگر انصاف سے کام نہ لیا تو یقیناً ہم کو آپ سے لڑنا پڑے گا ۔ مسلمانو ! اگر تم دین اور دنیا میں زندگی چاہتے ہو تو پھر اپنی حالت درست کرو اور منظم ہو کر وہ قوت پیدا کرو جس سے ہم اور مسلم لیگ کامیاب ہوں ۔ غازی آباد کی تاریخ بڑی ہے ۔ میں یہاں کے مسلمانوں کا جوشِ عمل دیکھ کر مسرور ہوں لیکن ٹھوس کام کرنے کی ضرورت ہے ۔ اگر آپ نے اس طرح ہماری امداد کی تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم آپ کی امداد سے کامیاب ہوں گے ۔ اور دنیا کی کوئی طاقت نہ ہو گی جو مسلمانوں کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکار کر سکے ۔"

مسلمان کمزور یا ماتحت بن کر نہیں رہ سکتے[1]

میرٹھ ، ۱۲ر فروری ۔ میرٹھ میں قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ :

" استخلاصِ وطن کے لیے مسلمان ہندوستان کی دوسری قوموں کے دوش بدوش کام کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ لیکن وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے ساتھ ماتحتوں اور کمزوروں کا سا سلوک کیا جائے ۔"



---

[1] انقلاب ۲۳ر فروری ۱۹۳۸ء ص ۱

اسلامی جھنڈے کی عزت برقرار رکھو[1]

میرٹھ، قائد اعظم محمد علی جناح کو اچھوتوں کی طرف سے اخبار چھتری کے سٹاف نے ایڈریس پیش کیا جس میں قائد اعظم کو پسماندہ لوگوں کا ناخدا اور کمزوروں کا راہنما لکھ کر درخواست کی گئی تھی کہ وہ دیہاتوں میں کانگرس کے مظالم سے غریبوں کو بچائیں۔ ایڈریس کے جواب میں قائد اعظم نے فرمایا: مسلم لیگ نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اقلیتوں کے لیے کام کر رہی ہے۔ ہم ہندوؤں کے دشمن نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس طرح منظم کر دیا جائے کہ اکثریت اپنے زعم و طاقت کے نشہ میں کسی بھی غیر مسلم یا مسلم اقلیت پر ظلم نہ کرے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا کانگرس انصاف سے حکومت کر رہی ہے؟ میرا اور مسلم لیگ کا یہ مقصد ہے کہ ہم کانگرس کو کمزوروں اور مختلف طبقوں اور اقلیتوں کے ساتھ انصاف کرنے کا سبق سکھائیں۔

اسلامی پرچم لہرانے کی رسم ادا کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ " جو جھنڈا آج لہرایا گیا ہے یہ نیا جھنڈا نہیں ہے بلکہ تیرہ سو برس پہلے کا اسلامی جھنڈا ہے جس کے نیچے مسلمانوں نے دنیا میں انصاف اور مساوات کی حکومت قائم کی اور دوسروں کے حقوق کی نگرانی کی۔ یہ جھنڈا دو سو برس ہوئے کہ ہندوستان میں کمزور ہو چکا تھا مگر اب مسلم لیگ اس جھنڈے کی عزت برقرار رکھنے کے لیے میدان میں آئی ہے۔ جھنڈا لہرانے کی رسم کے معنی صرف یہ نہیں کہ اسے کھول دیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اور ہم سب مل کر اس کی عزت قائم رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔ اب یہ جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہے، اس کی عزت برقرار رکھو اور اسے سرنگوں نہ ہونے دو اور اس کے نیچے منظم ہو کر خود بھی عزت حاصل کرو اور کمزوروں اور دوسری اقلیتوں کے لیے انصاف کی حکومت قائم کرو۔"

---

[1] انقلاب ۲۴ر فروری ۱۹۳۸ء ص ۵

مُسلمانوں کو اپنے لیڈروں پر کامل اعتماد ہے[1]

کلکتہ، ۲۲ر اپریل۔ مسلم لیگ کے حالیہ اجلاس کے سلسلہ میں قائد اعظم نے "سٹیٹسمین" کے نامہ نگار سے مندرجہ ذیل تاثرات کا اظہار کیا:

" لیگ کے خاص اجلاس نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانان بنگال مسلم لیگ کے جملہ اغراض و مقاصد کی کامل تائید و حمایت کر رہے ہیں۔ خضر پور گھاٹ پر رضا کاروں نے جس والہانہ سرگرمی کے ساتھ میرا استقبال کیا اس نے مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اور حاضرین نے جس جوش و خروش کے ساتھ نعرے بلند کیے اس سے یہ بات مترشح تھی کہ رضا کار اور عوام سب بیدار ہو چکے ہیں اور مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے ہیں۔ یہ پہلی منزل ہے کہ جہاں ہم پہنچے ہیں اور یہ ایک بڑی کامیابی ہے کیونکہ مسلمانوں کے اذہان ترقی کرنے لگے ہیں اور وہ مجتمع اور منظم ہو کر کام کرنے لگے ہیں۔ اس کا ثبوت مسجد شہید گنج کی قرارداد سے ملتا ہے۔ اپنے جذبات اور حد سے سوا بڑھتے ہوئے مذہبی احساسات کے باوجود ایک ذمہ دار جماعت جو اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہے ایک متفقہ فیصلہ پر پہنچی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے لیڈروں پر کس درجہ اعتماد ہے۔

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ لیگ زندہ ہو گئی ہے اگر ہم اسی رفتار اور اسی طریق سے بڑھتے گئے جس طرح کہ اس وقت گامزن ہیں تو وہ دن دور نہیں جب آل انڈیا مسلم لیگ بہت جلد ہندوستان کی بہترین منظم جماعت بن جائے گی۔ صرف اس وقت باشندگانِ ہند ایک متحدہ محاذ کی معقول امید کر سکتے ہیں۔"



---

[1] انقلاب ۲۴ر اپریل ۱۹۳۸ء ص ۱

ابوالکلام آزاد کے بیان کی تردید [1]

بمبئی، ۳ر مئی ۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے اخبارات کے نام مندرجہ ذیل بیان جاری کیا :-

" میری توجہ ایک بیان کی طرف مبذول کرائی گئی جو آج کے اخبارات میں مولانا ابوالکلام آزاد کی طرف سے شائع ہُوا۔ مجھے افسوس ہے کہ مولانا موصوف نے ایسے موقع پر اس قسم کا اقدام کیا۔ اسی طرح مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جب آپ بمبئی میں مجھ سے ملنے آئے تھے تو اس ملاقات میں جو گفت و شنید ہوئی تھی اس کے متعلق آپ نے جو بیان دیا ہے وہ بھی غلط اور گمراہ کن ہے۔ موجودہ بیان میں جو کچھ میرے متعلق کہا گیا ہے مَیں اس کی تردید کرنے پر مجبور ہوں۔ مَیں نے مسٹر گاندھی سے ملاقات کرنے یا ان کے ساتھ خط و کتابت جاری رکھنے کے متعلق کبھی خواہش ظاہر نہیں کی ہے۔ اسی طرح یہ بھی قطعاً بے بنیاد ہے کہ مَیں نے گذشتہ فروری میں لکھا تھا کہ مَیں ۱۰ر مارچ کو واردھا آؤں گا۔ لیکن میری علالت کی وجہ سے یہ ملاقات ملتوی ہو گئی۔ مَیں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ مَیں پرائیوٹ ملاقاتوں کا حال شائع کرنے کے اصولاً خلاف ہوں لہٰذا مَیں یہیں بس کرتا ہوں "

---

[1] انقلاب لاہور ۵ر مئی ۱۹۳۸ء ص ۱

مسلمانوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے [1]

بمبئی، ۷ رمئی - سی وارڈ بمبئی کی ابتدائی مسلم لیگ کے زیر اہتمام مسلم لیگ کے جھنڈے کے لہرانے کی رسم ادا کی گئی - اس موقعہ پر قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بصیرت افروز تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "یہ جھنڈا تیرہ سو سالہ ہے مگر آج یہ جھنڈا آل انڈیا مسلم لیگ کے پروگرام اور اس کی پالیسی کی نمائندگی کرتا ہے - مسلمان ہندوستان کی آزادی کے خلاف نہیں مگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کے لیے بھی ہندوستان میں آزادی رہے - ہندوستانی مسلمان اس امر کے متمنّی ہیں کہ آزاد ہندوستان میں اسلام بھی آزاد ہو -

قائداعظم نے حاضرین کو مشورہ دیا کہ اپنے حقوق و مفاد کے تحفظ کے لیے سرگرم کوشش کریں اور اس مقصد کے پیش نظر ہزاروں کی تعداد میں مسلم لیگ میں شامل ہوں۔"

مسلمانوں کے پاس مکمّل پروگرام موجود ہے اور وہ قرآن ہے [2]

میمن چیمبرز آف کامرس اور میمن مرچنٹس ایسوسی ایشن کے سپاسنامے کے جواب میں قائداعظم نے فرمایا کہ :-

"میں صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اب کانگرس قومی جماعت نہیں رہی بلکہ کلیتہً سر سے پیر تک فرقہ پرست جماعت بن گئی ہے - میں جب کانگرس سے

---

[1] ہفتہ وار انقلاب لاہور ۱۰ رمئی ۱۹۳۸ء ص ۱۱

[2] انقلاب لاہور ۱۲ رجون ۱۹۳۸ء ص ۶

علیٰحدہ ہُوا تو ایک عرصہ تک غلط فہمی میں مُبتلا رہا کہ وہ قوم پرست جماعت ہے۔ لیکن بعد کے حالات نے میرا یہ شُبہ بھی دور کر دیا۔ اگر ہم ان صوبوں کا جائزہ لیں جہاں کانگرس حکومتیں قائم ہیں تو اقرار کرنا پڑے گا کہ کانگرس بالکل فرقہ پرست جماعت بن گئی ہے۔ اور قوم پروری کی آڑ میں اقلیتوں کے حقوق بڑی بے دردی سے تلف کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر بندے ماترم کا ترانہ لے لیجئے، مُسلمان کہتے کہتے تھک گئے ہیں کہ اس گیت سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے اور وہ ہرگز اسے پڑھنا یا اجتماعات میں سُننا پسند نہیں کرتے، لیکن نہ صرف یہ کہ اسے قومی جلسوں میں گوایا جاتا ہے بلکہ سرکاری مدارس تک میں مسلمان بچوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بندے ماترم کا ترانہ گائیں۔ کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ قوم پروری کے پردے میں فرقہ پرستی پر عمل کیا جا رہا ہے؟ میرا تو یقین ہو جاتا ہے کہ جس طرح چیتے کے داغ لاکھ مرتبہ دھونے کے بعد بھی نہیں مٹ سکتے۔ اسی طرح کانگرس کی فرقہ پرستی اس سے دور نہیں کی جا سکتی۔ کانگرس کی جلد جتنی زیادہ کھرچی جائے گی اتنے ہی زیادہ فرقہ پرستی کے دھبے نمایاں ہوتے جائیں گے۔

مشترکہ زبان کا مسئلہ

دوسرا سوال ہندوستان کی مشترکہ زبان کا ہے۔ زبان کا اثر قوم کے تمدّن، معاشرت، مذہب اور تعمیر پر پڑا کرتا ہے۔ مَیں اپنی ہی مثال پیش کرتا ہوں کہ مجھے شروع میں گجراتی کی تعلیم دی گئی۔ اس کے بعد انگریزی پڑھائی گئی اور انگلستان بھیج کر انگریزی زبان کی انتہائی تعلیم دلوائی گئی اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ میری رگ رگ میں انگریزیت سما گئی۔ مَیں اپنی اس کمزوری کا احساس کرتا ہوں اور اس سے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہوں لیکن اس کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔ مَیں اپنے پر قیاس کرتا ہوں کہ قوم کی تمدنی، معاشرتی اور مذہبی اصلاح و تعمیر پر زبان کا بہت زیادہ اثر مرتب ہُوا ہے۔ اس چیز کو ملحوظ رکھ کر مسلمانوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی مادری زبان اردو کو جاری رہنے

دیا جائے لیکن کانگرس نے ہماری ایک نہ سُنی۔ وہ عمداً ہندی یا ہندوستانی کو سب کے لیے لازمی کر رہی ہے اور صرف پبلک سکولوں میں نہیں بلکہ تمام سرکاری سکولوں میں بھی ہندی کو لازمی قرار دے رہی ہے۔ اب سوچیئے کہ جب مسلمان بچے ہندی زبان پڑھیں گے، ہندو فلسفہ پڑھیں گے، ہندو لٹریچر کا مطالعہ کریں گے تو ان کی تمدنی، معاشرتی اور مذہبی حالت کیسی ہو جائے گی؟ کیا وہ برائے نام بھی مسلمان رہ جائیں گے؟ ہرگز نہیں! اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اردو زبان مٹ جائے گی اور مسلمان اپنی تمام اسلامی خصوصیات کھو بیٹھیں گے۔

عام مسلمانوں کے ساتھ رابطہ

تیسری چیز مسلم ماس کنٹیکٹ (MUSLIM MASS CONTACT) ہے۔ کانگرس اپنے اثر یعنی حکومت اور دولت کے زور سے مسلم عوام کو اپنے میں مدغم کر لینا چاہتی ہے اور اسے جائز سمجھتی ہے۔ کیا اس سکیم کا یہ مقصد نہیں کہ مسلمانوں کو اپنے کیمپ میں لے کر ایک دن کانگرس جداگانہ انتخاب کو ختم کر دے اور مسلمانوں ہی کی نام نہاد منظوری کی آڑ لے کر سمجھ دار اور عاقبت اندیش مسلمانوں کی مرضی کے خلاف مخلوط انتخاب جاری کر دے اس نے مسلم ممبروں کی مخالفت کے باوجود لوکل باڈیز میں مخلوط انتخاب جاری کرنے کا قانون پاس کیا۔ کیا جمہوری حکومت کا یہی شیوہ ہُوا کرتا ہے کہ جس قوم یا فرقہ کے لیے چاہے اپنی پسند اور مرضی کے مطابق قانون وضع کرے اور اس قوم و فرقہ کے نمائندوں کی مرضی و منشاء کا کوئی لحاظ نہ رکھے؟ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ جس طرح ہر شخص کو ووٹ کا حق حاصل ہونا چاہیئے اسی طرح امیدوار بننے کا حق بھی حاصل ہونا چاہیئے۔ مخلوط انتخاب کی صورت میں جو امیدوار کامیاب ہوں گے وہ غیر قوم یعنی اکثریت کے ووٹوں سے کامیاب ہوں گے۔ مسلمانوں کی خواہش ہے کہ ان کا نمائندہ وہ ہو جسے خود مسلمانوں کے زیادہ سے زیادہ ووٹ ملے ہوں۔ نہ یہ کہ ووٹ تو دوسروں سے ملے ہوں اور

نمائندہ وہ مسلمانوں کا ہو۔ بمبئی گورنمنٹ نے لوکل باڈیز اور میونسپل ایکٹ میں ایک اختیاری دفعہ رکھی ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہوتے ہیں کہ مسلمانوں میں محض طریقہ انتخاب کے مسئلہ پر اختلاف پیدا ہو جائے اور ان میں دو پارٹیاں بن جائیں۔

ظلم و استبداد

بہار اور یوپی میں مسلمانوں کے ساتھ جو مظالم ہوئے ہیں اس کی تفصیل ایک طویل محنت چاہتی ہے ان میں سے اکثر واقعات تو پبلک میں آچکے ہیں۔ مسلم لیگ نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر کے تمام صوبوں کی رپورٹ طلب کی ہے۔ اس کی اشاعت کے بعد ان مظالم کو جان کر دنیا انگشت بدندان رہ جائے گی۔

استبداد کی داستان بھی کچھ کم دل شکن نہیں ہے۔ کانگرس پر استبداد کا الزام یقیناً حیرت انگیز معلوم ہوگا۔ لیکن زیادہ نہیں صرف دو واقعات اور وہ بھی دور کے نہیں خاص بمبئی کے واقعات اس کے ثبوت میں پیش کروں گا۔ کانگرس ہی نے سول لبرٹیز یونین (CIVIL LIBERTIES UNION) قائم کی اور خود ہی اس کی مٹی پلید کی۔ اول بمبئی سے انسانوں کو خارج کرنے کا اختیار پولیس کمشنر کو دے دیا۔ میں موالی پن اور غنڈہ ازم کا کسی طرح بھی حامی نہیں۔ لیکن یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اشخاص کو خارج البلد کرنے کا اختیار بجائے عدالت کے کمشنر پولیس کو عطا کیا جائے۔ کیا کانگرس کل تک پولیس کے اختیار کی وسعت کا رونا نہیں رو رہی تھی۔ اور آج جب کہ وہ اتفاق سے برسر اقتدار آگئی ہے تو وہ اپنا رونا بھول گئی ہے۔ شہری آزادی کی دوسری شق آزادئ تحریر ہے۔ بمبئی گورنمنٹ کے ارکان نے پریس ایکٹ کی ہمیشہ مذمت کی لیکن برسر اقتدار آنے کے بعد انہوں نے بمبئی کے روزنامہ الہلال اور اس کے پریس سے تین ہزار کی ضمانت اسی مذموم پریس ایکٹ کے تحت طلب کر لی۔

ان واقعات نے کانگریس کو بدنام کر دیا اور اب وہ اپنا اعتماد کھوتی جا رہی ہے اگر وہ انصاف پروری سے کام لیتی تو اسے عدالت کے فرائض انتظامیہ کے سپرد نہیں کرنے تھے۔ وہ "الہلال" پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلا سکتی تھی اور اس کے ایڈیٹر وطابع کو صفائی پیش کرنے کا موقعہ بھی دے سکتی تھی ۔

ہماری نجات قرآنی تعلیم میں ہے

ان شکایات کے باوجود جہاں تک میری ذات اور میرے رفقائے کار کا سوال ہے ہم انتہائی امکانی کوشش کریں گے کہ کانگریس سے ایک باعزت مفاہمت ہو جائے، البتہ ہم یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ برطانوی غلامی سے گلوخلاصی حاصل کر کے اس ملک کی اکثریت کا طوق غلامی اپنے گلے میں ڈال لیں ۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان میری تائید کرے گا۔ جب میں کہتا ہوں کہ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو کے اصول پر کاربند ہو جاؤ ۔ مسلمانوں کے لیے پروگرام تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ان کے پاس تو تیرہ سو برس سے ایک مکمل پروگرام موجود ہے اور وہ قرآن پاک ہے ۔ قرآن پاک ہی میں ہماری اقتصادی، تمدنی و معاشرتی اصلاح و ترقی کے علاوہ سیاسی پروگرام بھی موجود ہے ۔ میرا اسی قانون الٰہیہ پر ایمان ہے اور جو میں آزادی کا طالب ہوں وہ اسی کلام الٰہی کی تعمیل ہے ۔ قرآن پاک ہمیں تین چیزوں کی ہدایت کرتا ہے، آزادی، مساوات اور اخوت ۔ بحیثیت ایک مسلمان کے میں بھی ان ہی تین چیزوں کے حصول کا متمنّی ہوں تعلیم قرآنی ہی میں ہماری نجات ہے اور اسی کے ذریعے ہم ترقی کے تمام مدارج طے کر سکتے ہیں ۔

آزادی میرا مذہب ہے

چونکہ میرا مذہب مجھے آزادی حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے اور چونکہ میرے

وطن کی آزادی ہندو مسلم اتحاد پر منحصر ہے اس لیے میں ہندو مسلم اتحاد کے لیے بہت زیادہ بے چین ہوں۔ مجھے اپنے وطن سے دلی محبت ہے۔ مجھے اپنا وطن عزیز ہے اور ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے اور میں اپنے وطن عزیز کا ایک وفادار خادم ہوں اور اسے آزاد کرا کر اس کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا ملک بھی آزاد اور خود مختار ممالک کی صف میں جگہ پائے۔"

کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا[۱]

خداوندان کانگرس کا خاتمہ کرنا پڑے گا

شملہ، ۱۵ راگست۔ شملہ میں تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ: "اس وقت ہندوستان میں تین طاقتیں ہیں۔ ان میں سے پہلی اور بہترین منظم طاقت برطانوی حکومت ہے جسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسری طاقت ہندو اکثریت ہے جو آج کل کانگرس ہائی کمانڈ کے ہاتھوں بری طرح گمراہ ہو رہی ہے۔ تیسری طاقت مسلمان ہیں جسے ہندوستان کا مستقبل بناتے وقت نظر میں رکھنا چاہیئے۔ ملک کے سامنے اس وقت جو مسئلہ درپیش ہے اس کا حل دریافت کرنے میں سب سے بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ہندوستان واحد قومیت نہیں بلکہ کئی قوموں کا ایک ملک ہے اس ملک میں ہندوستان کے مسلمان بھی ایک قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے لیے اس وقت سب سے زیادہ ضروری شے اتحاد ہے۔

یورپ کے اکثر ممالک میں تجربے کیے جانے کے بعد اب ہندوستان میں بھی جمہوری پارلیمانی حکومت کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ ہندوستانی صوبوں کو جمہوری

---

[۱] انقلاب لاہور ۱۸ راگست ۱۹۳۸ء ص ۵

طرز کی حکومت دی گئی ہے جس میں سے آج سات صوبوں میں کانگرسی حکومت ہے۔ ان صوبوں میں ڈیموکریٹ اکثریتیں نہیں ہیں بلکہ ہندو اکثریت ہے جن کی مدد سے کانگرس ہائی کمانڈ نے مسلمانوں کے سلسلہ میں تشدّد آمیز پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔

اس وقت تک جدید جمہوری طرز حکومت کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ کانگرس ہائی کمانڈ جسے سر دست کانگرس کی اکثریت کی تائید حاصل ہے چاہتا ہے کہ مسلمان کانگرس میں مدغم ہو جائیں۔ اپنی ہستی کھو دیں اور اکثریت جس پر ہائی کمانڈ کا قبضہ ہے کے غلام بن کر رہیں۔ مسلمان اس میں سے کوئی چیز قبول نہیں کر سکتے بلکہ انہیں متحد ہونا چاہیئے۔ ان کے حقوق پر دست تعدی دراز کیا جائے تو وہ اس کا مقابلہ کریں۔ کانگرس کی تشدّد آمیز پالیسی مسلمانوں کو جس گڑھے میں دھکیل رہی ہے وہ اس سے باہر رہنے کی کوشش کریں اور آئندہ ۲۵ سال کے عرصہ میں ہندوستان میں اپنا پارٹ مکمل طور پر ادا کریں۔

آخر میں قائد اعظم نے ہندوؤں اور دوسری قوموں کو یقین دلایا کہ مسلمان ان کے دوستوں کی حیثیت میں ان کے ساتھ تعاون و اشتراک کرنے کے لیے آمادہ اور مضطرب ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ہندو بھائی مسلمانوں کے ساتھ مل کر کانگرس ہائی کمانڈ کو کچلنے میں ہاتھ بٹائیں گے جو اس وقت ملک کی سب سے بڑی دشمن ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی کے بیان کی تردید[1]

شملہ ۱۸ اگست، قائد اعظم محمد علی جناح نے مولانا حسین احمد مدنی[2] کی ایک تقریر کے سلسلے میں جو انہوں نے ۱۵ اگست کو غازی پور میں کی تھی، ایک بیان میں کہا کہ "میں نے مولانا حسین احمد کے متعلق سنا ہے کہ انھوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ عام انتخابات کے موقع پر ہم نے مسلم لیگ کی مخالفت اس لئے نہیں کی تھی کہ مسٹر جناح نے یقین دلایا تھا کہ مسلم لیگ کی پالیسی اب بدل گئی ہے اور مسلم لیگ اب آزادی کامل کی حامی ہے لیکن انتخابات کے ختم ہو جانے کے بعد جب مسٹر جناح ہی نے یہ کہا کہ وہ گفتگو تو محض ایک سیاسی چال تھی ہماری آنکھیں کھل گئیں۔

"یہ سارا بیان سرتاپا غلط ہے۔ ۱۹۳۶ء میں جمعیۃ العلماء ہند کے بعض ارکان کیوں مسلم لیگ کے ساتھ مل گئے تھے اور لیگ کے امیدواروں کی انہوں نے کیوں تائید و حمایت کی تھی اور پھر فوراً ہی وہ کیوں لیگ سے الگ ہو گئے، میرے لئے خود یہ ایک پراسرار معمہ ہے جسے میں حل نہیں کر سکتا۔"

آرمی بل کی مخالفت کرنیوالوں کو قائد اعظم محمد علی جناح کا دندان شکن جواب[3]

شملہ ۲۹ اگست۔ ایسٹ شملہ میں اسلامی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے ارشاد فرمایا کہ "مسلم لیگ کا جھنڈا اسلامی خودداری اور اتحاد کا نشان ہے۔ مسلمانوں کو کبھی اس جھنڈے کی اس حیثیت کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔"

قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی تقریر میں اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے اس زاویۂ نگاہ کی تشریح کی جس کے پیش نظر آرمی بل (Army Bill) کی حمایت کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا "کہ ہندوستان میں صرف دو ہی عسکری نسلیں آباد ہیں مسلمان اور سکھ۔ مسلمانوں کی اکثریت نوشت و خواند سے واقف نہیں وہ صرف فوج میں ہی ملازمت حاصل کر سکتے ہیں اگر مسلمانوں کو فوج میں شامل ہونے سے باز رکھا گیا تو صرف ہندوستان کے مدافعانہ نظام میں ہی خلل واقع نہ ہو گا بلکہ مسلمانوں میں بے روزگاری کو بھی فروغ ہو گا۔

مسلم لیگ اس وقت تک کوئی تعمیری لائحہ عمل نہیں بنا سکتی جب تک آپ لوگ خود مسلم لیگ میں

---

[1] انقلاب لاہور ۲۰ اگست ۱۹۳۸ء ص ۵

[2] مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ء - ۱۹۵۷ء) صدر جمعیۃ العلماء ہند - صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔

[3] انقلاب لاہور ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء ص ۴

شامل نہیں ہوتے۔ خالی لائحہ عمل کے مطالبہ سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ عوام کا فرض ہے کہ وہ لیگ میں شامل ہوں اور اپنی اصلاح کے لئے خود لائحہ عمل تیار کریں۔"

مسلمان ہندوستان میں غلام بن کر زندگی بسر نہیں کر سکتے[۱]

۱۰ اکتوبر: مسلم لیگ کانفرنس کے پنڈال میں قائد اعظم نے لیگی جھنڈا لہراتے کی رسم ادا کرتے ہوئے فرمایا "ہم آزاد ہندوستان میں بطور ایک آزاد قوم کے رہیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام ہندوستان کے مسلمان اس جھنڈے کی شان کو برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کریں گے۔ مسلمان کسی کے ماتحت یا غلام بن کر نہیں رہیں گے، وہ لوگ جو مسلمانوں پر تسلط قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان کا وہم دُور ہو جائے گا۔ مسلمان چاہتے ہیں کہ اس ملک کی حکومت اور اس کے نظم ونسق میں، انہیں باعزت جگہ حاصل ہو۔ اگر اس کی مخالفت کی گئی تو مسلمان آخر دم تک لڑنے کو تیار ہیں مسلمانوں کی لڑائی ہندوؤں سے نہیں بلکہ کانگرس ہائی کمان سے ہے جو گذشتہ ایک سال سے مسلم لیگ کے متعلق نہایت مخالفانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہے اور جو مسلمانوں میں تفریق پیدا کر کے ان پر کانگرس کا تسلط قائم کرنا چاہتی ہے یہ نہایت خطرناک کھیل ہے اور اس سے ملک کی ترقی کی راہ میں بھاری رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔"

سندھی سیاست کے متعلق قائد اعظم نے کہا "مجھے افسوس ہے کہ سندھ میں اتنا بھاری افتراق ہے اور یہ بات نہایت عجیب ہے کہ گورنر نے سندھ اسمبلی کا اجلاس بلانے سے انکار کر دیا ہے۔ مجھے یہ سن کر بہت رنج ہوا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس فروری تک نہیں ہوگا۔

مسلم لیگ کا نقطہ نظر اور اس کی پالیسی بالکل قوم پرستانہ ہے۔ ہم باعزت صلح کے لئے جدوجہد کریں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو ہم اپنے مقصد کے حصول کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دیں گے۔ ہمیں دوسرے فرقوں پر جو مسلمانوں سے آگے بڑھ گئے ہیں کوئی حسد نہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وہ رواداری کا ثبوت دیں تاکہ ہم بھی اسی طرح آگے بڑھ سکیں۔"

سندھ اسمبلی سے متعلق قائد اعظم کا بیان[۲]

کراچی ۱۰ اکتوبر: (آج رات) پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کے آغاز میں قائد اعظم محمد علی جناح نے اعلان کیا کہ میں نے اسمبلی کے مسلم ممبروں سے ملاقات کی ہے اُنسے تقریباً ایک گھنٹہ تبادلہ خیال کیا۔ اس گفت وشنید کے نتیجہ کے

۱۔ انقلاب لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۵

۲۔ انقلاب لاہور ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۱

طور پر اسمبلی کے ۳۵ ممبروں میں سے ۲۸ ممبر آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے لیگ کے منشور پر دستخط کر دیے ہیں اور لیگ کی پالیسی اور پروگرام منظور کر لیا ہے۔ باقی سات ممبروں نے (ایک کانگرسی ممبر نکال کر) ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ وہ کیا طرز عمل اختیار کریں گے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ کل صبح میں ایک بیان جاری کرنے والا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ مسلم اتحاد اور بہبود کے پیش نظر یہ سات ممبر اب بھی مسلم لیگ میں شامل ہونے کے فوائد محسوس کریں گے اور آج سو کر اٹھنے کے بعد کل صبح معقولیت کا دورہ ہو گا۔ میں آخر میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بے دھڑک آگے بڑھتے جائیں گے کوئی شخص ہمیں ہمارے عزم سے باز نہیں رکھ سکتا بالو بھوں اور خود غرض لوگوں کی شرارت پسندیوں کے باوجود ہم آگے بڑھتے جائیں گے۔

میرے ہوتے ہوئے کانگرس مسلمانوں کو پامال نہ کر سکے گی [1]

کراچی ۱۱ اکتوبر: سندھ پراونشل مسلم لیگ کے آخری اجلاس میں رات دو بجے تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے اعلان کیا کہ میں کئی بار کانگرس پر یہ حقیقت واضح کر چکا ہوں اور اب پھر اس کا اعادہ کرتا ہوں کہ جب تک میرے جسم میں زندگی کی رمق باقی ہے میں مسلمانوں کو پامال نہ ہونے دوں گا۔ جب تک کانگرس مساوی سطح پر ہمارے سامنے نہ آئے گی ہمارے ساتھ اس کی صلح نہیں ہو سکتی۔

قائد اعظم نے مزید فرمایا "جرمنی کا ایک علاقہ الگ کر کے سوڈیٹن لینڈ کے نام سے ایک مصنوعی حکومت بنا دی گئی تھی مگر اس علاقے کے باشندوں نے یہ حقیقت فراموش نہ کی کہ ان کا وطن یہ سوڈیٹن لینڈ نہ تھا جسے غیر ملکیوں نے بنایا تھا۔ ان کی قوت حافظہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج یورپ کا نقشہ بدل گیا ہے۔ کانگرس بھی مسلمانوں کے ساتھ سوڈیٹن باشندوں کا سا سلوک کرنا چاہتی ہے۔ کانگرس فاتحانہ حیثیت اختیار کرنا چاہتی ہے۔ یہ نقشہ کانگرسی خداوندوں کے ذہن پر سوار ہو گیا ہے۔ کانگرس مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے وہ اس جنون، خبط اور دیوانگی میں مبتلا ہے اور اس مقصد کے لئے میں اس کی سازشوں اور اس کی اس دیوانگی کے خلاف برسرپیکار ہوں۔

میں مجالس آئین ساز کے اندر کام کرنے کی نسبت ان سے باہر کام کرنے کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ تعمیری کام کی بنیاد مجالس آئین ساز کے باہر ہی رکھی جا سکتی ہے۔ ہمارا کام وزارتیں توڑنا یا بنانا نہیں۔ صوبائی حکومتیں محض کھلونا ہیں۔ جو تھوڑے بہت اختیارات حاصل ہیں ان کا ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہمیں یہ حقیقت فراموش

---

[1] انقلاب لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۱

نہیں کرنی چاہیئے کہ اصلی حکومت ابھی تک انگریزوں کے ہاتھ میں ہے۔ ہندوؤں کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ کانگرس بالکل صحیح کام کر رہی ہے وہ واردھا کے جادو کے زیر اثر نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو صحیح حقیقت کا احساس ہونا چاہیئے۔ میں ۱۹۳۶ء سے اس آگ سے مسلمانوں کو خبردار کر رہا ہوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ میرے آگ بجھانے والے انجن میں کوئی خامی ہے۔ ہمیں ابھی اپنی تنظیم کرنی ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ چار سال کے اندر اندر سارے ملک میں مسلم لیگ سے زیادہ طاقتور اور کوئی جماعت نہیں ہوگی۔ مسلمان دوسروں کی نسبت سیاسیات کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اور زیادہ فہم اور عقل رکھتے ہیں وہ بہادر ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اس وقت ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ہماری زندگی کا راز ہماری تنظیم میں ہے منظم ہونے کی صورت میں کوئی جماعت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

قائداعظم محمد علی جناح کا پیغام[۱]

ملتان کے شہری حلقے کے مسلمانوں کے نام

"قائداعظم محمد علی جناح نے نواب ممدوٹ کی وساطت سے ملتان کے شہری حلقے کے مسلمانوں کو بذریعہ تار مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔

میں ملتان کے شہری حلقہ انتخاب کے مسلمان ووٹروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کے امیدوار شیخ محمد امین صاحب کو ووٹ دے کر لیگ کے وقار کا علم بلند رکھیں جو ہندوستان بھر میں تنہا مسلمانوں کے حقوق کے لئے مصروف جہاد ہے۔ گمراہ احراری اپنی سرگرمیوں سے نہ صرف مسلمانوں کے بہترین مفاد کو خطرے میں ڈال رہے ہیں بلکہ ملک کے لئے بھی ان کا وجود مضرت رساں ہے۔ ان کو شکست فاش دو۔"

جب تک میرے جسم میں جان ہے مسلمانوں کو ذلیل نہیں ہونے دوں گا[۲]

کراچی ۱۹ اکتوبر: قائداعظم محمد علی جناح نے اسلامیانِ سندھ کو حسب ذیل الوداعی پیغام بھیجا۔

۱۔ ہفتہ وار انقلاب لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص ۴

۲۔ انقلاب لاہور ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص ۱

"آپ چند آدمیوں کو کچھ عرصہ کے لئے بے وقوف بنا سکتے ہیں، آپ کچھ لوگوں کو ہمیشہ کے لئے بھی بے وقوف بنا سکتے ہیں لیکن آپ تمام آدمیوں کو ہمیشہ کے لئے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔

مجھے یقین ہے کہ جو لوگ فتنہ انگیزیوں اور سازشوں میں منہمک رہتے ہیں وہ ایسے سوار ہیں جو بہت جلد بری طرح منہ کے بل گرتے ہیں۔ میرے سامنے کونسا مقصد ہے؟ میرا مقصد یہ نہیں کہ اس وزارت کو توڑتا پھروں۔ یہ ایک نمائشی حکومت ہے۔ یہ ایک ایسی حکومت نہیں جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ بے شک یہ آپ کو تھوڑا بہت اختیار دیتی ہے اور آپ اس بھول پر فاش غلطیاں کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ یہ اختیارات آپ کے لئے نئے ہیں۔ ان اختیارات کے نشہ میں مست ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اور مسلمانوں کو نہ یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ہم اتنے صوبوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ حکومت ابھی تک برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس حقیقت کو نہ بھولیں۔ یہ کوئی آج یا کل یا دو سال یا پانچ سال کا مسئلہ نہیں اگر آپ سیاست یا تدبر سے باخبر ہیں تو آپ کو مستقبل کی طرف دیکھنا چاہیئے جو آج سے دس سال بعد پیدا ہوگا۔

کانگرس اور ہمارے درمیان محلِ نزاع کیا شے ہے؟ میں آپ کو صاف صاف بتلانا چاہتا ہوں کہ میں مسلمانوں کو با اقتدار حیثیت کا مالک بنانا چاہتا ہوں۔ کسی تعلیم یافتہ ہندو یا مسلمان کو ابھی تک واضح طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کانگرس کس چیز کے لئے لڑ رہی ہے اور ہم کس چیز کے لئے مدافعت کر رہے ہیں۔ کانگرس اس لئے لڑ رہی ہے کہ مسلمانوں پر اقتدار حاصل کرے۔ یہ ایک صریح دیوانگی ہے لیکن بدقسمتی سے وہ اس جنون میں مبتلا ہے۔

یہ سکیم، یہ تجویز اور مجنونانہ نصب العین ہے جس کے خلاف میں جہاد کر رہا ہوں اور میں نے کانگرس پر واضح کر دیا ہے کہ جب تک میرے جسم میں جان ہے میں مسلمانوں کو کبھی ذلیل نہیں ہونے دوں گا۔ جب تک کانگرسی اپنی حماقت کا احساس نہیں کریں گے اور ہمیں اپنا مساوی اور شریک تسلیم کر کے بات چیت نہیں کریں گے اس وقت تک ہمارے اور ان کے درمیان امن قائم نہیں ہو سکتا۔ بس یہی وہ مسئلہ ہے جس پر ہم لڑ رہے ہیں عام ہندو یا مسلمان اس پوزیشن کو نہیں سمجھتا لیکن ہندو لوگ ہائی کمان کی روایتی تعظیم کرتے ہیں اور اس کے فیصلوں کو مانتے ہیں کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ انہیں کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

مسلمانوں کے لئے بے حد ضروری ہے بلکہ یہ ان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے کہ وہ اصل بات کو سمجھیں اور دیکھیں کہ ہم کس مسئلہ پر لڑ رہے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ غور سے دیکھیں، سنیں اور سمجھیں۔ میں خطرے کا الارم بجا رہا ہوں۔ آپ کو چاہیئے کہ زیادہ منظم ہو جائیں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ میں سیاسی شعور پیدا ہو گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ سیاسی بیداری جاری رہے گی۔ مجھے ایک چیز کی خاص طور پر خوشی ہے کہ مسلمان زیادہ سیاسی

سمجھ رکھتا ہے۔ اس میں زیادہ عقل ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ زیادہ دلیر اور نڈر انسان ہے

سندھ کے ہندوؤں کو قائد اعظم کا زبردست انتباہ[1]

کراچی ۱۹ اکتوبر: بمبئی روانہ ہونے سے قبل قائد اعظم محمد علی جناح نے کراچی ڈیلی گزٹ کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران سندھ کی عام سیاسی حالت بالخصوص ہندو اقلیت کے رویہ کے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے۔ آپ نے فرمایا "میں اپنے ساتھ یہ تاثر لے کر جا رہا ہوں کہ اس صوبہ کے ہندوؤں میں مجھ سے ملنے کی خواہش نہیں حالانکہ اگر وہ مجھ سے ملتے تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی اور میں انہیں بتاتا کہ میں تمام اقلیتوں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنا چاہتا ہوں۔ اقلیت کا مسئلہ میرے نزدیک اصول اور اعتقاد کا درجہ رکھتا ہے مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کون سی اقلیت ہے میں تو ہر اقلیت کے حقوق محفوظ کرنا چاہتا ہوں۔

کراچی آنے کا میرا بڑا مقصد یہ تھا کہ مسلم جماعتوں میں اتحاد پیدا کروں اس کے بعد ہندوؤں کو بلاؤں اور ان کے دعاوی کا تصفیہ کراؤں۔ لیکن میں ابھی مطلوبہ اسلامی اتحاد پیدا کرنے والا ہی تھا کہ ہندوؤں اور کانگرس نے جھگڑا پیدا کر دیا اور اختلاف کی خلیج اور زیادہ وسیع کر دی۔ میرا خیال ہے کہ مسلم اکثریت میں اس طرح پھوٹ ڈلنے کا لازمی نتیجہ فرقہ وارکشیدگی کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ نیز میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اقلیت چاہتی ہے کہ خان بہادر اللہ بخش[2] کو تیدی بنائے رکھے

میں ہمیشہ کے لئے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ سندھ کے صوبہ میں مسلمانوں ہی کی آواز حکومت میں بلند ہو گی۔ جہاں تک میں دیکھ سکا ہوں ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر حکومت میں اقتدار حاصل کریں۔ لیکن ہندوؤں کے ان ارادوں کے نتائج اس قسم کے ہوں گے جو فرقہ وار مفاد کے لئے کسی رنگ میں بھی پسندیدہ نہیں ہیں۔

مجھے اس پوزیشن کا احساس ہے کہ ہندوؤں کے لئے صرف یہی چارہ کار ہے کہ وہ برسر اقتدار پارٹی کا ساتھ دیں لیکن میں اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بہر حال مسلمان ہی اکثریت میں رہیں گے۔ لہٰذا مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت کے ساتھ رابطہ اتحاد قائم رکھنا نہ مفید ہے نہ پسندیدہ۔ اگر کانگرس کے ۲۲ ممبر ہوتے جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی اور وہ اپنی وزارت قائم کرتی تو اس صورت میں حالات بالکل مختلف ہوتے۔

---

[1] انقلاب لاہور ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۵

[2] اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ

مجھے کراچی میونسپل کارپوریشن کے ان ہندوؤں کے رویہ پر افسوس ہے جنہوں نے مجھے ایڈریس پیش کئے جانے کے متعلق تحریک کے حق میں ووٹ نہیں دیے۔ اور میونسپل چیمبرز سے کانگرسی ارکان کے چلے جانے کے بعد خود بھی نہ ٹھہر سکے۔ مجھے ایڈریس کی پرواہ نہیں۔ البتہ جو اصول اختیار کیا گیا وہ آداب معاشرت کے منافی ہے اور کسی اقلیت کو یہ طرز عمل اختیار کرنا زیب نہیں دیتا نیز اسی ایک مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤں اور کانگرس کی ذہنیت ایک ہے۔ ایک ایسے صوبے میں جہاں انجام کار مسلم اکثریت حکومت میں اقتدار حاصل کرکے رہے گی۔ اس قسم کا رویہ اختیار کرنا حد درجہ ناپسندیدہ ہے۔ آخر میں میں پھر اعلان کرتا ہوں کہ اقلیت کے حقوق کا مسئلہ میرے نزدیک اصول نہیں بلکہ اعتقاد کا درجہ رکھتا ہے۔"

کمال اتاترک کی وفات پر قائداعظم کا تعزیتی پیغام [1]

بمبئی، ۱۱ر نومبر: قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں کمال اتاترک کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ عہد حاضر کے عظیم ترین مخلص مسلمان تھے۔ ان کا ماتم نہ صرف ترکی اور دنیائے اسلام میں بلکہ سارے ملکوں میں کیا جائے گا۔ اپنے وطن اور اسلام کی انہوں نے جو شاندار خدمات انجام دیں ان کا اعتراف کرنا آسان نہیں۔ انہوں نے حصولِ آزادی کے لئے اسلامی ممالک اور دیگر ملکوں کے لئے ایک زندہ مثال قائم کردی۔ مجھے یقین ہے کہ انھوں نے اس اطمینان کے ساتھ اپنی جان دی ہوگی کہ جس مقصد کو انھوں نے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا تھا وہ ان کے جیتے جی پورا ہوگیا اور انہوں نے اپنے ملک کو پھولتے اور پھلتے دیکھا نہ صرف مسلمان بلکہ ساری دنیا ان کی موت سے اس زمانے کی عظیم ترین ہستی سے محروم ہوگئی ہے۔

فیڈریشن کے سلسلے میں وائسرائے کو قائداعظم کا خطاب [2]

بمبئی ۱۱ر دسمبر: قائداعظم محمد علی جناح نے حسب ذیل بیان جاری کیا "کانگرس نے ریاستوں میں جو شورش برپا کر رکھی ہے۔ اس کا اصلی مقصد یہ ہے کہ حکومت برطانیہ، والیانِ ریاست کو انتخابی سسٹم منظور کرنے کے لئے

---

[1] انقلاب لاہور ۱۲ر نومبر ۳۸ ۱۹ء، ص ۱

[2] انقلاب لاہور ۲۴ر دسمبر ۱۹۳۸ء، ص ۵

مجبور کرے تاکہ مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں کانگرسی نمائندے منتخب ہو کر آئیں اور مرکزی اسمبلی میں کانگرس کو زبردست اکثریت حاصل ہو جائے۔ اس سلسلے میں نائب وزیر ہند نے دارالعوام میں بعض سوالات کے جواب دیے ہیں جن سے مسلمانوں کا خوف وہراس رفع ہو گیا ہے۔

ہز ایکسی لینسی وائسرائے نے عوام الناس سے اپیل کی ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی مجوزہ فیڈریشن کو آزمائش کا موقع دیں۔ ہز ایکسی لینسی نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ اس وقت تک صوبائی خود مختاری کی سکیم نہایت کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ ان کے ان الفاظ نے مجھے بے حد مضطرب کیا ہے کیونکہ جن اشخاص کو گذشتہ ۱۸ ماہ کا تجربہ حاصل ہوا ہے وہ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کانگرسی صوبوں میں کیا ہو رہا ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ ہز ایکسی لینسی اس امر سے آگاہ ہیں کہ کانگرسی وزارتیں جمہوری پارلیمانی نظام کے برعکس فسطائیت کے اصول پر حکومت کر رہی ہیں اور اپنے احکام کو برطانوی فوج اور پولیس کے زور سے جاری کرواتی ہیں جس حد تک واقعات کا تعلق ہے کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں پر بڑے مظالم توڑے گئے اور ان کو پامال کرنے کی ہر ممکن کوششیں کی گئی ہیں اگرچہ گورنروں کو خاص اختیارات حاصل ہیں مگر وہ ان اختیارات سے کام لینے میں ناکام رہے ہیں۔

ہز ایکسی لینسی نے بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے تمام امراض کا واحد علاج فیڈریشن کا قیام ہے۔ کیا ہز ایکسی لینسی کو یہ معلوم نہیں کہ اس مصنوعی طریقہ سے ہندوستان کا برِاعظم متحد نہیں ہو سکتا۔

میرا خیال ہے کہ اگر حکومت برطانیہ نے فیڈریشن کی ناقص سکیم ہندوستان پر تھوپ دی تو اس صورت میں ہندوستان پر مزید تباہی نازل ہو گی۔ یہ سکیم معاہدہ وارسائی[1] سے بھی زیادہ خطرناک ہے جس نے چیکوسلواکیہ میں مختلف قوموں پر مشتمل ایک جمہوریت قائم کر دی تھی جس کا نتیجہ حال ہی کے واقعات کی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے۔

مسٹر سبھاش چندر بوس نے حال ہی میں میرے نام جو مکتوب ارسال کیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ دار مصالحت ناممکن ہو گئی ہے۔ کانگرس کا دعویٰ ہے کہ صرف اسے ہی ہندوستان میں نمائندگی کا حق حاصل ہے جس وقت تک اس کا یہ مطالبہ موجود ہے ہندوستان میں اتحاد قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مطالبہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد کے قیام کے منافی ہے۔ مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ مسلمان اپنے اس مطالبہ کو منوانے کے لئے ہر مصیبت کو برداشت کرنے کو تیار ہیں۔

---

(۱) معاہدہ وارسائی ۱۹۱۸ء جنگ عظیم کے بعد جرمنوں اور اتحادیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا اسے معاہدہ وارسائی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس میں جرمنوں پر بے حد زیادتی کی گئی تھی اور یہی معاہدہ دوسری جنگ عظیم کا سبب بنا تھا۔

حال ہی میں بمقام الٰہ آباد مولانا آزاد اور نواب محمد اسمٰعیل خانؒ[1] میں ایک ملاقات ہوئی تھی جس کے متعلق بہت سے احباب نے مجھ سے استفسارات کئے ہیں۔ اس ملاقات نے عوام میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں جن کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ میں اس بارے میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ نواب صاحب کو مسلم لیگ نے اس امر کے لئے مامور نہیں کیا تھا اور نہ ہی مسلم لیگ نے انہیں کوئی اختیار دیا تھا۔ میں اس امر کے سخت خلاف ہوں کہ مسلم لیگ کا کوئی اعلیٰ رکن مولانا آزاد سے ملاقات کرے کیونکہ اس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس امر کی تصدیق ہونے کا احتمال ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کانگرس ہائی کمان میں مسلمانوں کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔"

کانگرسی صوبوں میں مسلم اقلیتوں پر مظالم[2]

قائداعظم محمد علی جناح نے سالانہ اجلاس پٹنہ سے فارغ ہو کر پریس کے نام ایک بیان جاری کیا جس میں آپ نے فرمایا۔ "کانگرس اور مسلم لیگ کے موضوع پر ہریجن کی تازہ اشاعت میں مسٹر گاندھی نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ کانگرس ہی ایک جماعت ہے جو ہندوستان کے باشندوں کی بھلائی کے لئے کام کر سکتی ہے یہ بالکل بیہودہ ہے۔

میں نے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء کے اخبارات میں مسٹر گاندھی کے اس انٹرویو کا حال بھی پڑھا ہے جو انہوں نے ایک برطانوی اخبار نویس ایچ۔ وی۔ ہڈسن (H. V. HUDSON) کو دیا ہے۔ اس کو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر گاندھی اس بے ہودہ خیال پر مصر ہیں کہ کانگرس ہی ایک ایسی جماعت ہے جو ہندوستان کے باشندوں کی بھلائی کر سکتی ہے نیز کانگرس کی تاریخ اور منصوبوں کے متعلق اس قسم کی چکنی چپڑی باتیں کی ہیں جس سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ کانگرس ہی ہندوستان بھر کی کامل نمائندگی کر سکتی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ کانگرس کی روایات کے پیش نظر یہ منصوبے بے حد قابل قدر ہیں نیز یہ کہ اگر آپ کانگرس کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جب سے کانگرس معرض وجود میں آئی ہے وہ ملک کی تمام جماعتوں کی مساوی نمائندگی کا حق ادا کر رہی ہے۔

جب سے مسٹر گاندھی نے کانگرس پر قبضہ کر رکھا ہے محض ان کی بدولت کانگرس کے نصب العین اور روایات تباہ ہوئی ہیں۔ مسٹر گاندھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک سیاسی پروگرام کا تعلق ہے۔ کانگرس اپنے آپ کو مسلم لیگ میں

---

[1] نواب محمد اسماعیل خان۔ یوپی کے مشہور مسلم لیگی رہنما۔

[2] انقلاب لاہور ۵ جنوری ۱۹۳۹ء، ص ۵۔

جذب کرنا پسند کرے گی۔ اگر مسلم لیگ اسے اپنے میں جذب کرنا چاہے یا اس کے عوض میں وہ خود مسلم لیگ کو اپنے میں جذب کرے کیا بادی النظر میں یہ کہنا بیہودگی نہیں کہ مسلم لیگ، کانگرس کو اپنے اندر جذب کرے جو ایک خالص ہندو جماعت ہے چار اور ایک کی نسبت سے اکثریت رکھتی ہے۔ مسٹر گاندھی نہایت آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ انجام کار کانگرس ہی مسلم لیگ کو جذب کر جائے گی۔ لہٰذا ایسی باتیں کہنے میں ان کا کیا جاتا ہے۔ دراصل مسٹر گاندھی نے یہ بات اپنی طاقت اچھی طرح سمجھنے کے بعد کی ہے۔ چنانچہ جب ان سے پوچھا گیا کہ دوسری جماعتوں کو اپنے اندر جذب کرنے سے متعلق کانگرس کا منصوبہ اس حقیقت کا آئینہ دار نہیں کہ وہ ایک فسطائی جماعت ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ کانگرس کو ڈکٹیٹر جماعت کہنا اس کی توہین کرنا ہے۔ ادغام تو ناگزیر عمل ہے۔ ساتھ ہی مسٹر گاندھی نے جھٹ سے کہہ دیا کہ آپ کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ کانگرس اپنی بات کسی سے بزور نہیں منواتی۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور پھر کہا کہ کانگرس کے احکام عدم تشدد کے اصول پر مبنی ہیں۔

کیا یہ صحیح ہے؟ اخبار نویس نے مسٹر گاندھی سے دریافت کیا کہ اگر سبھی مسلمان شریک ہو جائیں تو کامل آزادی کی طرف پیش قدمی میں تیزی ہو جائے گی۔ مسٹر گاندھی نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ایسا ہو گا۔ ذاتی طور پر میں کوئی ایسی بات نہیں کہتا جو مسلمانوں کے خلاف ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ ہندو مسلم جھگڑے کا حل توقع سے بھی زیادہ جلدی ہو جائے گا۔

بالآخر مسٹر گاندھی کو گھٹا ٹوپ اندھیرے میں روشنی کی جھلک نظر آنے لگی ہے لیکن یہ کہانی اتنی پرانی ہے اور اتنی بار دہرائی جا چکی ہے کہ اب اسے سنا سنا کر مسلمانوں کو مزید گمراہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب مسٹر گاندھی اپنی پریشان دماغی کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی باتوں کا اعتبار کرنا مشکل ہے۔ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے وہ یہ یقین کرنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ کانگرس کے اصول و مقاصد خواہ وہ کتنے ہی خوشنما اور مرغوب طبع کیوں نہ ہوں لیکن اصل حقائق بتلا رہے ہیں کہ جب کبھی کانگرس کو اپنی پالیسی اور پروگرام پر عمل کرنے کا اتفاق ہوا اس نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ ہندو مہاسبھا سے کسی طرح بہتر نہیں ہے جو ملک میں خالص ہندو راج قائم کرنا چاہتی ہے اور چند دن ہوئے ناگپور میں اس کا فیصلہ بھی کر چکی ہے۔[1]

مسلم اقلیتوں پر کانگرسی صوبوں میں جبر و تشدد[2]

بمبئی ۵ رجنوری۔ پنڈت نہرو نے حال ہی میں جو تقریر کی اس کے متعلق قائداعظم محمد علی جناح نے اخبارات

---

[1] انقلاب لاہور ۸ رجنوری ۱۹۳۹ء، ص ۵

کے نام ایک پیغام میں کہا۔

"میری توجہ پنڈت نہرو کے بیان کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جس میں انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں پر مظالم کے واقعات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ میں نے جو چیز نوٹ کی ہے کہ اب پنڈت نہرو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ان واقعات ہی سے بے خبر ہیں جو خود ان کے اپنے صوبے میں ہو رہے ہیں اور انھوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں ہندو اکثریت والے صوبوں میں کانگرس پارٹی کے خلاف شکایتوں سے انہیں مطلع کروں۔

اگرچہ میں پنڈت نہرو کے جذبۂ انصاف پسندی پر شک نہیں کرتا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ انہوں نے ان الزامات کو سرے ہی سے بے بنیاد اور بے ہودہ قرار دیا ہے اور وہ اس بات پر اپنا سر ندامت سے جھکا رہے ہیں کہ ایک ایسے ملک میں جہاں سب لوگ جنگ آزادی میں منہمک ہیں، کوئی شخص اس قسم کی الزام تراشی میں مشغول ہو۔ مسلم لیگ نے ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ کو راجہ صاحب پیرپور کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی نے مختلف صوبوں میں جا کر موقعوں پر نہایت احتیاط سے تحقیقات کی اور اپنی رپورٹ پیش کی جو اخباروں میں چھپ چکی ہے۔ کیا پنڈت نہرو کی توجہ اس رپورٹ کی طرف مبذول نہیں کرائی گئی؟ پنڈت نہرو نے بہ کمال عنایت یہ تو فرما دیا کہ مجھ جیسے سرکردہ قانون دان کو یہ جاننا چاہیئے کہ قبل اس کے کہ یک طرفہ الزامات پر یقین کیا جائے انہیں ثابت کرنا چاہیئے لیکن انہوں نے خود الزامات کو بے بنیاد اور بے ہودہ قرار دیا ہے حالانکہ وہ اعتراف کر چکے ہیں کہ انہیں ان الزامات کا پتہ بھی نہیں کہ کیا کیا ہیں اور چاہتے ہیں کہ میں انہیں ان الزامات سے مطلع کروں۔ اس قسم کی ذہنیت سے نپٹنا بہت مشکل ہے۔ یہی نہیں بلکہ اجودھیا (یوپی) میں جس کانفرنس کی صدارت کے فرائض انہوں نے انجام دیئے تھے اس میں وزیر اعظم یوپی نے جسارت سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ مسلمانوں سے منصفانہ ہی نہیں بلکہ فیاضانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔

میں ان وزیر اعظم صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کانگرسی صوبوں میں واقعی مسلمانوں کے ساتھ منصفانہ سلوک ہوتا ہے تو پھر ٹانڈہ، بدری، بھاگلپور اور ہزاری باغ کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ ابھی ان بے شمار واقعات کو تو جانے دیجئے جو پیرپور رپورٹ میں درج ہیں اور اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں کیا وزیر اعظم پنڈت پنت کوئی مثال دے سکتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ یوپی کے مسلمانوں کے ساتھ فیاضانہ سلوک ہو رہا ہے۔ یوپی کے وزیر اعلیٰ تو اس طرح اپنا فیصلہ صادر کر چکے تھے۔ سی پی کے ذمہ دار وزیر پنڈت دوارکا پرشاد مسرا نے بھی آج کے اخباروں میں اسی قسم کی باتیں شائع کرائی ہیں۔

اس سے آگے مسٹر نہرو نے ایک بہت بڑی میں کے ساتھ سلسلہ کلام کو یوں جاری رکھا کہ "میں یہ الزامات نہایت

خوشی سے ایک آزاد اور غیر جانبدار جماعت کے سپرد کرنے کو تیار ہوں۔ جو ان کی تحقیقات کرے۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پیش کش محض پراپیگنڈہ کی غرض سے ہے یا سنجیدگی کے ساتھ پیش کی گئی ہے یا صرف اخباروں کے لئے مخصوص ہے۔ میں یہ سوال اس لئے کر رہا ہوں کہ ایک آزاد اور غیر جانبدار جماعت کی ترتیب سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ تحقیقات کا دائرہ مقرر کیا جائے اور اس کے پیچھے کوئی اور طاقت بھی ہو جائے کہ یہ تحقیقاتی کمیٹی کس کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ کس کے آگے رپورٹ پیش کرے گی۔ نیز کمیٹی کی سفارشات پر عمل کرنے کے لئے کون لوگ مجاز ہوں گے۔ ان تمام مسائل کو سب سے پہلے طے کر لینا ضروری ہے۔ اس وقت تو پنڈت نہرو کی پیش کش محض اخباروں کی وساطت سے ہوا میں معلق ہے۔ اگر پنڈت نہرو واقعی وہی کچھ چاہتے ہیں جس کا انہوں نے اظہار کیا ہے تو انہیں چاہیئے کہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں تاکہ یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ مجوزہ آزاد اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی کی ہیئت ترکیبی کیا ہو اور اس کا دائرہ تحقیقات کہاں تک وسیع ہو نیز بعض دوسری تفاصیل بھی طے کر لی جائیں۔ اس دوران میں پنڈت نہرو سے نہایت پرزور الفاظ میں درخواست کروں گا کہ وہ پہلے پیر پور رپورٹ کا مطالعہ کریں جو محض اخباروں ہی میں نہیں شائع ہو چکی بلکہ اگر پنڈت نہرو چاہیں تو اپنا یک طرفہ فیصلہ صادر کرنے سے پہلے اس کی ایک کاپی لیگ کے دفتر سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔"

جمعیۃ العلما کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے[1]

نئی دہلی ۲ مارچ۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اعلان کیا ہے کہ مسلم لیگ کا کوئی آدمی دہلی میں ہونے والی جمعیۃ العلماء کانفرنس کے ساتھ کسی قسم کا سروکار نہ رکھے کیونکہ اس جمعیۃ کی کارروائیاں مسلم لیگ کے مفاد کے خلاف ہیں بلکہ مسلم لیگ کو تباہ کرنے کی غرض سے اختیار کی جا رہی ہیں۔

انجمن حیات اسلام دہلی کا سالانہ جلسہ[2]

قائداعظم کا یتیم طلبہ سے اظہارِ شفقت

دہلی ۱۱ مارچ۔ یتیم خانہ و مدرسہ انجمن حیات اسلام کا ساتواں سالانہ اجلاس دو جانہ ہاؤس چاوڑی بازار میں منعقد

---

[1] انقلاب لاہور ۴ مارچ ۱۹۳۹ء، ص ۱

[2] انقلاب لاہور ۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء، ص ۔

ہوا اس اجلاس کی خصوصی اہمیت یہ تھی کہ قائداعظم نے اپنے دستِ مبارک سے یتیم خانہ کے طلبہ کو انعامات تقسیم کیے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"حضرات جس وقت میرے پاس مولانا حامد علی قریشی آئے اور انہوں نے فرمایا کہ یتیم بچوں کو تقسیم انعامات کے سلسلے میں میری ضرورت ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اس لئے کہ قوم کی بھلائی کے لئے بنیادی کام لائبریریاں، یتیم خانے، اسکول، ہسپتال وغیرہ یہی اصل چیزیں ہیں جن سے مخلوقِ خدا کی خدمت ہوتی ہے۔ مسلم لیگ ملک کے سیاسی کام کر رہی ہے اور اگرچہ وہ بہت بھاری سوال ہے جس کے لئے ہم لڑ رہے ہیں لیکن پھر بھی مسلم لیگ کے پروگرام اور مقاصد میں یہی بنیادی چیزیں شامل ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جس وقت تک ہم قوم کی خرابیوں اور کمزوریوں کا علاج نہ کریں، بڑی بڑی تقریریں سب بیکار ہیں۔

آپ نے اس وقت جو مجھے عزت بخشی ہے وہ اسی سبب سے ہے کہ میں مسلم لیگ کا صدر ہوں اور مسلم لیگ مسلمانوں کا کام کر رہی ہے۔ مسلم لیگ کے پروگرام میں تعلیم (جو ہماری سب سے بڑی کمزوری ہے) ہسپتال، لائبریریاں، اسکولز اور آپس میں محبت و اتحاد کے لئے کوشش ہے۔ یتیم خانوں کی اصلاح اور یتیموں کی تربیت بہت ضروری ہے۔ میں خوش ہوں کہ اس یتیم خانہ کی حالت اچھی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارے بچے دہلی کی گلیوں میں بھیک مانگتے۔ میں آپ حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ ایسے یتیم خانوں کی جن میں یتیم بچوں کے لئے اعلیٰ ذہنیت اور دست کاری کا اتنا عمدہ انتظام ہو اس کی مدد کریں۔ میں مولانا حامد علی قریشی سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کی مہربانی سے اب مسلمانوں کو ہوش آگیا ہے۔ اب ان میں طاقت آگئی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس یتیم خانہ کی ترقی کے لئے آپ جو کچھ اور کرنا چاہتے ہیں خدا اس کو بھی پورا کرے گا۔ میں اپنے پیارے بچوں سے یہ سن کر خوش ہوں کہ "ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم پر قوم کے عام بچوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جب قدرت ہم کو تعلیم و تربیت سے فراغت دے گی تو ہم ملتِ اسلامیہ کی روایات کے پیشِ نظر مرحوم قوم کے زندہ نوجوان ثابت ہوں گے۔ تم نے ایڈریس میں وعدہ کیا ہے مجھے امید ہے کہ تم اس کو ضرور پورا کرو گے۔"

کانگریس اور حکومت کو مسٹر جناح کا زبردست انتباہ[1]

نئی دہلی ۲۲ مارچ: قائداعظم محمد علی جناح نے فنانس بل پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا "اس وقت تک لیگ

---

[1] انقلاب لاہور ۲۴ مارچ ۱۹۳۹ء، ص ۱

کی یہ پالیسی رہی ہے کہ اگر حکومت کوئی بل پیش کرے جو عوام کے لئے مفید ہو تو اس کی حمایت کی جائے اور اگر کوئی ایسا قدم اٹھائے جو عوام کے مفاد کے خلاف ہو تو اس کی مخالفت کی جائے اسی طرح کانگرس پارٹی کوئی ایسی تحریک یا ترمیم کرے جو مفاد عامہ کے لئے مفید ہو تو اس کی بھی حمایت کی جائے لیکن کوئی ایسی تحریک پیش کرے جو عوام کے حق میں مفید نہ ہو تو اس کی مخالفت کی جائے لیکن اس کے مقابلے میں مسلم لیگ کی طرف سے کوئی اچھی اور مفید بات بھی پیش کی جاتی ہے تو حکومت یا کانگرس اس کی حمایت نہیں کرتی اس پر لیگ پارٹی نے محسوس کیا کہ اسے اپنی پالیسی میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے لہٰذا فیصلہ کیا گیا ہے کہ فنانس بل کے معاملہ میں مسلم لیگ پارٹی حکومت کی مطلقاً حمایت نہ کرے۔

مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان سمجھوتہ اور مفاہمت کی کوئی امید نہیں رہی۔ کانگرس کو سب سے بڑی سیاسی جماعت ہونے کا زعم ہے۔ اس کی مالی حالت بھی مضبوط ہوگی لیکن کانگرس یا حکومت دونوں مل کر بھی مسلمانوں کی روایات اور تمدن کو تباہ نہیں کرسکتیں۔ مسلمانوں نے اپنی حفاظت کا تہیہ کر رکھا ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ فنانس بل میں مسلم لیگ کی طرف سے کوئی ترمیم پیش نہیں کی جائے گی۔

لیگ پارٹی کی طرف سے کانگرس کی تحریکوں یا ترمیموں کی بھی حمایت نہیں کی جائے گی۔ اگر کانگرس کی تحریکیں یا ترمیمیں منظور ہوگئیں تو اس میں کوئی کمال نہیں ہوگا۔ کانگرس کی کامیابی تو جب ہوگی جب وہ ان کانٹوں کو دور کردے گی جو مسلم لیگ اور کانگرس کی مفاہمت کی راہ میں حائل ہیں۔ حکومت کی حمایت اس لئے نہیں کی جائے گی کہ وہ مسلمانوں کے ابتدائی شہری حقوق کی حفاظت کرنے سے بھی قاصر رہی ہے۔ گورنروں اور گورنر جنرل کو خاص اختیارات اسی لئے دیے گئے ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق پامال نہ ہوں لیکن اس وقت یہ خاص اختیارات دھوکے کی ٹٹیاں ثابت ہوئے ہیں۔"[1]

قوم کے مفاد کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہو

قائداعظم محمد علی جناح نے علی گڑھ کے طلبہ کی یونین کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ کانگرس مسلمانوں کے ساتھ جو ہمدردی کے دعوے کرتی ہے وہ محض زبانی ہیں۔ فلسطین کے متعلق اس نے ایک مبہم سی قرارداد منظور کرنے کے سوا کچھ نہ کیا لیکن مسلم لیگ نے ہزاروں جلسے منعقد کرائے۔ اپنے نمائندوں کو قاہرہ اور لندن بھیجا اور حکومت برطانیہ پر مسلمانانِ ہند کے مطالبات و خیالات کو واضح کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

راج کوٹ، جونا گڑھ، جام نگر کی ریاستوں میں مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے ہم نے ان میں مسلم لیگ کی شاخیں

---

[1] ہفتہ وار انقلاب لاہور ۱۱ اپریل ۱۹۳۹ء، ص ۲

قائم کر دیں اور ریاستوں کے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم ان کو ہرگز پامال نہ ہونے دیں گے۔

اب طلائی کرسیوں پر بیٹھنے اور سیاسیات کے ساتھ تفریحاً کھیلنے کا وقت گزر چکا ہے۔ زندگی کے ہولناک حقائق اور جدوجہد کی کش مکش ہمارے سامنے ہے تم کو اپنا سب کچھ اپنی قوم کے مفاد کی خاطر قربان کر دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ یہ مسلمانوں کی موت و حیات کی کشمکش کا وقت ہے۔ اگر تم عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو اور اپنے بنیادی حقوق کو محفوظ کرنے کی سعی میں اپنی شان کے شایان حصہ لینا چاہتے ہو تو عزم صمیم کر لو کہ اس جنگ میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادو گے اور فتح حاصل کر کے دم لو گے۔

چینی مسلمانوں کے وفد کی آمد پر قائداعظم کا پیغام[1]

لاہور ۱۱ جولائی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ملک برکت علی کو چینی مسلمانوں کے وفد کے سلسلے میں مندرجہ ذیل تار بھیجا۔

"چینی مسلمانوں کا وفد ۱۵ جولائی کو لاہور پہنچے گا۔ یہ وفد ہندوستان میں اسلامی اداروں کا مطالعہ کرنے کے لیے آیا ہے۔ بمبئی کے مسلمانوں نے اس وفد کا شاندار خیر مقدم کیا ہے۔ لاہور کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی چین کے اس وفد کا شاندار خیر مقدم کر کے عالمگیر اسلامی اخوت کا ثبوت بہم پہنچائیں۔"

مسلمانوں کی آزادی و سربلندی واحد نصب العین ہے[2]

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ایک اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: مسلمانو میں نے دنیا میں بہت کچھ دیکھا۔ دولت، شہرت اور عیش و عشرت کے بہت لطف اٹھائے۔ اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد و سربلند دیکھوں، میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم،

---

[1] انقلاب لاہور ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء، ص ۱

[2] انقلاب لاہور ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ۸

اور مدافعت میں اپنا فرض ادا کردیا۔ میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلبگار نہیں ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا اپنا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعتِ اسلام کا حق ادا کردیا۔ جناح تم مسلمانوں کی تنظیم، اتحاد اور حمایت کا فرض بجا لائے۔ میرا خدا یہ کہے کہ بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے۔

جب تک کانگریس ہائی کمان اپنی فسطائی ذہنیت نہیں چھوڑیگی صلح نہیں ہوسکتی[1]

بمبئی ۸ نومبر۔ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا "میں مساوی شرائط پر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ میرے دل میں ان کے متعلق کوئی برائی نہیں۔ جنگ شروع ہونے کے بعد اس ملک میں نازک حالات پیدا ہوگئے ہیں۔ مسٹر گاندھی ویسٹ منسٹر ایبے[2] اور پارلیمنٹ کے ایوانوں کی تباہی کے تصور سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے برطانوی گورنمنٹ کو کانگریس کی غیر مشروط امداد کی پیشکش کردی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی اور آل انڈیا کانگریس نے ریزولیوشن پاس کر کے مطالبہ کیا کہ جب تک برطانیہ ہندوستان کو ایک آزاد اور خود مختار قوم نہیں بنائے گا اور زیادہ سے زیادہ حق رائے دہی کی بنا پر منتخب کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کو ہندوستان کا آئندہ آئین وضع کرنے کا اختیار نہ دے گا تب تک برطانیہ کی امداد نہ کی جائے گی۔ لیکن برطانوی حکومت نے اعلان کیا کہ مختلف جماعتوں سے مشورہ کے بعد ہندوستان کا آئین بنانے کا حق وہ اپنے لئے محفوظ رکھتی ہے۔ حکومت برطانیہ اور کانگریس دونوں اس معاملہ میں اپنے آپ کو ثالث اور منصف سمجھتے ہیں لیکن مسلم لیگ دونوں میں سے کسی کو تسلیم نہیں کرتی کہ مسلمانوں پر ایسا آئین ٹھونسا جائے جسے مسلم لیگ کی حمایت حاصل نہ ہو۔ اگر اس قسم کا کوئی آئین ہم پر ٹھونسا گیا تو ہم آخری دم تک لڑیں گے۔ اقلیتوں کو نہ صرف اپنے حقوق اور مفاد کی حفاظت کا حق حاصل ہے بلکہ یہ جاننے کا بھی حق حاصل ہے کہ ملک پر کون سا آئین ٹھونسا جاتا ہے۔ چار صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے مسلمانوں کو اقلیت نہیں کہا جاسکتا۔ میں مساوات کی بنا پر ہندو بھائیوں سے سمجھوتہ کرنے کو تیار ہوں۔ میں یہ سمجھوتہ کامل مساوات کی بنا پر کرنا چاہتا ہوں، اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ وہ اکثریت میں ہیں اور ہم اقلیت میں ہیں۔ ہندوؤں کے متعلق میرے دل میں کوئی برائی نہیں لیکن جب کانگریس کا موجودہ ہائی کمانڈ فسطائی کونسل کی شکل اختیار

۱؎ انقلاب۔ ۱۰ نومبر ۱۹۳۹ء، ص ۵

۲؎ WESTMINSTER ABBEY

کیے رکھے گا۔ تصفیہ کی کوئی امید نہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ مسلم لیگ نے جمہوریت کی مذمت کی ہے۔ متصورہ جمہوریت ہے یہ جمہوریت مختلف ہے جو اس وقت رائج ہے۔ جمہوریت ایک ایسی چیز ہے جو حالات کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ فرانس، انگلستان اور امریکہ میں مختلف قسم کی جمہوریت ہے۔ اسلام مساوات، اخوت اور آزادی کا علم بردار ہے۔ اسلام مغربی طرز کی جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ پارلیمانی سسٹم ہندوستان میں جہاں ہندوؤں کی آبادی تین چوتھائی اور مسلمانوں کی ایک چوتھائی ہے ناکام ہو چکا ہے۔ کانگرس کی جمہوری نوعیت پر بحث کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "کیا یہ جمہوریت ہے کہ واردھا میں بیٹھی ہوئی گرینڈ فاشسٹ کونسل وزارتوں کے نام جو اسمبلیوں کے سامنے جواب دہ ہیں احکام جاری کرتے ہیں اور کونسل کا آخری اور سب سے بڑا ڈکٹیٹر[1] کانگرس کا چار آنے کا بھی ممبر نہیں۔"

مسلمانوں کی طرف سے آبرومندانہ سمجھوتہ کے لئے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھوں گا[2]

بمبئی ۹ دسمبر: مسٹر گاندھی نے لندن کے اخبار نیوز کرانیکل میں جو خط شائع کرایا تھا قائداعظم محمد علی جناح نے اس خط پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس خط کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر گاندھی اس بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ مجوزہ نمائندہ اسمبلی میں اقلیتیں اپنے نمائندے خود منتخب کر کے بھیجیں۔ میرے خیال میں اقلیتیں اس رعایت سے استفادہ نہیں کر سکیں گی کیونکہ اقلیتوں کو آبادی کے لحاظ سے نمائندگی دینے کی تجویز ہے مسٹر گاندھی جانتے ہیں کہ اس طرح اقلیتوں کی حیثیت نمائندہ اسمبلی میں بالکل بے اثر رہے گی۔

ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مسٹر گاندھی اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ اقلیتوں کی رائے معلوم کرنے کا کوئی طریقہ دریافت ہو جائے گا تو کانگرس نمائندہ اسمبلی پر اصرار نہیں کرے گی اور اس طریقہ کو اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے گی۔

میں مسٹر گاندھی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہندو مسلم قضیہ حل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ شئے ہر بات پر مقدم ہے۔ مسٹر گاندھی کو یہ پوزیشن حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو ہندوؤں کی طرف سے سمجھوتہ کرا سکتے ہیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان باہمی تصفیہ ہو گیا تو باقی اقلیتوں کا معاملہ آسانی سے طے ہو جائے گا۔ ہندوستان میں یہی دو بڑی قومیں ہیں جن میں یگانگت پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ میں مسلمانوں کی طرف سے ایک آبرومندانہ سمجھوتہ کرنے

---

[1] گاندھی جی

[2] انقلاب لاہور ۱۰ دسمبر ۱۹۳۹ء، ص ۳

یں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھوں گا۔"

یوم نجات کے معترضین کو قائد اعظم کا جواب [1]

بمبئی ۱۴ر دسمبر: قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک طویل بیان میں یوم نجات پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دیا۔ جس میں انہوں نے فرمایا "کہ میں خود چاہتا ہوں کہ کانگرسی وزارتوں کے مظالم کے لئے ایک جوڈیشل ٹریبونل سے تحقیقات کرائی جائے جو باقاعدہ مرتب کیا گیا ہو اور جسے تمام ضروری اختیارات حاصل ہوں میری تجویز ہے کہ حکومت برطانیہ اس مقصد کے لئے ایک رائل کمیشن مقرر کرے جو جوڈیشل افسروں اور ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل ہو اور اس کا صدر پریوی کونسل کا مشیر قانون ہو مجھے امید ہے کہ اس تجویز پر نہ کانگرس کو اور نہ ہی کسی اور کو کوئی اعتراض ہوگا۔

یوم نجات کی تجویز پر اعتراض کرنے والوں نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے اس گفت وشنید پر برا اثر پڑے گا جو میرے اور پنڈت نہرو کے درمیان ہو رہی ہے۔ میرے اور پنڈت نہرو کے درمیان ابھی مفاہمانہ گفت وشنید شروع ہی نہیں ہوئی۔ دلی میں کانگرسی لیڈروں کے ساتھ میری جو ملاقاتیں ہوئی تھیں وہ سیاسی مسائل سے متعلق تھیں۔ میں نے کانگرسی لیڈروں سے صاف کہہ دیا تھا کہ مسلم لیگ کانگرس کے مطالبات میں اس کا ساتھ اس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان سمجھوتہ نہیں ہو جاتا اور اس سمجھوتے کی اولین شرط یہ ہے کہ کانگرس مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی واحد ترجمان اور نمائندہ تسلیم کرلے۔ کانگرسی لیڈروں نے یہ بات نہ مانی اور معاملہ وہیں ختم ہو گیا۔"

یوم نجات نے اسلامی ہند کی وحدتِ ملی کا ثبوت دیا [2]

بمبئی ۵ار دسمبر: قائد اعظم نے اپنی ۶۴ ویں سالگرہ کے موقع پر ہندوستان کے تمام حصوں سے آئے ہوئے تہنیتی پیغامات کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر اخباری نمائندوں کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"میں قالینوں کا بہت شوقین ہوں اور ایرانی قالین مجھے بہت مرغوب ہیں۔ ان کو دیکھ کر مجھ سے نہیں رہا جاتا اور عمدہ قالین ضرور خرید لیتا ہوں خواہ میرا ہاتھ کتنا ہی تنگ کیوں نہ ہو۔"

---

[1] انقلاب ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۹ء، ص ۲ [2] انقلاب ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۹ء، ص ۲

ملک کی موجودہ سیاسی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے قائد اعظم نے کہا " میری زندگی کا سب سے بڑا دن وہ تھا جب کہ میں نے سنا کہ فیڈرل سکیم معرض التوا میں ڈال دی گئی ہے۔ اس سے بھی زیادہ بڑا دن وہ ہوگا جبکہ اس سکیم کو قطعی طور پر دفن کر دیا جائے گا"۔

یوم نجات کی کامیابی پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا " اخباری اطلاعات، پرائیویٹ خطوط اور تاروں سے یہ معلوم کر کے مجھے بے حد مسرت ہوئی کہ یوم نجات ملک کے طول و عرض میں پوری کامیابی سے کمال تنظیم و نظم کے ساتھ منایا گیا۔ یوم نجات نے اسلامی ہند کی وحدت ملی اور اتحاد و اتفاق کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ یوم نجات کا ایک قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دیگر اقلیتوں اور ان کے لیڈروں اور غیر کانگرسی ہندوؤں نے بھی اس دن کے منانے میں حصہ لیا جس سے مسلم لیگ کے حق و انصاف پر رویہ کا بین ثبوت ملتا ہے مجھے امید ہے کہ وہ تمام لوگ جو ہندوستان کی آئندہ قسمت کو سانچہ میں ڈھالنے کے ذمہ دار ہیں یوم نجات کے سلسلہ میں اس عظیم الشان مظاہرہ سے سبق حاصل کریں گے۔"[1]

قائد اعظم محمد علی جناح کا تار بنام عصمت انونو[2]

بمبئی ۱۱ جنوری۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم محمد علی جناح نے غازی عصمت انونو صدر جمہوریہ ترکیہ کو ایک تار ارسال کیا جس میں انہوں نے زلزلہ سے تباہی میں اناطولیہ کے ترکوں سے ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ انہوں نے لکھا۔

" اناطولیہ کی تکالیف و مصائب میں ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے نہایت پرخلوص ہمدردی قبول کریں۔ اسلامیان ہند ترکوں کے غم میں شریک ہیں"۔

اگر اقلیتوں کی حفاظت نہ کی گئی تو بدترین حالات پیدا ہو جائیں گے[3]

راجکوٹ ۲۳ جنوری: قائد اعظم محمد علی جناح نے اخباروں کے نام ایک بیان جاری کر کے مسلمانوں سے بالخصوص اور غیر مسلموں سے بالعموم اپیل کی کہ وہ ۲۶ جنوری کو کانگرس کی طرف سے جس نام نہاد یوم آزادی منانے کا

---

[1] انقلاب ۴ جنوری ۱۹۴۰ء، ص ۴

[2] انقلاب ۲۵ جنوری ۱۹۴۰ء، ص ۱

اعلان ہوا ہے، اس میں کوئی حصہ نہیں کیونکہ اس کا مطلب آزادی کے پردہ میں لوگوں کو دھوکہ دینا مقصود رہے۔ آپ نے فرمایا۔ "مسٹر گاندھی آزادی کا مفہوم آئے دن بدلتے رہتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ مسلمان اس دام میں نہیں پھنسیں گے۔ مسٹر گاندھی کی حالیہ تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ کانگرس ہائی کمانڈ پھر وائسرائے ہند سے مصالحت کرنے چلی ہے تاکہ حکومت برطانیہ سے اتحاد کر کے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں اور اقلیتوں اور دوسرے لوگوں کو کانگرس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے اور وہ ایک مرتبہ پھر انہیں ہراساں کرنے کا سلسلہ جاری کر دے۔

اگر ایک مرتبہ پھر کانگرس کو اس امر کا یقین دلایا گیا کہ گورنر جنرل اور صوبوں کے گورنر اپنے اختیارات خصوصی استعمال نہیں کرینگے اور اقلیتوں کے تحفظ کے متعلق گارنٹی کو نظر انداز کیا گیا تو ہندوستان میں بدترین حالات رونما ہوں گے اور مسلم دنیا اپنی پوری طاقت اور ذرائع سے ان کا مقابلہ کرے گی اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی اور اس کے تمام نتائج کی ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ہوگی۔"

مسلمان ایک ہو جائیں تو کانگرس تو کیا کوئی بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا[1]

ریاستی مسلمانوں کو لیگ میں شامل ہونے کی اجازت دی جائیگی

راجکوٹ: قائداعظم محمد علی جناح نے راجکوٹ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا "کہ مسلمان خواہ فلسطین میں ہو یا راجکوٹ میں مسلم لیگ اس کے ساتھ ہے۔ لیگ کے موجودہ دستور العمل کی رو سے ریاستوں کے رہنے والے مسلمان اس میں شامل نہیں ہو سکتے مگر اب لیگ کے دستور العمل میں ترمیم کر دی جائے گی اور اس کے دروازے دیسی ریاستوں کے لئے بھی کھول دیے جائیں گے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بھاؤنگر کے مسلمانوں پر وہاں کا دیوان مظالم توڑ رہا ہے میں مہاراجہ بھاؤنگر کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہوئے ان سے مطالبہ کروں گا کہ بھاؤنگر کے مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرے۔

کانگرس اپنی طاقت کے نشہ میں مدہوش ہے مگر ہم یہ نشہ اتارے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ کانگرس کے پاس روپیہ ہے، اثرات ہیں اور تعلیم ہے مگر ہمیں اس کی پروا نہیں کیونکہ ہمارا اللہ ایک ہے، رسول ایک ہے، قرآن ایک ہے اور مذہب ایک ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان ایک نہ ہوں اور جب مسلمان ایک ہو جائیں گے تو کانگرس تو کیا کوئی بھی ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ سیاسی کشمکش برابر بڑھ رہی ہے

---

[1] انقلاب ۲ فروری ۱۹۴۰ء، ص ۴

اور بس پردہ مسلمانوں کو غلام بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں مگر مسلمان بیدار ہو چکا ہے اور اب اس کے غلام بننے کے امکانات نہیں۔"

میں غریبوں سے روپیہ نہیں مانگتا

اس کے بعد قائد اعظم نے فرمایا "موضع پرھن علاقہ تھرا ان میں... مسلمانوں کے مکانات ہیں اور وہ سب بہت غریب ہیں مگر اس غربت کے باوجود وہاں کے مسلمانوں نے لیگ پریس فنڈ کے لئے دو سو روپیہ بھیج دیا ہے۔ اگر مجھے دو لاکھ روپیہ بھی مل جاتا تو بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس دو سو روپے سے ہوئی۔ اس موقع پر میں یہ بھی اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ میں غریبوں سے روپیہ نہیں مانگتا۔ البتہ میں دولت مندوں سے ضرور کہوں گا کہ وہ لیگ پریس فنڈ میں دل کھول کر روپیہ دیں کیونکہ آج کل لڑائی قلم اور پراپیگنڈہ سے لڑی جاتی ہے۔"

مسلمانوں کو کسی سے نہیں ڈرنا چاہیے [۱]

صرف خدا کی ذات اور اپنی قوت پر بھروسہ کرنا چاہیے

علی گڑھ ۱۰ مارچ۔ علی گڑھ جامع مسجد کے سامنے ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا "ہم ملکی آزادی کے دل سے خواہاں ہیں لیکن اگر ہم انگریزی حکومت سے الجھنا چاہتے ہیں تو ہم کانگرسی راج کے قائم ہونے کے بھی سخت خلاف ہیں اور نہ کسی ایسے انگریزی راج کے خواہاں ہیں جس کے ماتحت کانگرسی راج قائم ہو جیسا کہ گزشتہ دو سالہ کانگرسی دورِ حکومت سے ثابت ہو چکا ہے اگر اس وقت لیگ کی طاقت کا اندازہ لگانا ہے تو لیگ کی تین سال قبل کی حالت سے آج کا مقابلہ کرنا چاہیے اگر خدانخواستہ فیڈرل سکیم ہندوستان میں نافذ ہو جاتی تو مسلمانانِ ہند آئندہ پچاس سال کے لئے بالکل دبا دیے جاتے۔ یہ ہماری ہی طاقت کا زور تھا کہ حکومت برطانیہ یہ بات ماننے پر مجبور ہو گئی کہ آئندہ ترتیب آئین کے موقع پر مسلم مطالبات و مسائل پر از سرِ نو غور کیا جائے گا۔

مسلم لیگ نے کیا کام کیا

ہر شخص یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ مسلم لیگ نے اب تک کیا کام سر انجام دیا ہے؟ اس سوال کا ایک

---

[۱] انقلاب ۱۲ مارچ ۱۹۴۰ء ص ۵

جواب تو یہ ہے کہ آیا کوئی ایسا موقع گزرا ہے کہ وائسرائے نے مشورہ کے لئے گاندھی کو بلایا ہو اور لیگ کے رہنماؤں کو نظر انداز کیا ہو۔ اس وقت ہم ایک خطرناک دور میں سے گزر رہے ہیں لہٰذا ہم کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم کس چیز کے لئے برسرِ پیکار ہیں اور ہمارے مقاصد کیا ہیں؟ ہم کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ برطانیہ اپنی خواہش سے ہندوستان کو چھوڑ کر نہیں چلا جائے گا اور یہ بھی غیر ممکن ہے کہ برطانیہ سلطنت ہند کو کانگرس کے حوالے کر جائے یا مسلم لیگ کے۔ اس بات کو گاندھی جی بھی خوب سمجھتے ہیں۔ گاندھی جی کو یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر برطانیہ نے ہندوستان کو خیرباد کہہ دیا تو مسلمان ہندوؤں کا ناطقہ بند کر دیں گے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ جس مکمل آزادی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے حصول کے لئے ہمیں بھی شرکت کی دعوت دی جا رہی ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ ہماری مشترکہ کوششوں سے برطانیہ کو مجبور کیا جا سکے لیکن اس صورت میں نتیجہ کیا ہوگا۔ وائسرائے بہادر صرف گاندھی جی کو بلائیں گے اور گاندھی جی پھر مکمل آزادی کو شیرِ مادر کی طرح پی جائیں گے۔

کانگرس کی چالیں

اس وقت کانگرسی لیڈر جو کھیل کھیل رہے ہیں اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ انگریزوں کے لئے مشکلات کا بھرت کھڑا کیا جائے اور اس سے خائف کر کے برطانیہ سے کچھ اصلی طاقت محض اپنے لئے حاصل کر لی جائے اور بس۔

کانگرس آئین ساز اسمبلی کے لئے شور مچا رہی ہے لیکن یہ اسمبلی صرف برطانیہ ہی کی منظوری سے عمل میں آسکتی ہے لیکن حکومت برطانیہ اس قدر بے وقوف نہیں ہے کہ وہ منظوری دے کر اپنی موت کے محضر پہ دستخط کر دے۔ گاندھی جی ابھی ایک حصولِ مفاہمت کے درپے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے نہیں بلکہ لارڈ زٹ لینڈ[1] نے دروازے بند کر دیے ہیں۔ گاندھی جی کی جملہ کوششوں کا محور یہی ہے کہ برطانیہ کی مدد سے کسی طرح ہندو اکثریت کا غلبہ قائم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ انگریز اور ہندو متحد ہو گئے تو ہمارے لئے مشکلات لازمی طور پر پیدا کی جائیں گی لیکن میں دونوں کو بہ بانگِ دہل کہتا ہوں کہ ہم کو صفحہ ہندوستان سے مٹایا نہیں جا سکتا چنانچہ مسلمانوں پر لازمی ہو گیا ہے کہ وہ ان در پردہ کوششوں کو درہم برہم کر ڈالیں۔"

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا "یہ تو ٹھیک ہے کہ یہاں ہندو اکثریت میں ہیں اور مسلمان اقلیت میں لیکن مسلمانوں کو اپنے تئیں ناچیز محض سمجھ لینے کی عادت کو یک دم چھوڑ دینا چاہیئے وہ یاد کریں کہ جس وقت آٹھ سو برس قبل وہ یہاں آئے تھے تو ایک مٹھی بھر سے زیادہ نہیں تھے لیکن انہوں نے

---

[1] Lord Zetland سیکرٹری آف سٹیٹ (۱۸۷۶ - ۱۹۶۱ء)

سلطنتیں قائم کر ڈالیں۔ اس وقت بھی جو انگریز ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں ان کی تعداد صرف دو لاکھ ہے۔ یہ ہی نہیں تمام انگریزی قوم کی تعداد چار کروڑ سے بھی کم ہے۔ مسلمانوں کی تعداد تو ہندوستان میں نو کروڑ ہے لہٰذا انہیں اپنے آپ کو کمزور سمجھ کر پیچھے نہیں رہ جانا چاہیئے۔ جب تک اسلامی خون ان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے ان کو کسی چیز سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اغیار کی امداد کے بغیر ہی اپنے خدا پر بھروسہ رکھنا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہیئے۔" خاتمہ کلام پر آپ نے فرمایا "کہ مسلمان موحد ہیں ان کی ایک مجلس، ان کا ایک جھنڈا، ان کا ایک راہنما اور ان کا ایک ہی قسم کا سوراج ہونا چاہیئے۔ ان کو ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے تاکہ ان کو نہ انگلستان پیس سکے اور نہ ہندو دبا سکے۔"

نوجوان لڑکیاں اپنی ماؤں سے زیادہ خوش نصیب ہیں کیونکہ وہ آزاد ہو رہی ہیں [۱]

لاہور ۲۵ مارچ: قائد اعظم محمد علی جناح نے اسلامیہ کالج فار ویمن (نواں کوٹ) کی طالبات کے ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ "دنیا میں دو طاقتیں ہیں ایک قلم دوسری تلوار، یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ ان میں کون سی طاقت ور ہے، دونوں کے درمیان سخت مقابلہ ہو رہا ہے۔ میں نے کئی دفعہ اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ایک تیسری طاقت بھی ہے جو ان دونوں سے زبردست ہے اور وہ عورت ہے اور یہ عورت ہی کا حصہ ہے کہ وہ تکالیف کے مقابلہ میں مرد کو یہ سکھا سکے کہ کس وقت تلوار کا استعمال کرنا ہے اور کس وقت قلم کا۔

آپ کے سامنے کام بہت بھاری ہے اور اس وقت آپ کو پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ آؤ ہمارے دوش بدوش چلو اور اس وقت تک ہمارے ساتھ جدوجہد میں شریک رہو جب تک کہ ہم کامیاب نہیں ہو جاتے مسلم لیگ اس کام کی اہمیت سے بے خبر نہیں ہے۔ پٹنہ میں ہم نے ایک آل انڈیا ویمن سنٹرل کمیٹی قائم کی۔ ۱۵ ماہ کے دوران میں نے ان کے کام، ان کی مشکلات اور ان رکاوٹوں کو دیکھا ہے جو ان کی راہ میں حائل ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے بہت ترقی کی ہے۔ تم نوجوان لڑکیاں اپنی ماؤں کی نسبت زیادہ خوش قسمت ہو کیونکہ تم آزاد ہو رہی ہو۔

میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آپ مغرب کی تقلید کریں لیکن مرد کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ عورت اس کی مددگار دوست اور ساتھی ہے۔ عورت طاقت ہے اور اگر دونوں ساتھ ساتھ کام کریں تو اپنے کنبہ، گھر اور قوم کی تعمیر کر سکتے ہیں۔"

---

[۱] انقلاب ۲۸ مارچ ۱۹۴۰ء ص ۵

اگر میرے پاس سلطنت ہو اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کو کہا جائے تو میں اقبال کو منتخب کر دوں گا[1]

لاہور ۲۵ مارچ: یوم اقبال کے دوسرے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا "اقبال میرا پرانا دوست تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ ابتدا میں ایک قسم کی علمی سیاسی جماعت تھی۔ ۱۹۳۶ء میں ہم میں سے بعض نے خیال کیا کہ اس جماعت کو صحیح پارلیمانی جماعت میں بدل دیا جائے جب میں اپریل ۱۹۳۶ء میں پنجاب آیا تو پہلا شخص جسے میں ملا تو وہ اقبال تھا۔ میں نے اپنے خیالات اس کے سامنے پیش کئے اس نے فوراً لبیک کہی اور اس وقت سے تا دم مرگ اقبال میرے ساتھ مضبوط چٹان کی طرح کھڑا رہا۔

اقبال بہت بڑا آدمی تھا اور بلاشبہ بہت بڑا شاعر تھا۔ جب تک مشرقی زبانیں موجود رہیں گی اقبال کا کلام زندہ رہے گا وہ خود ہندوستانی تھا لیکن دنیا میں شاعر اعظم کی حیثیت سے متعارف تھا۔ اقبال نے مسلم سیاسی ملی شعور پیدا کرنے میں گراں بہا خدمات انجام دیں۔ میں اس کی مثال بیان کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں علی گڑھ سے بریلی کا سفر کر رہا تھا۔ راستہ میں ایک چھوٹے سے سٹیشن پر گاڑی ٹھہری تو سینکڑوں کی تعداد میں دیہاتی جمع ہو گئے۔ میں حیران تھا کہ ان کے اجتماع کا مقصد کیا ہے کہ دفعتہً ان سب نے اقبال کا یہ ترانہ پڑھنا شروع کیا۔

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا

شعرا اقوام میں جان پیدا کرتے ہیں۔ ملٹن، شیکسپیئر، شیلے، بائرن وغیرہ نے قوم کی بے بہا خدمت کی ہے لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اقبال نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ کارلائل نے شیکسپیئر کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز کا ذکر کیا کہ جب اسے شیکسپیئر اور دولت برطانیہ میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تو اس نے کہا کہ میں شیکسپیئر کو کسی قیمت پر نہ دوں گا گو میرے پاس سلطنت نہیں ہے لیکن اگر سلطنت مل جائے اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آئے تو میں اقبال کو منتخب کر دوں گا۔"

---

[1] انقلاب ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء، ص ۳

مسلم لیگ کا ریزولیوشن مسلمانوں کے حقیقی جذبات کا ترجمان ہے[۱]

بمبئی ۱۱۔ اپریل: قائد اعظم محمد علی جناح نے حسب ذیل بیان جاری کیا۔

جریدہ ہریجن میں مسٹر گاندھی کے ہفتہ وار مقالات کی طرف میری توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ مجھے یہ پڑھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ان مقالات میں اس قدر متضاد فقرے لکھے ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ مسٹر گاندھی کیا چاہتے ہیں یا ان کا مطلب کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے پڑھا ہے۔ مسٹر گاندھی کی اپنی تاویلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک میں دو قومیں آباد ہیں۔ مسٹر گاندھی کو اس وقت یقین ہوجانا چاہیئے تھا کہ ہندوستانی تہذیب و تمدن کے متعلق ان کے جو نظریات ہیں ان سے کوئی سلیم العقل مسلمان اتفاق نہیں کرسکتا۔ مسٹر گاندھی کے بندے ماترم سنسکرت سے ملی ہوئی ہندی، ودیا مندر سکیم، واردھا سکیم جیسی تجاویز سے کوئی مسلمان بھی صدق دل سے متفق نہیں ہوسکتا۔

رام گڑھ مسٹر گاندھی کے نظریات کے عین مطابق تھا کہ جہاں ہندو تہذیب و تمدن کی صحیح تصویر پیش کی گئی تھی وہاں سوائے اس کے اور کیا تھا کہ کانگرس کے صدر مسلمان تھے اور ورکنگ کمیٹی کی رکنیت کے چار امیدوار مسلمان تھے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر گاندھی بہت ہٹ دھرمی سے کام لے رہے ہیں اور اپنی جگہ سے نہیں سرکتے شاید وہ وقت آئے جب موجودہ ہیجان کا دور ختم ہو اور سکون کے لمحوں میں وہ میرے افکار کا موازنہ کریں۔

مسٹر راج گوپال اچاریہ نے ۱۰ اپریل کو تقریر میں کہا تھا کہ ہندوستان کی تقسیم کے متعلق مسٹر جناح کی تجویز بالکل اسی طرح ہے کہ دو بھائی گائے کی ملکیت کے جھگڑے کو نپٹانے کی خاطر اسے آدھا آدھا بانٹ لیں۔

یہ بیان پڑھ کر مجھے افسوس ہوا کہ مسٹر راج گوپال اچاریہ جیسی بڑی شخصیت نے ہندو پبلک کے سامنے مجھے اس طریق پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں گائے کو دو حصوں میں بانٹ رہا ہوں۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہے کہ میں شمال مغربی اور مشرقی ہندوستان میں آزاد ریاست قائم کرنے کی حمایت کرتا ہوں۔ مسٹر راج گوپال اچاریہ کے بیان کا مقصد یا مابعد کا اثر محض اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ میرے خلاف ہندو قوم کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔

مسٹر اچاریہ جیسے مقتدر کانگرسی لیڈر سے ہرگز امید نہ تھی کہ وہ میری تجویز کو اس قدر غیر مناسب مشابہت دیں گے۔

میرے دل میں ہندوؤں کے لئے بحیثیت قوم کے بے حد احترام ہے اور میں ان کے مذہبی جذبات اور عقائد کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ بیان کو ختم کرتے ہوئے میں اتنا کہوں گا کہ اگرچہ مسٹر گاندھی کبھی مطمئن نہیں ہوسکتے جب تک کہ ان کی اندرونی آواز نہ آئے یا ان کے خوابوں کی تعبیر نہ ہوجائے تاہم انہیں اس امر کا احساس ہوگا کہ مسلم لیگ کا

۱؎ انقلاب ۱۴ اپریل ۱۹۴۰ء ص ۵

ریزولیوشن نہ صرف پچاس ہزار مسلمانوں کی تائید پر پیش کیا گیا بلکہ یہ ریزولیوشن حقیقی طور پر اور قطعی طور پر ہندوستان کے مسلمانوں کی صحیح رائے کا آئینہ دار ہے ۔ یہ ریزولیوشن بھی یوم نجات کی مانند ایک طرح مسلمانوں کے حقیقی جذبات کا ترجمان ہے ۔

۱۹ اپریل کو یوم قرارداد منایا جائے [1]

بمبئی ۱۴ اپریل " مجھے اعتماد ہے کہ ہندوستان بھر کے مسلمان اس قرارداد کی علت و اہمیت کا بخوبی احساس کرتے ہیں جو ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے پورے سیشن میں منظور ہوئی ۔ وہ دن اسلامی ہند اور ہندوستان کی آئندہ تاریخ میں ایک یادگار دن تھا۔ قرارداد لاہور جو پورے غور و خوض کے بعد منظور کی گئی تھی، صاف اور غیر مبہم طور پر ہمارے منتہائے مقصود کی وضاحت کرتی ہے ۔

اس قرارداد کی وضاحت اور اس کی تصدیق کے لئے مسلم لیگ نے ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء کا دن مقرر کیا ہے کہ صوبائی ضلعی اور ابتدائی لیگیں ہندوستان بھر میں پبلک جلسے کر کے اپنی رائے کا اظہار کریں تاکہ اسلامی ہند کے فیصلے کے متعلق کسی کو غلط فہمی باقی نہ رہے۔ اس لئے میں ہندوستان بھر کے مسلمانوں سے خلوص دل کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو یہ قرارداد مناتے ہوئے مسلمانوں کے عزم و استقلال اور آزادی کے اعلان کی تصدیق کریں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اسلامی ہند پورے طور پر ہمارے ساتھ ہے اور دنیا پر یہ ظاہر کرنے کے لئے وہ کوئی کسر نہ اٹھا رکھے گا کہ ہمارے سامنے ہمارا مقصد ہے ۔ اس کے لئے ہم لڑیں گے اور اس کے حصول اور اس کی تکمیل کے لئے ہر ممکن قربانی دینے کے لئے تیار ہیں ۔"

آل انڈیا مسلم لیگ اور خاکسار [2]

بمبئی ۸ مئی ۔" مجھے گزشتہ چند دنوں سے ہندوستان کے مختلف حصوں، خاص طور پر پنجاب کے مقتدر اصحاب کی طرف سے تار موصول ہوئے، جن میں یہ استدعا کی گئی کہ میں فوراً لاہور جاؤں اور خاکسار قضیہ کے متعلق حکومت پنجاب سے گفت و شنید کروں ۔ میں پبلک اور خصوصاً مسلم لیگ کے ممبروں کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے خاکسار جماعت یا ان کے لیڈروں کی طرف سے جو اس وقت تحریک کی رہنمائی کرتے ہیں، کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ میں نے ان میں سے

---

[1] انقلاب ۱۶ اپریل ۱۹۴۰ء، ص ۱

[2] انقلاب ۱۰ مئی ۱۹۴۰ء، ص ۵

کئی لیڈروں سے جو مجھے ملنے آئے، تبادلہ خیالات کیا لیکن کسی نے ذمہ داری سے بات چیت نہ کی اور نہ حکومت سے منصفانہ اور آبرومندانہ سمجھوتہ کرانے کا مجھے اختیار دیا۔

لاہور میں مسلم لیگ کو اس صورت حال پر اس نقطہ نظر اور اس بنیاد پر غور کرنا پڑا کہ چونکہ خاکسار جماعت مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اس لئے یہ ہمارا فرض تھا کہ ہم یہ دیکھتے کہ ان سے پورا انصاف کیا جائے اور حکومت پنجاب ان کے ساتھ جائز اور منصفانہ برتاؤ کرے۔ لیکن خاکسار جماعت نے اب تک ہماری خدمات کا پورا فائدہ نہیں اٹھایا کیونکہ خاکساروں نے مسلم لیگ سے آزادرہ کر اقدام کیا اور کر رہے ہیں۔ پبلک کی یاد دہانی کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ لیگ سیشن سے پہلے اصلی صورت حالات کیا تھی۔ اس وقت چار مسائل پیدا ہوئے۔

(۱) خاکساروں کی فوجی اور نیم فوجی سرگرمیوں پر پابندی جو حکومت پنجاب کی طرف سے عائد کی جا چکی تھی۔

(۲) اس پابندی کی خلاف ورزی جو جاری تھی۔

(۳) ۱۹ مارچ کو خاکساروں اور پولیس کے درمیان افسوسناک تصادم اور پولیس فائرنگ جس کے نتیجے میں بیشمار جانوں کا اتلاف ہوا اور کئی اشخاص مجروح ہوئے۔

(۴) خاکسار جماعت کو خلاف قانون قرار دینے کا حکم۔

فائرنگ کی تحقیقات کا مطالبہ

مسلم لیگ نے اپنے اجلاس لاہور میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے فائرنگ اور تصادم کے اسباب کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد اور غیر جانبدار ٹریبونل کے تقرر کا مطالبہ کیا نیز لیگ نے حکومت سے استدعا کی کہ خاکسار جماعت کو خلاف قانون قرار دینے کا حکم جلد از جلد واپس لیا جائے۔ دریں اثنا اس بات کی توقع تھی کہ خاکسار حکم امتناعی کی خلاف ورزی کرنا ترک کر دیں گے اور پرامن رہیں گے۔ اس طرح ہمیں پابندی کی شرائط کے مطالعہ کا موقع ملتا۔ خاکساروں کے اعلان کردہ اصول کے مطابق ان سے استدعا کی گئی اور انہیں کہا گیا کہ خاکساروں کا مقصد مذہبی اور مجلسی خدمت کرنا ہے۔ اس لئے حکومت کا اندیشہ اور غلط فہمی دور کر دینا چاہئے لیکن قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد کوئی ایسا لیڈر نظر نہ آتا تھا جو خاکساروں کو قابو میں رکھتا۔ ان کی رہنمائی کرتا اور حکومت سے سمجھوتہ کرانے کے لئے ضروری اختیار تفویض کرتا۔ اس کے برعکس قانون کی خلاف ورزی جاری رہی اور اس بنا پر صورتحال اس سے بدتر ہو گئی۔

میرے لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ خاکسار جماعت مسلم لیگ سے بالکل علیحدہ جماعت ہے اور اسے

لیگ سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلم لیگ اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ ہمیں اس جماعت کی سرگرمیوں پر قابو نہیں ہے اور نہ خاکساروں کی طرف سے سمجھوتہ کے لئے بات چیت کا ہمیں اختیار دیا گیا ہے۔ میری تمام تر ہمدردیاں خاکساروں کے ساتھ ہیں لیکن میں ان حالات میں اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

موجودہ سیاسی تعطل کی ذمہ داری مسلم لیگ پر عائد نہیں ہوتی [1]

بمبئی ۱۸ مئی: مسٹر گاندھی نے بہترین ہندوستانیوں اور انگریزوں کی ابتدائی کانفرنس بلانے کی جو تجویز پیش کی تھی۔ اس کے متعلق قائداعظم محمد علی جناح نے بمبئی کے روزنامہ ٹائمز آف انڈیا کو مندرجہ ذیل بیان دیا۔

"بہترین انگریزوں اور ہندوستانیوں کی ابتدائی کانفرنس میں کوئی چیز مفید اور عملی دکھائی نہیں دیتی۔ یہ سکیم چیستانی نوعیت کی ہے۔ میں ہندو مسلم مسئلہ کے حل کے لئے ہر وقت گاندھی جی سے ملاقات کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے بارہا اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ گاندھی جی کو ہندوؤں کے نمائندہ کی حیثیت سے ملوں کیونکہ میرے خیال میں صرف گاندھی جی ہندوؤں کی نمائندگی کر سکتے ہیں۔ ہمیں پہلی چیزوں کا تصفیہ کرنا چاہیئے سب سے اہم مسئلہ ہندو اور مسلمان قوموں کے باہمی تصفیہ کا ہے۔ موجودہ سیاسی تعطل کی ذمہ داری مسلم لیگ پر عائد نہیں ہوتی۔ ہم ان تجاویز پر غور کرنے کو تیار ہیں جو یکم نومبر کو وائسرائے نے دہلی میں اس ملاقات کے دوران پیش کی تھیں جس میں ڈاکٹر راجندر پرشاد، گاندھی جی، وائسرائے اور میں شریک تھا لیکن گاندھی جی نے ان تجاویز کو مسترد کر دیا تھا۔"

وار کمیٹیوں میں شمولیت کے متعلق مسلم لیگ کی قرارداد [2]

سر سکندر حیات کے مبینہ انٹرویو پر قائداعظم کا بیان

بمبئی ۱۸ جون "میری توجہ اس بیان کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جو سر سکندر حیات خان نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو دیا ہے اور جس کو ریڈیو نے بھی نشر کیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ پنجاب اور بنگال کو مسلم لیگ کی اس

---

[1] انقلاب ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء، ص ۱

[2] انقلاب ۲۰ جون ۱۹۴۰ء، ص ۸

قرارداد سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ جنگی کمیٹیوں میں شامل نہ ہوں یہ بات ناقابل یقین ہے اور میں تصور بھی نہیں کرسکتا کہ سر سکندر نے اس قسم کا بیان کس طرح دیا ہے۔ اس شرانگیزی کو روکنے کے لئے جو اس قسم کی رپورٹ سے پیدا ہوسکتی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس بات کو بالکل واضح کر دیا جائے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد میں کسی قسم کی کوئی مستثنیات نہیں اور اس میں نہایت صاف زبان میں مسلمانوں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اس وقت تک وار کمیٹیوں (WAR COMMITTEES) میں شامل نہ ہوں جب تک صدر کی طرف سے مزید ہدایات نہ دی جائیں۔ کیونکہ اس معاملہ کے متعلق صدر مسلم لیگ اور ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے درمیان خط و کتابت ہو رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام مسلم لیگی اور دیگر مسلمان اس اپیل کی پوری پوری تعمیل کریں گے۔"

خاکسار لیڈروں سے اپیل [1]

شملہ ۲۸ جون۔ خاکسار حکومت تنازعہ سے متعلق قائداعظم نے فرمایا۔

"میں خاکسار لیڈروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ سب متفق ہو کر میرے مشورہ پر چلیں اور وہ مجھے اختیار دیں کہ میں ان کے جھگڑے کا کوئی آبرومندانہ حل نکالوں۔ اس بارے میں مجھے بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں اور جب میں بمبئی سے شملہ آرہا تھا تو راستے میں مسلمانوں نے مجھے مل کر مجھ پر دباؤ ڈالا کہ میں حکومت پنجاب اور خاکساروں کے جھگڑے میں مداخلت کروں۔ مسلمان عوام اور خاکساروں کا خیال ہے کہ مسلم لیگ اس معاملہ میں کچھ نہیں کر رہی۔ میں اس چیز کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی پالیسی مسلمانوں کو ہر جگہ اور ہر ممکن امداد دینا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ ان کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے یا نہیں۔ میں نے ذاتی طور پر خاکساروں سے اپنی ہمدردی کو نہیں چھپایا ہے اور میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ اگر خاکسار لیڈر متفق ہو جائیں اور مجھے اپنی خدمت کرنے کے قابل بنائیں اور میری نصیحت پر چلیں تو میں موجودہ جھگڑے کا کوئی آبرومندانہ حل نکالنے کے لئے ہر چیز کرنے کو تیار ہوں"

---

[1] انقلاب ۳۰ جون ۱۹۴۰ء، ص ۱

وار کمیٹیوں میں شمولیت سے متعلق قائد اعظم کا اعلان [1]

شملہ ۲۸ر جون " مجھے بڑی مسرت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی اپیل پر صدقِ دل سے عمل کیا ہے اور انھوں نے نام نہاد وار کمیٹیوں میں اس وقت تک شمولیت کرنے سے انکار کیا ہے جب تک وائسرائے اور مجھ میں جو گفت و گو ہو رہی ہے اس کا نتیجہ نہ نکل آئے اور میں اس کی روشنی میں مزید ہدایات جاری نہ کروں۔ بدقسمتی سے پنجاب اور بنگال میں چند ایسے عناصر موجود ہیں جنہوں نے ان کمیٹیوں میں شمولیت اختیار کی ہے۔ ان میں سے چند ایک کے ساتھ تو میں پہلے ہی خط و کتابت کر رہا ہوں لیکن میں ان سے ایک بار پھر درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان کمیٹیوں سے بغیر کسی تاخیر کے علیحدگی اختیار کر لیں کیونکہ ان کا رویہ نہ صرف ڈسپلن کے بنیادی اصول کی خلاف ورزی پر مبنی ہے بلکہ وہ اس عظیم الشان مقصد کو نقصان پہنچا رہے ہیں جو لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے ہم سب کا منتہائے مقصود قرار دیا ہے۔"

آپ مسلمانانِ ہند کا اعتماد کھو چکے ہیں

قائد اعظم کا جواب بنام مولانا آزاد [2]

بمبئی ۱۲ر جولائی " آپ کا تار میرا اعتماد حاصل نہیں کر سکا۔ میں آپ سے بذریعہ خط و کتابت یا کسی اور طریقے سے بحث و مباحثہ نہیں کر سکتا کیونکہ آپ مکمل طور پر مسلمانانِ ہند کا اعتماد کھو چکے ہیں۔ کیا آپ اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ آپ کا صدر رہنا محض نمائشی ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ کانگرس کو غیر فرقہ وارانہ ثابت کیا جائے اور غیر ملکیوں کو دھوکہ دیا جائے۔ آپ نہ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں نہ ہندوؤں کی۔ کانگرس ایک ہندو جماعت ہے۔ اگر آپ کو ذرا بھی اپنی عزتِ نفس کا خیال ہے تو فوراً استعفیٰ دے دیجئے۔ آپ نے اس وقت تک مسلم لیگ کی مخالفت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن آپ جانتے ہیں کہ آپ بری طرح ناکام ہو چکے ہیں، یہ طرزِ عمل ترک کر دیجئے۔"

---

[1] انقلاب ۳۰ر جون ۱۹۴۰ء، ص ۸

[2] انقلاب ۱۴ر جولائی ۱۹۴۰ء، ص ۸

مسٹر گاندھی کی آزادی سے مراد کانگرسی راج ہے[1]

بمبئی ۱۵ر جولائی۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا "گاندھی جی نے ہریجن کی ۱۲ر جولائی کی اشاعت میں ایک تازہ دانہ پھینکا ہے کہ اگر کوئی انہیں قائل کر دے تو وہ پاکستان کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کیا کبھی پاکستانیوں نے دوستانہ طریقے سے اپنے مخالفوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ اجتماعی تحریک کا شور بھی بلند کر رہے ہیں اور انگریزوں سے کہہ رہے ہیں کہ وہ ہندوستان کو خالی کر دیں لیکن ایک ہی سانس میں وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ برطانوی فوجیں ہندوستان کی حفاظت کے لئے یہاں رہ سکتی ہیں۔ آیئے گاندھی جی کی تحریروں کو ان کے اور کانگرسی لیڈروں کے افعال کی روشنی میں دیکھیں۔

سر سٹیفورڈ کرپس کی وساطت سے ملک معظم کی حکومت نے ہندوستان کے مستقبل کے متعلق جو اعلان کیا ہے اس میں پاکستان کی نہایت ہلکی سی جھلک تھی لیکن گاندھی جی نے اسے شرارت آمیز قرار دیا ہے۔ جب مسٹر راج گوپال اچاریہ نے اپنی تقریروں میں ان کی تحریروں کا حوالہ دیا تو انہوں نے غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا کہ راج گوپال اچاریہ نے مجھے غلط سمجھا ہے۔ پاکستان میری رائے میں ایک جرم بلکہ ایک گناہ ہے۔ اس طرح انہوں نے پاکستان کے حامیوں کو نہ صرف اس دنیا بلکہ اگلی دنیا کے سلسلے میں بھی مجرم قرار دیا۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے نہ صرف مسٹر راج گوپال اچاریہ کی تجویز کو مسترد کر دیا بلکہ اس کے خلاف قرارداد پاس ہوئی اور اعلان کیا کہ کانگرس اکھنڈ بھارت کے حق میں ہے۔ اس حالت میں ہندو مہاسبھا اور کانگرس میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ حال ہی میں پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ وہ پاکستان کے سوال پر بحث کرنے کے لئے بھی تیار نہیں مسٹر اچاریہ نے دوستانہ طور پر گاندھی جی کو پاکستان کا حامی بنانے کی کوشش کر کے ایسا گناہ کیا ہے جس کی سزا میں انہیں کانگرس آرگنائزیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ گاندھی کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جس طریقہ سے سوچ رہے ہیں اس کی موجودگی میں کوئی انسان انہیں مسلمانوں کے مطالبہ کی درستی کا یقین نہیں دلا سکتا۔ شائد اندرونی آواز انہیں کچھ سمجھا سکے۔ انھوں نے اپنی تحریک کی جو تصویر پیش کی ہے اس میں یہ ہے کہ ہندوستان میں برطانوی حکومت کے اختیارات کو ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں منتقل کر دیا جائے۔ انھوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان میں جنگل کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کا مقصد یہ

---

[1] انقلاب ۱۷ر جولائی ۱۹۴۲ء ص ۲

نہیں ۔ان کا مقصد محض یہ ہے کہ گورنمنٹ کو پریشان کر کے اسے مجبور کیا جائے کہ وہ اس وسیع برِاعظم میں ہندوؤں کی حکومت قائم کر دے ۔ آزاد ہندوستان کے متعلق گاندھی جی کا تصور ہمارے تصور سے بالکل مختلف ہے ۔ ہم ہندوؤں مسلمانوں اور دوسری قوموں کی آزادی چاہتے ہیں ۔ آزادی سے گاندھی جی کی مراد کانگریسی راج ہے مگر پاکستان کا حصول مسلمانوں کے نزدیک عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہم اپنے اس منتہائے مقصود کے لیے اپنے سوا کسی پر انحصار نہیں رکھتے ۔

میں گاندھی جی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہم لوگوں پر یہ الزام لگا کر کہ ہم برطانیہ کی مدد سے پاکستان حاصل کرنا چاہتے ہیں ، مسلمانوں کو بے وقوف بنانا چھوڑ دیں ۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے ان چند مسلمان دوستوں کو جو باقی رہ گئے ہیں چھوڑ دیں ۔ ہندو اور ہندوستان کے ایک سرکردہ لیڈر کی حیثیت سے وہ ایک باعزت سمجھوتہ کے لئے خلوص اور صاف بیانی کا اظہار کریں ۔ اس طرح گاندھی جی نہ صرف دو بڑی جماعتوں یعنی کانگریس اور مسلم لیگ کی بلکہ اس ملک کی اقلیتوں کی بھی بہت بڑی خدمت انجام دیں گے ۔ "

خودداری، خودشناسی اور خود اعتمادی کا احساس پیدا کریں [1]

پشاور ۲۹ ر جولائی : اسلامیہ کالج پشاور کے طلبہ کے نام قائد اعظم نے مندرجہ ذیل پیغام بھیجا ۔

" مفید شہری بننے کے لئے آپ لوگوں کو اپنی عزت و حرمت کا احساس ضروری ہے ۔ نیز یہ کہ جہاں تک ہو سکے آپ اپنے بھائیوں کی بے لوث خدمت کریں اور ان میں خودداری، خودشناسی اور خود اعتمادی کا احساس پیدا کریں بدقسمتی سے آپ کے صوبے میں ابھی تک ان ہی لوگوں کو اثر و رسوخ حاصل ہے جنہوں نے آج تک آپ کی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کی ہیں ۔

اسلام ہر مسلمان کو ادائیگی فرض کی تعلیم دیتا ہے ، آپ کو چاہیئے کہ اپنے صوبے میں دوسروں کے لئے مثال قائم کریں اور متحد و متفق ہو کر ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں ۔ "

تعمیری کام کرنے اور اتحاد بین المسلمین پر زور [2]

بمبئی ۱۸ ر اکتوبر ۔ صوبہ بمبئی مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے

---

[1] انقلاب یکم اگست ۱۹۴۰ء ص ۱   [2] انقلاب ۲۰ ر اکتوبر ۱۹۴۰ء ص ۵

فرمایا "مسلم لیگ تخریبی کاموں کے لئے عالم وجود میں نہیں لائی گئی بلکہ اس کا مقصد صرف تعمیری کام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے تین سال میں اتنی زبردست مقبولیت حاصل کرلی ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت بن گئی۔ ہمیں دوسروں پر اعتراض کرنے کی بجائے ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور ایک دوسرے پر نکتہ چینی یا اعتراض کرنے کی بجائے تعمیری اور ٹھوس کام کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی حالت بہت ہی خستہ ہے۔ ہمیں ایسے پروگرام کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے جس سے قوم کی اصلاح و تعمیر ہو۔ مسلمانوں کی بیکاری دور کرنے کے ذرائع اختیار کرنا مسلم لیگ کے پروگرام کی پہلی شق ہونا چاہیئے۔ مسلمانوں میں اب بھی نا اتفاقی پائی جاتی ہے مسلم لیگرز کا فرض ہے کہ قومی تنظیم اور اتحاد بین المسلمین کی عملی کوشش کریں۔ مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ مسلمان تاجروں کی حالت خراب ہوتی جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہماری قوم تجارت، اور ہر چیز کی تجارت کرے صنعت وحرفت سیکھے اور اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے۔

"تین سال سے میں صوبائی مسلم لیگ کا صدر اور مسٹر اصفہانی سیکرٹری رہے۔ اب میری خواہش یہ ہے کہ نئے ورکرز کو کام کا موقع دیا جائے۔ مجھے اور بھی بہتیرے کام کرنے ہوتے ہیں۔ ملک کا دورہ کرنے کی وجہ سے بارہا بمبئی سے باہر جانا بھی ہوتا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میری بجائے آپ لوگ مسٹر چندریگر کو صدر منتخب کریں جو یہاں مستقلاً قیام پذیر ہیں، اور قومی کام کا کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح سیکرٹری کے عہدے کے لئے بھی کسی دوسرے شخص کو منتخب کیجئے جو اس ذمہ داری کا متحمل ہو۔"

نو کروڑ مسلمان ایک قوم ہیں[1]

بمبئی میں یوم دعا کے موقع پر قائد اعظم کا خطاب

بمبئی ۳ نومبر۔ آزاد میدان پارک میں، ۸۰ ہزار مسلمانوں کے عظیم اجتماع سے جو نماز عید ادا کرنے کے لئے جمع تھے، قائداعظم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ متحد ہوجائیں نو کروڑ مسلمان جو چاہیں حاصل کرسکتے ہیں اور میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اقلیت میں نہیں ہم ہندوستان میں نام نہاد جمہوری پارلیمانی شکل کی گورنمنٹ میں یقین نہیں رکھتے ہم ایک قوم ہیں اور اس لحاظ سے ہماری اپنی ایک قلمرو اور اپنی ایک حکومت ہونی چاہیئے۔ "ممالک اسلامیہ کے

---

[1] انقلاب ۵ نومبر ۱۹۴۰ء، ص ۱

متعلق آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ "اسلامی ممالک سخت خطرے میں ہیں اور ان میں سے کسی پر حملہ ہو سکتا ہے اس یوم دعا پر میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے غیر ملکوں کے بھائیوں کی امداد کرنے کے وسائل پر غور کریں۔"

ہمارے مفاد پر حملہ ہوا تو ہم پوری طرح مزاحمت کرینگے[1]

دہلی ۳۰ نومبر۔ عریبک کالج دہلی کے طلبہ کی یونین کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے سوال کیا کہ حکومت برطانیہ کے خلاف جنگ کرنے میں کانگرس کے مقاصد کیا ہیں۔ آپ نے اس سوال کا مفصل جواب دیتے ہوئے بتایا کہ "کہا جاتا ہے کہ کانگرس نے سول نافرمانی کی جو مہم جاری کر رکھی ہے وہ ہندوستان کو آزاد کرنے کے لئے ہے لیکن کیا یہ سچ مچ ہندوستان کی آزادی کے لئے ہے؟ مسٹر گاندھی پچھلے سال ۲۹ اکتوبر کو یہ لکھ چکے ہیں کہ اگر برطانیہ ہندوستان سے چلا جائے تو شمال سے پنجابی اور گورکھے ملک پر بلّہ بول دیں گے پنجابی سے دراصل ان کا مطلب مسلمان تھا۔ ہندوستان میں انگریزوں کی سیادت کا اگر کوئی خواہش مند ہے تو وہ کانگرس ہے جو ہندوستان کے عوام کی باضابطہ نمائندہ جماعت ہے۔

قائداعظم نے کہا میں ہرگز یہ نہیں مان سکتا کہ ہندو اور کانگرس اس ملک کے باشندوں کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ سول نافرمانی کا ڈھونگ کس لئے رچایا گیا ہے اور حکومت برطانیہ بھی جانتی ہے۔ یہ محض اس لئے ہے کہ تشدد سے حکومت برطانیہ کو یہ مان لینے پر مجبور کیا جائے کہ وہ کانگرس ہی کو ہندوستانی عوام کی نمائندہ با اختیار جماعت تسلیم کرے۔ کانگرس کہتی ہے کہ آئیے ہمارے ساتھ معاملہ کر لیجئے ہم آپ کے دوست ہیں۔ ہم اس ملک میں آپ کی سیادت کے خواہاں ہیں۔ ہمارے ساتھ معاملہ کیجئے اور مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو نظر انداز کر دیجئے۔

کانگرس کے مقاصد کیا ہیں

مسٹر ڈیسائی نے مسٹر گاندھی سے ملاقات کرنے کے بعد کانگرس سے باہر مسلمانوں سے یہ اپیل کی تھی کہ ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ کی جائے۔ دراصل ان کا مطلب یہ تھا کہ کانگرس کو اپنی جنگ اپنے ہی طریقے سے لڑنے دیا جائے۔ کیا میں کانگرس ہائی کمان سے جس کے مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی بھی ممبر ہیں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ ہمیں بتلائیں کہ برطانوی حکومت کے خلاف جنگ کرنے میں ان کے مقاصد کیا ہیں؟ ہم محسوس کرتے ہیں کہ کانگرس کا مقصد

---

[1] انقلاب ۳ دسمبر ۱۹۴۰ء، ص ۵

یہ ہے کہ وہ برطانوی حکومت کو مجبور کرے کہ وہ ہم پر جبر کرے اور ہمارے ساتھ دغا کر کے ہمیں بھیڑیوں کے حوالے کر دے۔ کانگرس کی جنگ کے یہ انداز ہیں۔ میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ وہ شترمرغ کی پالیسی کیوں اختیار کرتے ہیں۔ آخر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم دھوکہ کھا جائیں۔ مجھے تو کانگرس کی سرگرمیاں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے کوئی چمگادڑ کسی کمرے میں گھس آیا ہو اور وہ دیواروں سے ٹکراتا چکر لگاتا پھر رہا ہو۔ وہ دروازے کو دیکھتا نہیں یاد کھ نہیں سکتا کہ دروازہ کھلا ہے اسی طرح کانگرس کی پالیسی ہے۔

مسلمان چپ چاپ تماشہ نہیں دیکھ سکتے

ہم اس مہم کو چپ چاپ نہیں دیکھ سکتے۔ میں مسلمانوں سے صرف یہ کہتا ہوں کہ مہربانی کر کے اس خطرناک صورتحال میں الجھیے نہیں اور نہ اس میں کوئی حصہ لیجئے۔ صرف کانگرس ہی اس کی ذمہ دار ہے۔ لیکن اگر ہم کسی وقت یہ دیکھیں کہ ہمارے مفاد پر حملہ ہو رہا ہے تو محض تماشائیوں کی طرح نہیں رہ سکیں گے۔ ہم اپنا فرض ادا کریں گے اور ضرورت کے وقت پوری پوری مزاحمت کریں گے۔ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

مسلمان اب ہوشیار ہو گئے ہیں

قائداعظم نے ان بیانوں کا ذکر کیا جو کانگرسی لیڈروں کی طرف سے وقتاً فوقتاً اخباروں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ان بیانوں سے کچھ مدد نہیں ملے گی کانگرسی لیڈر کہتے ہیں کہ وہ جناح یا لیگ کے کسی اور نامزد کردہ شخص کو ہندوستان کا وزیراعظم بنانے کو تیار ہیں۔ وہ کہتے ہیں "مسلمان ہی سب طاقت لے لیں ہم اختیارات کی ہوس نہیں رکھتے۔ ہم تو انگریزوں کے راج کے بدلے مسلمانوں کا راج قبول کرنے پر تیار ہیں۔ لیکن کوئی شخص جسے ذرہ بھر عقل بھی دی گئی ہو کیا ان باتوں پر یقین کر سکتا ہے؟ نہیں، مسلمان اب سمجھدار ہیں۔ مسلمان جو کچھ تین برس پہلے تھے۔ آج اس سے پوری طرح بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ اور جس طرح مجھے یہ یقین ہے کہ میں یہاں کھڑا تقریر کر رہا ہوں اسی طرح مجھے یہ یقین ہے کہ پانچ سال بعد ان میں اور بھی فرق پیدا ہو جائے گا۔"

قائداعظم نے اس طاقت کا تذکرہ بھی کیا جو مسلم لیگ نے گذشتہ چند سالوں میں حاصل کر لی ہے اور بتایا کہ "اس سے بہت بڑی ذمہ داری مسلم لیگ پر آپڑتی ہے اور وہی ذمہ داری سی تو ہے جس سے میں چاہتا ہوں کہ آپ عہدہ برآ ہوں۔ ایسے طریقے میں جس سے مسلم لیگ درجہ بدرجہ ایک کامیابی سے دوسری کامیابی کی طرف بڑھتی ہوئی منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ مسلمانوں کو اپنی کمزوریوں اور اپنی طاقت دونوں کا احساس کرنا چاہیئے اور کمزوریوں کو دور کرنے اور طاقت کو زیادہ کرنے کے لئے تعمیری مساعی جاری رکھنا چاہیئے۔"

ہندوستان کے ہر مسلمان کا مقصد پاکستان ہے [1]

احمد آباد ۲۹ دسمبر۔ قائداعظم نے پچاس ہزار سے زائد مسلمانوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کوئی دور دراز کی منزل نہیں شہر اور گاؤں کا ہر مسلمان اس کے لئے قربانی پر آمادہ ہے۔ ڈاکٹر مونجے ہندو قوم ہندو راج اور ہندو سلطنت کی باتیں کرتے ہیں۔ کانگرس اور مہاسبھا ایک ہی زبان سے بولتی ہیں لیکن دونوں کے اظہارِ خیال میں فرق ہے۔ ہندو مہاسبھا صاف صاف باتیں کرتی ہے اور کانگرس رُک رُک کر۔ کانگرس جمہوریت مخلوط انتخاب اور قومی حکومت کا راگ الاپتی ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس کا مطلب بھی ہندو راج اور ہندو سلطنت ہوگا۔ کانگرس احسان کے طور پر مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب دینا چاہتی ہے لیکن جانتے ہیں اس کا نتیجہ کیا ہوگا مرکزی حکومت میں تین ہندو اور ایک مسلمان۔ مسلمان کانگرسی حکومت کا مزہ سات صوبوں میں چکھ چکے ہیں۔ جمہوریت ہندوؤں کے طرزِ رہائش اور سوسائٹی کے لئے ایک نیا خیال ہے اور وہ صرف دوٹوں کے لئے جمہوریت جمہوریت پکارتے ہیں۔ ہندوستان میں چھ کروڑ اچھوت ہیں، مسلمانوں کے ہاتھ سے ہندو کھاتے نہیں۔ ہندو سوسائٹی میں جمہوریت کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا۔ پاکستان صدیوں سے موجود رہا ہے۔ مسلمانوں کا وطن شمال مغرب رہا ہے ——————

—————— آج بھی مسلمانوں کی آبادی ۷۰ فی صد ہے۔ ان علاقوں میں مسلمانوں کی آزاد ریاستیں ہونی چاہئیں تاکہ وہ اپنے مذہب اور تمدن کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ ہندو مہاسبھا اور کانگرس دونوں چاہتی ہیں کہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں پر مرکزی حکومت سے غلبہ پا یا جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سات ہندو صوبوں میں مسلمان ہندوؤں کے رحم و کرم پر ہوں گے اور ان صوبوں کے خلاف اگر مسلمانوں نے شکایت کی تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ اور نہ ہوگا کہ بھٹی سے نکل کر بھاڑ میں گرنا ہوگا۔ کیونکہ جمہوریت کی ریاضیاتی جمع و تفریق کی رو سے وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہوگی۔ یہ ایک ایسی پوزیشن ہے جسے وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس پر کبھی عمل نہیں ہو سکتا اور کبھی ہوا بھی تو اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ دونوں قوموں کی آزادی کے لئے پاکستان بہترین ذریعہ ہے۔ مسلمانوں کو ہندو صوبوں میں پس جانے کا خوف نہیں کرنا چاہیئے۔ مسلم اقلیت والے صوبوں کے مسلمانوں کو اپنی تقدیر کا مقابلہ کرنا چاہیئے لیکن مسلم اکثریت والے صوبوں کو آزادی دلانی چاہیئے تاکہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں۔

---

[1] انقلاب ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء، ص ۴

مردم شماری کے متعلق قائدِاعظم کی اپیل [1]

بمبئی ۱۶ر جنوری: قائدِاعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک اخباری بیان کے ذریعہ مسلمانانِ ہند سے اپیل کی کہ وہ افسران مردم شماری کو ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہر طرح مدد دیں اور ان سے تعاون کریں۔ آپ نے اس مسئلہ پر خاص طور پر زور دیا کہ نسل اور فرقہ کے سوال کے متعلق ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جواب میں مسلم لکھوائے اور مذہب کے سوال پر ہر مسلمان کو جواب اسلام دینا چاہیئے۔ مادری زبان اردو بتلانا چاہیئے لیکن اگر کوئی اردو نہیں جانتا تو جس زبان میں وہ گفت گو کرتا ہے اسے اپنی مادری زبان بتانا چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہر گھر کا بزرگ اپنے خاندان کو بتانے میں احتیاط رکھے گا اور صحیح تعداد و نام لکھوائے گا اور اس معاملہ میں ہر طرح کی تدابیر پورے ہندوستان میں اختیار کئے جانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

مسلمانانِ ہند کی قسمت پنجاب سے وابستہ ہے [2]

قائدِاعظم کا خط پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر کے نام

لاہور ۲۱ر جنوری۔ میں آپ کی کانفرنس کے انعقاد کی اہمیت کا قلبی احساس رکھتا ہوں، میں تجویز کرتا ہوں کہ اس کانفرنس کا نام پاکستان کانفرنس کی بجائے پراونشل مسلم سٹوڈنٹس پاکستان کانفرنس رکھا جائے اور پھر آزادی سے آل انڈیا مسلم لیگ کے لاہور ریزولیوشن کی تائید کی جائے۔ جو پاکستان کے نام سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکا ہے۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ مردانہ وار اقدام کریں اور کانفرنس ضرور منعقد کریں۔ میں کوشش کروں گا کہ سابقہ وعدوں اور مشاغل سے وقت بچا سکوں اور آپ کی کانفرنس میں شرکت کروں۔ میں صوبہ پنجاب کی اہمیت کو خوب سمجھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مسلمانانِ ہند کی قسمت اسی صوبے سے وابستہ ہے۔ لیکن مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا مجاہدانہ قدم عزم عمل اور پختگی عمل کا آئینہ دار ہونا چاہیئے میں ۱۰ فروری یا اس کے قریب دہلی آ رہا ہوں آپ

---

[1] انقلاب ۱۸ جنوری ۱۹۴۱ء، ص ۲

[2] انقلاب ۲۵ جنوری ۱۹۴۱ء، ص ۱

اور آپ کے ساتھی مجھ سے دہلی میں ملیں آپ کی ملاقات میرے لئے باعث مسرت ہوگی

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

طلباء کو قائد اعظم کا مشورہ [1]

لکھنؤ ۲۹ جنوری: لکھنؤ یونیورسٹی کے چند مسلمان طلبہ کے ایک سوال کے جواب میں قائد اعظم محمد علی جناح نے لکھا کہ "مجھے امید ہے کہ مسلمان طلبہ کسی ہڑتال، احتجاجی جلسہ یا کسی ایسے عمل میں شرکت نہیں کریں گے جو براہ راست یا بالواسطہ کانگرس کی چلائی ہوئی تحریک کو فائدہ پہنچا سکے۔ اس لئے کہ کانگرس کا یہ کھلا ہوا مقصد ہے کہ وہ برطانوی حکومت پر دباؤ ڈال کر اس کو مغلوب کرنے پر مجبور کر دے جو مسلمانوں کے اہم مفاد کے لئے بالکل مہلک ہے۔"

سندھ کا خفیہ معاہدہ [2]

قائد اعظم کا تصریحی بیان

بمبئی ۹ فروری: قائد اعظم محمد علی جناح نے وزارت سندھ کے متعلق ایک بیان دیا، جس میں انہوں نے پھر کہا کہ ہندو پریس اور کانگرس سندھ کی حالت کے متعلق غلط بیانیاں کر رہا ہے۔ کانگرس پارٹی نے اسمبلی کے چند مسلم لیگی ممبروں سے ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ کی رو سے بندے علی خان کو مستعفی ہو کر سر غلام حسین ہدایت اللہ کے لئے وزارت میں جگہ خالی کرنی ہے اور خان بہادر اللہ بخش کو وزیر اعظم بنایا جانا ہے۔ اس معاہدے کے متعلق یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ کن کے درمیان ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پراونشل لیگ کے ذمہ دار ارکان کو اس کا قطعاً علم نہیں اور میر بندے علی خان کی پارٹی کا بیان ہے کہ وہ اس معاہدے میں شریک نہیں۔ اس لئے میر بندے علی خان استعفیٰ دینے کے لئے مجبور نہیں ہیں۔ ان حالات میں مسلم لیگ کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ ان ممبروں کو مسلم لیگ کے نام پر ذمہ داری اختیار کرنے کی اجازت دے اور مسلم لیگ کے وقار کو نقصان پہنچائے۔

---

[1] انقلاب۔ ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء، ص ۵

[2] انقلاب ۱۱ فروری ۱۹۴۱ء، ص ۴

مسلمان پاکستان کے سوا کوئی اور دستور قبول نہیں کریں گے [1]

نئی دہلی ۱۸ فروری : قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اخبارات کے نام مندرجہ ذیل بیان جاری کیا "میری توجہ اخبارات میں شائع شدہ ایک رپورٹ کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جسے دہلی کے ایک اخبار نے مسلم لیگ کی پاکستانی سکیم پر نظرثانی اور مسلم لیگ کمیٹی کی سفارشات وغیرہ کے عنوانات کے ماتحت شائع کیا ہے۔ میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ اخبارات کی یہ اطلاع قطعاً غلط ہے اور غرض مند حلقوں کا پراپیگنڈہ ہے مسلم لیگ کے اس شہرہ آفاق ریزولیوشن کے بعد جسے اب پاکستان سکیم کہا جاتا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے لیگ سب کمیٹی مقرر کی تھی جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ لاہور ریزولیوشن کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں مختلف پاکستانی سکیموں پر غور و خوض کرے۔

لاہور ریزولیوشن کا بنیادی اصول یہ ہے کہ کوئی ایسی آئینی سکیم اس ملک میں کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ مسلمان اسے قبول کریں گے جس کا بنیادی اصول یہ نہیں ہوگا کہ ہندوستان کو ایسے جغرافیائی حصوں میں از سر نو ترتیب دیا جائے کہ ایسے علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلم ریاستوں میں تبدیل کر دیے جائیں۔ یہ علاقے جن میں ایک شمال مغرب میں اور دوسرا مشرقی ہندوستان میں مرکز سے قطعاً آزاد اور خود مختار ہوں گے۔

میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی ۲۱ فروری کو منعقد ہونے والی میٹنگ بھی اسی سلسلے میں کسی سکیم پر غور کرنے کے لئے بلائی گئی ہے۔ البتہ میں اس سلسلے میں ہر سکیم اور تجویز کا خیر مقدم کروں گا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ایسے کئی مسلمان اصحاب ہیں جو اس قسم کی سکیم پر سنجیدگی کے ساتھ گہرا غور و خوض کر رہے ہیں۔ تاہم ہر شخص کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اخبارات میں وقتاً فوقتاً جو سکیمیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں سے کسی کے ساتھ بھی مسلم لیگ آفیشل حیثیت سے وابستہ نہیں۔

بعض حلقوں کی طرف سے لفظ پاکستان کے استعمال پر حیرانی ظاہر کی جا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ جامع اور آسان ہونے کی وجہ سے لاہور ریزولیوشن کا مترادف بن گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ برطانوی اور ہندو اخبارات نے لاہور ریزولیوشن کی بجائے یہ لفظ اختیار کر لیا ہے۔ تاہم مجھے اس لفظ میں کوئی چیز قابل اعتراض نظر نہیں آتی اور میں نہیں جانتا کہ میرے مخالف رائی کا پہاڑ کیوں بنا رہے ہیں۔

---

[1] انقلاب ۱۹ فروری ۱۹۴۱ء ص ۴

سندھ کا وزیر اعظم بننے کے لئے خان بہادر الٰہ بخش کے اوچھے ہتھیار[1]

میر بندے علی اور مسلم لیگی وزرار کو قائد اعظم کا مشورہ

نئی دہلی ۱۹ر فروری: قائد اعظم محمد علی جناح نے سندھ کی سیاسی صورت حال کے متعلق مندرجہ ذیل بیان جاری کیا۔

"خان بہادر کھوڑو کراچی سے مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے اور انھوں نے سندھ کی سیاسی صورتحال کو نہایت وضاحت کے ساتھ میرے سامنے پیش کیا۔ میں نے اس سلسلے میں سر عبداللہ ہارون سے بھی مشورہ کیا ہے۔ مجھے اس نام نہاد دستاویز کی ایک نقل بھی ملی ہے جو دراصل مسٹر پنجلداس وزیر انی سندھ کے ہندو وزیر کے نام ۱۰ر نومبر ۴۰ ۱۹ء کا لکھا ہوا ایک خط ہے۔ اس خط پر صرف مسٹر سید اور خان بہادر کھوڑو کے دستخط ہیں۔ شیخ عبدالمجید کو جوں ہی اس خط کا علم ہوا انھوں نے اس سے بے تعلقی کا اظہار کر دیا۔

اس نام نہاد معاہدے میں سب سے پہلی تجویز یہ تھی کہ شیخ عبدالمجید سندھی وزارت سے مستعفی ہو جائیں لیکن اسے کبھی عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ کیونکہ شیخ عبدالمجید نے مستعفی ہونے سے انکار کر دیا۔ میر بندے علی خان وزیر اعظم یہ کہتے ہیں کہ مجھے اس معاہدے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سلسلے میں سندھ اسمبلی کے بعض ارکان میں انفرادی طور پر جو گفت و شنید جاری تھی اس میں سندھ مسلم لیگ سے کسی بھی مرحلہ پر کوئی مشورہ نہیں لیا گیا۔ اس معاہدہ کو اسمبلی کی مختلف جماعتوں کے درمیان معاہدہ قرار دینا محض حماقت ہے۔ اس نام نہاد معاہدہ کا سہارا لے کر خان بہادر الٰہ بخش بعض دوسرے ارکان کی مدد سے سندھ میں سیاسی تعطل پیدا کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ مجھے وزیر اعظم اور سر غلام حسین کو وزیر اعلیٰ بنایا جائے اور ایک مسلم لیگی وزیر مستعفی ہو جائے۔

میرا خیال ہے کہ اگر اس دھمکی کو عملی جامہ پہنایا گیا تو اس کی تمام ذمہ داری ان لوگوں پر ہوگی جو سندھ میں سیاسی تعطل پیدا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مسلم لیگ اس معاہدہ کی کسی طرح پابند نہیں۔ اس لئے میر بندے علی خان وزیر اعظم اور دوسرے مسلم لیگی وزرار کو میرا مشورہ یہی ہے کہ وہ مستعفی نہ ہوں اور جب تک وہ اکثریت میں ہیں اپنی وزارت قائم رکھیں اور ہر قسم کی صورت حال کا مقابلہ کریں۔ جب انھیں شکست ہو جائے تو نئی وزارت کے خلاف اپوزیشن کے بنچوں پر جا بیٹھیں۔

---

[1] انقلاب ۲۱ر فروری ۱۹۴۱ء، ص ۴

زندگی ایک مسلسل جد و جہد کا نام ہے [1]

لاہور ۲ مارچ : قائد اعظم محمد علی جناح نے اسلامیہ کالج لاہور کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت فرمائی اور اپنے مختصر خطبے میں فرمایا کہ " میری سب سے بڑی آرزو اور تمنا یہ ہے کہ میں اپنی قوم کی خدمت کروں دنیا میں سب سے بڑی چیز اخلاق ہے ، اگر تم میں یہ نہ ہو تو تمہاری تعلیم ، تمہاری عقل ، تمہاری لیاقت کچھ اہمیت نہیں رکھتی ۔ اپنے لئے ایک اصول بنالو اور اس پر قائم رہو ۔ اس کے بعد اگر مصائب اور تکالیف کے پہاڑ بھی تم پر ٹوٹیں تو تم اپنے اصول سے سر مو انحراف نہ کرو ۔ زندگی نام ہے ایک مسلسل جد و جہد کا اس کا حسن اسی سے قائم ہے بعض نوجوان چاہتے ہیں کہ دنیا کی حسین چیزیں نہایت آسانی سے حاصل کرلیں مسلسل محنت اور مطالعے ہی سے تم کامیابی حاصل کر سکتے ہو ۔

مجھے یقین ہے کہ اسلامیہ کالج ایک ایسی درسگاہ ہے جہاں تمہیں اپنی دماغی ، روحانی اور جسمانی ضروریات کے لئے بہترین مواقع حاصل ہیں ۔

میری دعا ہے کہ اسلامیہ کالج جلد دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے اور وہ دن جلد آئے کہ ہم اسے کیمبرج اور آکسفورڈ کے تعلیمی اداروں کی طرح دنیا میں ممتاز دیکھیں ۔"

بوہرہ طلبہ کو قائد اعظم کا پیغام [2]

قائد اعظم نے کراچی کے بوہرہ طلبہ کے نام ذیل کا پیغام ۱۴ جنوری ۱۹۴۱ء کو بھیجا ۔

" مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ کراچی کے بوہرہ طلبہ مسلمان قوم کی ترقی کے لئے اپنی طرف سے امکانی سعی کر رہے ہیں ۔ تعلیم کی اہمیت کیا ہے ؟ یہ جتانے کی ضرورت نہیں ۔ واقعہ ہے کہ ہر قوم کی ترقی اور فلاح اس قوم کے تعلیم یافتہ طبقہ اور نوجوان نسل پر منحصر ہوتی ہے ۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قوم کے مستقبل کی تعمیر میں سب سے بڑا حصہ طلبا ء کا ہوتا ہے ۔ یہ صرف تعلیم ہی کے ذریعہ ہوتا ہے ۔ ہم تربیت دے کر اور آراستہ کر کے لوگوں میں احساس خودی ، قربانی اور بے غرضانہ خدمات کا جذبہ پیدا کر سکتے ہیں جو افراد ہی میں نہیں بلکہ قوم میں بھی خود اختیاری اور اخلاقی طاقت

---

[1] انقلاب ۴ مارچ ۱۹۴۰ء ، ص ۴

[2] انقلاب ۲۵ جون ۱۹۴۱ء ، ص ۳

پیدا کرتے ہیں ۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی تمناؤں کے پُرغبار ماحول سے نکل کر اور زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی قوم کی فلاح کے لئے تعمیری ترقی کے کاموں میں مصروف ہوں ۔ صرف اسی طرح ہم میں زور آئے گا کہ ان مخالفانہ مضرت رساں اور جارحانہ طاقتوں کا مقابلہ کریں جو ہمارے خلاف کام کر رہی ہیں ۔

وہ وقت قریب آرہا ہے کہ جب آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کو یہ دعوت دے گی کہ اپنے آخری مطمح نظر کے حاصل کرنے کے لئے عظیم اور حقیقی قربانیاں کریں ۔ مجھے امید ہے کہ جس وقت وہ دعوت دی جائے گی تو ہمارے نوجوان کوتاہی نہ کریں گے ۔"

اسلامی ہند ایگزیکٹو کونسل کی توسیع کو پسند نہیں کرتا[1]

بمبئی ۲۲ جولائی ۔ قائداعظم محمد علی جناح نے وائسرائے کی کونسل میں توسیع اور نیشنل ڈیفنس کونسل کے مسئلہ پر مندرجہ ذیل بیان دیا ۔

" وائسرائے کی کونسل میں توسیع اور نام نہاد نیشنل ڈیفنس کونسل کے متعلق سرکاری اعلان بے حد قابلِ افسوس اور مایوس کن ہے ۔ اس اقدام سے مسلم ہندوستان کی صدق دلانہ وفا مندانہ اور حقیقی امداد اگر دیانتداری سے حاصل کرنی مقصود ہے تو حاصل نہیں کی جا سکتی ۔ اس کی صاف اور سادی وجہ یہ ہے کہ نامزد مسلمان نہ مسلمانوں کے حقیقی نمائندے ہیں اور نہ انہیں مسلمان عوام کا اعتماد حاصل ہے ۔ وائسرائے کا تدبر ان سے یکے بعد دیگرے غلطیاں کروا رہا ہے ۔ یہ بات افسوسناک اور تکلیف دہ ہے کہ وائسرائے نے مسلم لیگ کے راہنما اور ایگزیکٹو سے بالا بالا مسلم لیگ کے ممبروں کو ترغیب دی اور یہ اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے کہ مسلم لیگ کے بعض ارکان اس ترغیب و تحریص کا شکار ہو گئے ۔

جب پچھلے اگست میں حکومت نے پیش کش کی تو وہ مسلم لیگ کو منظور نہ تھی ۔ اس کی معقول وجہ یہ ہے کہ اس سے مسلم لیگ کے نمائندہ کو اختیارِ حکومت میں حقیقی اور جائز حصہ نہیں ملتا ۔ کون یہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ رجعت پسندانہ فیصلہ اسلامی ہند کی منظوری اور تعاون حاصل کر سکتا ہے ۔ میں وائسرائے کو مسلم لیگ کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے مسلم وزراءِ اعظم اور لیگ کے بعض ارکان کی لیگ کے لیڈر اور ایگزیکٹو کے مشورہ اور علم کے بغیر اس سکیم کے لئے خدمات حاصل کر کے یہ پھوٹ پیدا کی ہے ۔

بہرحال یہ چیز مسلم لیگ کو اس کی صراطِ مستقیم سے متزلزل نہیں کر سکتی ۔ اس چال سے حکومت کو بھی کوئی فائدہ

[1] انقلاب ۲۴ جولائی ۱۹۴۱ء، ص ۴

حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ بد قسمتی سے اس سے تلخی پیدا ہوگی جو اس وقت موجود نہیں باوجودیکہ اس اعلان سے پہلے بھی حکومت کا رویہ پسندیدہ نہ تھا۔ ان مسلمان وزرائے اعظم اور مسلم لیگی ارکان کے رویہ پر جنہوں نے لیگ کے لیڈر اور ایگزیکٹو کے حکم اور علم کے بغیر اپنے آپ کو اس توسیع اور نیشنل ڈیفنس کونسل سے وابستہ کیا ہے، مناسب غور ہوگا اور مناسب کارروائی کی جائے گی۔"

اشتراکیت اسلام کی بھونڈی سی نقل[۱]

جناح صاحب نے راک لینڈ کے سرکاری مہمان خانے میں طلبہ اور نوجوانوں کو تبادلہ خیالات کا موقع دیا اور باوجود علالت ۴۵ منٹ تک گفت گو کرتے رہے۔ نواب بہادر یار جنگ بھی موجود تھے۔ محمود علی بی اے عثمانیہ نے مکالمہ لکھا اور اورینٹ پریس کو بھیجا۔

سوال: مذہب اور مذہبی حکومت کے کیا لوازم ہیں۔

جواب: جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور قوم کے محاورہ کے مطابق میرا ذہن خدا اور بندے کی باہمی نسبتوں اور رابطہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ ملا نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے۔ البتہ میں نے قرآن مجید اور اسلامی قوانین کے مطالعہ کی اپنے تئیں کوشش کی ہے اس عظیم الشان کتاب میں اسلامی زندگی سے متعلق ہدایات کے باب میں زندگی کا روحانی پہلو، معاشرت، سیاست، معیشت، غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو قرآن مجید کی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن کی اصولی ہدایات اور سیاسی طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی بہترین ہیں بلکہ اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے لئے بھی سلوک اور آئینی حقوق کا اس سے بہتر تصور ممکن نہیں۔

اشتراکی نظام

سوال: اس سلسلے میں اشتراکی حکومت وغیرہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

---

[۱] رہبر دکن ۱۹ اگست ۱۹۴۱ء

جواب: اشتراکیت، بالشویت یا کئی اور ایسے سیاسی یا معاشی مسلک دراصل اسلام اور اس کے اقتصادی نظام کی بھونڈی سی نقلیں ہیں ان میں اسلامی نظام کے اجزاء کا سا ربط تناسب اور توازن نہیں پایا جاتا۔

سوال: ترکی حکومت تو ایک مادی سٹیٹ یا حکومت ہے اس سے اسلامی حکومت مختلف ہے، آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب: ترکی حکومت پر میری نظر میں سیکولر سٹیٹ کی سیاسی اصطلاح اپنے پورے معنوم میں منطبق نہیں ہوتی۔ اب اسلامی حکومت کے تصور کا یہ بنیادی امتیاز پیش نظر رہے کہ اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے اس لئے تعمیل کا مرکز قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی نہ کسی شخص یا ادارہ کی۔ قرآن کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔ آپ جس نوعیت کی بھی حکمرانی چاہتے ہیں، بہر حال آپ کو سلطنت اور علاقہ کی ضرورت ہے۔

سوال: وہ سلطنت ہمیں ہند میں کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔

جواب: مسلم لیگ، اس کی تنظیم، اس کی جدوجہد، اس کا رُخ اور اس کی راہ سب اسی سوال کے جواب ہیں۔

نیشنل ڈیفنس کونسل اور اے کے فضل الحق [1]

قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی قرارداد مسٹر فضل الحق کو پہنچا دی گئی تھی اور ان سے کہا گیا تھا کہ آپ نیشنل ڈیفنس کونسل سے دس دن کے اندر اندر مستعفی ہو جائیں۔ یہ دس دن کی مہلت دس ستمبر کو ختم ہوئی تھی۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ مسٹر حق نے نیشنل کونسل سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ آپ نے چونکہ لیگ کے فیصلے کی پابندی کی ہے اس لئے انضباطی کارروائی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اتنی خرابی کافی ہے۔

میری توجہ انکے اس خط کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جو انہوں نے سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کو بھیجا اور جو اخبارات میں بھی چھپ چکا ہے۔ یہ خط سراسر غلط بیانیوں کا پلندا ہے اور قطعی بے سند ہے۔ انہوں نے مجھ پر اور دیگر حضرات پر جو حملے کئے ہیں وہ ایک ایسے شخص کے لئے نا سزاوار ہیں جو اتنے بلند عہدہ پر فائز ہو، بلاشبہ اس خط پر مناسب وقت اور مناسب موقعہ پر غور و خوض ہوگا اور اس سے مناسب انداز میں نپٹا جائے گا لیکن میں سر دست نہیں چاہتا کہ اہم

---

[1] انقلاب ۱۴ ستمبر ۱۹۴۱ء ص ۵

مسائل کو چھوڑ کر کسی غلط راہ پر چل پڑوں، مسٹر فضل الحق اگر اس امر کو اس وقت نہیں سمجھتے تو وہ بعد میں ضرور سمجھ جائیں گے کہ مسلم لیگ کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ کار ہی نہیں جو اس نے اس وقت مسلم لیگ اور مسلم انڈیا کے عزو وقار کو قائم رکھنے کے لئے اختیار کیا۔ مجھے یقین ہے کہ جب وہ پرسکون لمحوں میں اپنی اس مجموعہ اضداد اور لفاظی سے بھری ہوئی تحریر کو دوبارہ پڑھیں گے تو وہ افسوس کریں گے کہ انہوں نے ایسا خط سیکرٹری مسلم لیگ کے نام کیوں لکھا۔[۱]

مسلم لیگ دوسری پارٹیوں سے مل کر یا تنہا ملکی دفاع کی ذمہ داری لینے کو تیار ہے[۲]

قائد اعظم محمد علی جناح نے اورینٹ پریس کے نمائندہ سے ایک خاص ملاقات کے دوران میں ہندو مسلم مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد کے آخری حصہ پر زور دیا جس میں کہا گیا ہے کہ مسلم لیگ پہلے کی طرح اب بھی دوسری پارٹیوں سے مل کر یا ان کے بغیر ملک کے دفاع کی ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر لینے کو تیار ہے بشرطیکہ اسے مرکز اور صوبہ جات میں موجودہ دستور کی حدود میں رہتے ہوئے حکومت میں حقیقی اختیارات دیے جائیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داری کو بطریق احسن سرانجام دے سکے لیکن اس عارضی انتظام کا مستقبل کے آئین سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔

میرے دل میں کسی جماعت کے متعلق بداندیشی کا جذبہ نہیں وہ دن آئیگا جب نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی مجھے دعا دیں گے[۳]

الہ آباد ۲ اپریل۔ جرنلسٹس ایسوسی ایشن نے کل شام، قائد اعظم کے اعزاز میں ایک چائے کی دعوت دی۔ قائد اعظم نے اس دعوت میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ آج ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان عظیم اختلافات ہیں لیکن اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ میرے دل میں بڑی ہندو جماعت یا کسی اور جماعت کے خلاف

---

[۱] انقلاب یکم جنوری ۱۹۴۲ء، ص ۵

[۲] انقلاب ۵ اپریل ۱۹۴۲ء، ص ۴

بداندیشی کا خفیف ترین جذبہ بھی نہیں۔

جہاں تک پریس کا تعلق ہے مجھے یہ اعتراف کرنے میں تامل نہیں کہ جرائد نے میرے ساتھ منصفانہ اور فراخدلانہ سلوک کیا ہے اس میں شک نہیں کہ پارٹی کے اخباروں کو یہ آزادی ہے کہ وہ مختلف اختلافی مسئلوں پر بحث جاری رکھیں۔ میں پریس کے جذبۂ خیر سگالی کی تعریف کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرے اور پریس کے درمیان دوستانہ تعلقات رہیں گے اور وہ ہر ایک اچھے مقصد کے لئے تعاون کریں گے جس کے لئے جدوجہد جاری ہے۔ ہر ایک اختلافی مسئلہ کو تجزیہ اور تحقیق سے ہی اس کی اصل صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ میں اس اجتماع میں بھی ہندو مسلم پارسی اور عیسائی اخبار نویسوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج مجھ پر اعتراضات ہوئے ہیں۔ بعض حلقوں میں منافرت انگیزی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ وہ دن آئے گا کہ جب نہ صرف مسلمان بلکہ بڑی ہندو جماعت بھی مجھے دعا دے گی (خواہ یہ وقت میری زندگی میں نہ آئے) آج ہمارے درمیان اختلافات ہیں لیکن میں ایک مثال توضیح کے لئے پیش کرتا ہوں۔ پہلا شخص جو چھتری لے کر سڑک پر نکلا اس کو ہدف تنقید بنایا گیا اور لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اس وجہ سے کہ انہوں نے اس سے پہلے چھتری نہیں دیکھی تھی۔ میں چھتری لے کر نکلا ہوں۔ آپ مجھے ہدف تنقید بنا سکتے ہیں لیکن ایک وقت آئے گا جب آپ نہ صرف چھتری کی حقیقت سمجھ جائیں گے بلکہ خود بھی اس کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں گے۔

تاریخ میں ایسے اشخاص کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جو نئے راستوں پر گامزن ہوئے۔ لوگوں نے انہیں ہدفِ تنقید بنایا ان سے استہزا کیا گیا۔ ان کو بالجبر دبایا گیا۔ ان کے خیالات کی غلط ترجمانی کی گئی۔ ان کے ساتھ نفرت وحقارت کا برتاؤ کیا گیا۔ ڈسرائیلی انہی لوگوں میں شامل تھا۔ دوسری مثال چیمبرلین کی ہے جس نے ٹیرف اور تحفظ کی چھتری لے کر کام کرنا شروع کیا تو اسے پارلیمنٹ سے نکل جانا پڑا۔ اور وہ اکیلا رہ گیا لیکن اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا جس نے پارلیمنٹ کے متفقہ ووٹ سے تحفظ اور ٹیرف کی وہی پالیسی اختیار کی۔

مجھے امید ہے کہ یہ مقصد میری زندگی ہی میں حاصل ہو جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو میں کوئی فرزند نہیں رکھتا جو میرا جانشین ہو تاہم جو شخص بھی اس مقصد کو حاصل کرے گا جس کے لئے میں جدوجہد کر رہا ہوں وہ دیکھے گا کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔"

پاکستان میں غرباء کے لئے معیارِ معیشت بلند ہوگا[1]

مسلم لیگ کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا

---

[1] انقلاب ۱۹ اپریل ۱۹۴۲ء ص ۔

دل ہمیشہ غربار کے ساتھ ہے اور ان کے لئے ہے۔ میں آپ کی خدمت کر رہا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا غربار محسوس کرتے جائیں گے کہ میں ان کا خادم ہوں۔ اگر میں کامیاب ہوگیا تو اس امر سے کمال مسرت ہوگی اور یہ میرے لئے ایک انعام ہوگا کہ غربار کا معیارِ معیشت بلند ہوگا۔ ہم پاکستان کا مطالبہ کر رہے ہیں، ہم اپنی حکومت چاہتے ہیں اگر اس حکومت میں انسانوں کے لئے مساوات نہیں تو کس کام کی؟ اگر وہ حکومت غربار کو ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے سے قاصر ہے تو اس کے قیام اور وجود سے کیا حاصل؟ ہماری جدوجہد کی غایت یہی ہے کہ ہم غربار کے سود و بہبود کے لئے ہر امکانی جدوجہد کر سکیں۔

سر عبداللہ ہارون مسلم لیگ کے مضبوط ترین ستون تھے [1]

نئی دہلی ۲۸ راپریل۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے سر عبداللہ ہارون کی ناگہانی وفات پر ایک تعزیتی بیان میں فرمایا کہ سر عبداللہ ہارون مسلم لیگ کے مضبوط ترین ستون تھے، آپ نے مسلمانانِ سندھ ہی کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان کے جملہ مسلمانوں کے لئے بے نظیر خدمات سرانجام دیں۔ آپ لیگ کی مجلس عاملہ کے بہت ہی قابل قدر رکن ثابت ہوئے ہیں۔ اس حادثۂ جانکاہ میں بیگم ہارون، مسٹر یوسف ہارون اور ان کے دیگر لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔

پاکستان مسلمانانِ ہند کا عقیدہ بن چکا ہے [2]

قائد اعظم کا سیکرٹری جمیعت العلما صوبہ سرحد کو جواب

مردان ۱۵ رجون۔ مولانا مداللہ خان صاحب مردانی جنرل سیکرٹری جمیعت العلما صوبہ سرحد نے حضرت قائد اعظم کو ایک خط لکھا تھا جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔

ماؤنٹ پلزنٹ روڈ مالابار ہل

بمبئی ۲ رجون ۱۹۴۲ء :

---

[1] انقلاب ۳۰ راپریل ۱۹۴۲ء، ص ۵

[2] انقلاب ۱۷ رجون ۱۹۴۲ء، ص ۷

جناب عالی ۔ مجھے آپ کا ۳۰ رمئی کا لکھا ہوا خط موصول ہوا ۔ اس میں آپ نے صوبہ سرحد کی جمعیت علماء کی طرف سے مجھ کو جو شفقانہ اور ہمدردانہ پیغام بھیجا ہے ۔ اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے وہ قرارداد نہیں دیکھی جو جمعیت نے ۲۶ اپریل کو اپنے سالانہ اجلاس میں پاس کی ۔ یہ بات نہایت ہمت افزا ہے کہ آپ تہ دل سے آل انڈیا مسلم لیگ کے نصب العین یعنی پاکستان کے حامی ہیں جس کے حصول کے لئے ہم نے اپنی زندگی اور موت کی بازی لگا رکھی ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہندوستان بھر کے مسلمانوں کی مدد سے اور اپنے اتحاد کے ذریعے اپنی منزل مقصود پر اس سے کہیں جلدی پہنچ جائیں گے ۔ جتنا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے ۔ ہمیں صرف ایک جھنڈے کے پیچھے اور ایک پلیٹ فارم پر یعنی آل انڈیا مسلم لیگ کے ماتحت متحد ہوجانا چاہیئے جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ اور ذمہ دار جماعت ہے اور ہمیں پاکستان کے حصول کے لئے متحدہ طور پر زور لگانا چاہیئے جو مسلمانان ہند کا عقیدہ بن چکا ہے

آپ کی امداد کا شکریہ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

مسلم لیگ کے ممبر نیشنل وار فرنٹ[1] کے دائرہ رکنیت میں شامل نہیں ہوسکتے[2]

مسٹر حسین شہید سہروردی کو قائد اعظم کا جواب

کلکتہ ۲۸ جون ۔ مجھے جناب کا مکتوب گرامی محررہ ۱۶ جون مل گیا ۔ میں آپ کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میرے فہم کے مطابق مسلم لیگ کی حکمت عملی یہ ہے کہ ہم کسی ایسی انجمن یا کمیٹی میں شامل نہیں ہوسکتے جو حکومت نے بنائی ہو یا جسے حکومت چلا رہی ہو یا اس کے ضبط اور نگرانی کی ذمہ داری حکومت پر ہو ۔ جب تک مسلم لیگ کو مرکز اور صوبوں میں حکومت کے دھندوں کا حصہ دار نہیں بنایا جاتا ہماری یہ حکمت عملی برابر کارفرما رہے گی ۔ یہ جنگی سرگرمیوں کی مخالفت کا سوال نہیں اور سردست ایسا سوال پیدا ابھی نہیں ہوسکتا ہماری حیثیت یہ ہے کہ جن انجمنوں یا جماعتوں کا دھندا سرکار چلا رہی ہے ۔ اس میں شامل ہونے کا مشورہ جمہور کو دینے کی ذمہ داری کا بوجھ ہم اس وقت تک نہیں اٹھا سکتے جب

---

[1] National war front

[2] انقلاب ۳۰ جون ۱۹۴۲ء ص ۲

تک کہ ان پر ہمارا اختیار یا نگرانی نہ ہو۔

برطانیہ حکومت کی باگ ڈور مسلمانوں کے سپرد کر دے[1]

کیونکہ برطانیہ نے عنان حکومت مسلمانوں سے لی تھی

بمبئی ۸ اگست۔ قائداعظم محمد علی جناح نے حسب ذیل بیان شائع کروایا "حال ہی میں کانگرس ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی ہے اگرچہ اس کے الفاظ میں تغیر و تبدل کیا گیا ہے مگر اس کا مفہوم بالکل وہی ہے جو کانگرس ورکنگ کمیٹی نے ستمبر ۱۹۳۹ء میں منظور کیا تھا۔ ستمبر ۱۹۳۹ء کے ریزولیوشن کا مفہوم یہ تھا کہ ہندوستان کی آزادی کا فی الفور اعلان کر دیا جائے اور مرکز میں ایک عارضی گورنمنٹ بنا دی جائے۔ موجودہ حکومت اپنے تمام اختیارات اس عارضی گورنمنٹ کو سونپ دے۔ اسی ریزولیوشن میں یہ بھی کہا گیا کہ ہندوستان کا آئین بنانے کے لئے ایک نمائندہ اسمبلی بنائی جائے جس کا انتخاب بالغ رائے دہی کے اصول پر ہو۔ ان دونوں قراردادوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس وقت فی الفور آزادی کا اعلان کا فقرہ استعمال کیا گیا تھا۔ اب برطانیہ سے کہا گیا ہے کہ وہ فی الفور ہندوستان سے نکل جائے

مکمل آزادی

میں کئی دفعہ اعلان کر چکا ہوں کہ مسلم ہندوستان مکمل آزادی کا طلب گار ہے مگر ہم نے کانگرس کے مطالبہ کی اس لئے مخالفت کی تھی کہ فی الفور آزادی کے اعلان سے کانگرس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہندوستان میں ہندو راج یا ہندو اکثریت کی حکومت قائم کرنے کی متمنی ہے۔ جس حد تک دوسرے مسئلہ یعنی عوام الناس کے نمائندوں کی ترتیب کے سوال کا تعلق ہے، مسلمانوں کا اس کے بارے میں یہ خیال ہے کہ کانگرس کی بنائی ہوئی نمائندہ اسمبلی میں ہندوؤں کی بھاری اکثریت ہوگی اور اگر اس اسمبلی کو بالغوں کے حق رائے دہی کے اصول کے مطابق قائم کیا جائے تو مسلمانوں کو اس میں ۲۵ فی صد حقوق بھی نہیں ملیں گے اور یہ امر مسلم ہے کہ ایک ایسا ادارہ کوئی ایسا فیصلہ نہیں کر سکتا جو مسلمانوں کے نزدیک قابل قبول نہ ہو۔ ستمبر ۱۹۳۹ء کے ریزولیوشن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندوستان کا دستور اساسی آل انڈیا فیڈرل گورنمنٹ کی طرز پر تشکیل دیا جائے، جس میں صوبوں کو بقدر امکان زیادہ سے زیادہ آزادی دی جائے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہوا کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے وہ بھی اہم امور کے فیصلے کے

---

[1] انقلاب ۱۲ اگست ۱۹۴۲ء ص ۳

لئے ایک ایسی مرکزی حکومت کے دستِ نگر ہوں گے جس میں ہندوؤں کی بہت بڑی اکثریت ہوگی۔ مسلمان اس امر کو قبول نہیں کر سکتے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان پاکستان کا مطالبہ کر رہے ہیں اور کانگرس کا مطالبہ پاکستان کے اصول کے بالکل منافی ہے ۔ کانگرس کا یہ مطالبہ واضح کر رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کو غلام بنانے پر تلی ہوئی ہے ۔ ہندوستان کے بعض حصے ایسے بھی ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی ۵۰ فی صد سے زیادہ ہے ۔ اس کے علاوہ بعض حصوں میں مسلمانوں کو ۹۰ فی صد سے زائد اکثریت حاصل ہے جیسے کہ ہندوستان کے مشرقی علاقے ۔ ان دونوں علاقوں میں ان کی تعداد سات کروڑ سے زیادہ ہے ۔ چنانچہ وہاں وہ ایک قوم کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان میں وہ تمام صفات موجود ہیں جو کہ ایک قوم کی تعریف میں آتی ہیں ۔

کانگرس نے ان کی پرواہ نہیں کی ۔ کانگرس نے دس کروڑ مسلمانوں اور ہندوستان کی بعض دوسری اقلیتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ان سے پوچھے بغیر سول نافرمانی کا فیصلہ کر لیا ہے اور کہا ہے کہ اگر برطانیہ نے ان کے مطالبہ کو قبول نہ کیا تو وہ ہندوستان میں ہلچل مچا دے گی ۔

اڑان گھائیاں

اس کے علاوہ کانگرسی لیڈروں نے ہندوستان کے مسلمانوں، اقلیتوں اور غیر ملکی حکومتوں کو فریب دینے کے لئے ایک اور قدم اٹھایا ہے ۔ چنانچہ کانگرس کے بعض اکا دکا لیڈروں نے جو تقریریں کی ہیں ان کی صدائے بازگشت ایک دو دن پہلے ہاؤس آف کامنز میں بھی سنی گئی تھی ۔ چنانچہ ایک ممبر نے مسٹر ایمری وزیر ہند سے کہا تھا کہ کانگرس مخفی وطن پرستانہ جذبات کے ماتحت کام کر رہی ہے اور وہ اختیار حاصل کرنے کے لئے کام نہیں کر رہی اسی ممبر نے کہا کہ سردار پٹیل نے ابھی حال ہی کی تقریر میں کہا تھا کہ اگر برطانیہ چاہے تو مسلم لیگ کو اختیار سونپ سکتی ہے ۔ اسی ممبر نے سردار پٹیل کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ کانگرس لڑائی کی بجائے مسلم راج تسلیم کرنے کو تیار ہے مجھے تعجب ہے کہ مسٹر گاندھی نے بھی ان اکابر کے لیڈروں کے بیانات کی حمایت کی ہے اور انہیں شرف قبولیت بخشا ہے ۔ کانگرسی لیڈروں کے ان بیانات میں اخلاص نام کو بھی نہیں کیونکہ کسی مسلمان کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ کانگرسی لیڈر حسنِ نیت سے یہ بیان دے رہے ہیں ۔

مسلم لیگ تیار ہے

اگر برطانیہ مسٹر گاندھی کی سفارش کو منظور کرنا چاہے تو ملک کی حکومت کے اختیار مسلم لیگ کو سونپ دے میں تمام متعلقہ اصحاب کو اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی حکومت میں تمام قوموں سے منصفانہ سلوک کیا جائیگا

بلکہ ان سے نہایت فیاضانہ سلوک کیا جائے گا اگر برطانیہ نے حکومت مسلمانوں کو سونپ دی تو یہ قدم بالکل جائز ہو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں ہی سے حکومت کی عنان لی تھی مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اس اقدام کو خوش آمدید کہیں گے ۔

ایک اور فریب

کانگریسیوں نے مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے چند دنوں سے یہ بھی مشہور کر رکھا ہے کہ کانگرس مسلم لیگ سے سمجھوتہ کرنے کو تیار ہے مگر یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ وہ مسلمانوں سے محض اس بات پر صلح کرنا چاہتی ہے کہ ہندوستان میں ایک فیڈرل گورنمنٹ قائم کی جائے اور کانگرس جانتی ہے کہ مسلم لیگ کانگرس کے اس اقدام کی شدید مخالف ہے اور مسلمان جانتے ہیں کہ کانگرس نے مطالبہ پاکستان کو بُری طرح ٹھکرا دیا ہے۔ چنانچہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے ۱۹۴۲ء کے اجلاس میں صاف طور پر کہا ہے کہ پاکستان کا مطالبہ منظور نہیں کیا جا سکتا ۔ مسٹر گاندھی نے ہندوستان کو تقسیم کرنے کے سوال پر بے حد متعصبانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے اور پنڈت نہرو کئی بار کہہ چکے ہیں کہ وہ اس مطالبہ پر مسلم لیگ سے بات چیت کرنے کو بھی تیار نہیں ہیں ۔

مولانا آزاد کی حیثیت

مجھے ہندو اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ برلا ہاؤس میں حیدر آباد کے ایک صاحب اور مولانا آزاد میں بات چیت ہوئی ہے اور موضوع بحث مسلم لیگ تھا ۔ مجھے مولانا آزاد کی حالت پر رحم آتا ہے کہ وہ نہ تو ہندوستان کے نمائندے ہیں ، نہ مسلمانوں کے اور حقیقت یہ ہے کہ کانگرسیوں کے مشوروں میں ان کی کوئی آواز نہیں اس امر کا ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ حیدر آباد سے آنے والے صاحب کے نام مولانا آزاد کی طرف سے جو مکتوب بھیجا گیا تھا اس پر مہر توثیق پنڈت نہرو کی طرف سے لگی تھی ۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حیدر آباد سے آنے والے صاحب اور کانگرس پریذیڈنٹ میں اس بات پر بحث ہوئی تھی کہ مسلم لیگ اور کانگرس کمیٹیاں آپس میں مل جائیں اور کانگرس کے ریزولیوشن کو منظور کر لیں ۔

مفسدانہ رویہ

کانگریسیوں کا یہ رویہ مفسدانہ ہے اگر وہ فی الحال حقیقت میں بات چیت کرنے پر آمادہ ہیں تو انہیں مجھے لکھنا چاہیئے تھا یا آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری سے بات چیت کرنی چاہیئے تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ اقدام

محض اس لئے اختیار کیا ہے کہ ممالک خارجہ میں پراپیگنڈہ ہو سکے اور ہندوستانی مسلمانوں کو فریب دیا جا سکے۔ جو ادارہ مسلمانوں میں تشتت وافتراق ڈالنے کی اس حد تک کوشش کر رہا ہو اسے مسلم لیگ سے بات چیت کرنا کہاں گوارا ہو سکتا ہے۔ مجھے اعتماد ہے کہ مسلمان فریب نہیں کھائیں گے۔ کانگرسیوں کو شکایت ہے کہ میرے بعض بیانوں سے ان کے دل دکھے ہیں مگر میرے لئے مشکل یہ ہے کہ اگر سچ کہوں تو ان کے دل دکھتے ہیں اور اگر خاموش رہوں تو مسلمانوں کے جذبات پامال ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک صرف اس کا علاج یہ ہے کہ کانگرس اپنی چالوں کو بدل دے"

مسلم لیگ مکمل آزادی چاہتی ہے مگر کانگرس اسکے راستے میں روڑے اٹکا رہی ہے[1]

میں خود ہندوستان کی جنگِ آزادی کی قیادت کرونگا

بمبئی ۲۲ اگست۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال پر گفت وشنید کے دوران بمبئی کے ایک سربرآوردہ کانگرسی لیڈر کے سامنے یہ اعلان کیا کہ مسلم لیگ کے ساتھ کانگرس فوری طور پر مصالحت کرے اور اس مصالحت کی وجہ سے ہندوستان میں مستقل اتحاد قائم کیا جائے تو وہ بذاتِ خود ہندوستان کی جنگِ آزادی کی قیادت کریں گے اور جنگ آزادی میں گاندھی کے ہمراہ سب سے پہلے جیل میں جائیں گے۔ مسٹر جناح نے دوبارہ زور دیتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ فوری طور پر آزادی کی طالب ہے۔ مگر کانگرس اسکے راستے میں روڑے اٹکا رہی ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے لئے کوئی بھی تحریک صرف ہندو مسلم اتحاد کی وجہ سے ہی کامیاب ہو سکتی ہے اور یہ اتحاد مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کو کانگرس کی طرف سے منظور کر لینے کی صورت ہی میں ہو سکتا ہے

ایک مرتبہ ملک میں اتحاد قائم ہونے کے بعد برطانیہ سے آزادی کا مطالبہ کرنے میں کانگرس کے ساتھ مسلم لیگ شامل ہو جائے گی اور اس وقت برطانیہ انکار نہیں کر سکے گا بلکہ ہم تو اپنا مطالبہ صرف ۲۴ گھنٹے کے اندر ہی منظور کرا لیں گے۔ جنگ آزادی میں دیگر مسلمان لیڈروں کے ہمراہ تم مجھے پیش پیش دیکھو گے۔ ان باتوں کے باوجود میں اس لئے آمادہ ہوں کہ ہندوستانی نظام کی ترتیب کے وقت ہندوستانی مسلمانوں کی رائے حاصل کر کے پاکستان کے مسئلہ کا فیصلہ کیا جائے مگر کانگرس کو مذکورہ بالا مخصوص شرائط کے مطابق صاف اور واضح اعلان کر دینا چاہیئے اور مسلمانوں کے دلوں سے شبہات کو دور کرنا چاہیئے۔

آخر میں آپ نے کہا کہ میں چند لاکھ روپیہ جمع کرنے کے لئے ہندو یا مسلمان سرمایہ داروں کا حامی نہیں ہوں

[1] انقلاب ۲۴ اگست ۱۹۴۲ء، ص ۵

عام ہندو اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا خواہاں ہوں اور میں ان کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا فیصلہ کر چکا ہوں اور موجودہ حالات میں یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ ہندو مسلم اتحاد قائم نہ ہو جائے۔"

(شہباز)

ہندوستانی وحدت کی بات خام خیالی ہے[1]

آل انڈیا مسلم لیگ نے سیاسی مؤقف کی وضاحت میں مضامین کے دو مجموعے[1] کتابی شکل میں شائع کئے تھے۔ ان دونوں کتابوں پر قائد اعظم محمد علی جناح نے حسب ذیل دیباچہ لکھا تھا۔

موجودہ نام نہاد جغرافیائی وحدت کے ساتھ ہندوستان کا جدید تصور کاملاً برطانیہ کا پیدا کردہ ہے اور وہ نوکر شاہی کے نظام حکومت کے تحت اُسے ایک انتظامی وحدت بنائے ہوئے اس پر قابض ہے۔ اس حکومت کے پیچھے عوام کی طاقت نہیں بلکہ تلوار کی طاقت ہے۔ اس صورتِ حال سے ہندو کانگرس اور ایک مزید ہندو جماعت، ہندو مہاسبھا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ہندوستان نہ تو ایک ملک ہے اور نہ ہی ایک قوم۔ یہ بہت سی قومیتوں اور نسلوں کا مجموعہ ہے لیکن مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں۔ ایک وسیع برصغیر میں ایک مرکزی آئینی حکومت کے قیام کی بات بطور ہندوستانی وحدت کے صرف خام خیالی ہے۔

ہندوستان میں موجود دو بڑی قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات براعظم یورپ کے مقابلہ پر ہزار گنا زیادہ ہیں۔ درحقیقت اس کی نسلوں، مذہبوں، ثقافتوں اور زبانوں میں تنوع اور اختلافات کی مثال دنیا کے کسی خطے میں نہیں ملتی لیکن خوش قسمتی سے مسلمانوں کے وطنی علاقے برصغیر کے شمال مغربی اور مشرقی منطقوں پر واقع ہیں جہاں ان کی ٹھوس اکثریت ہے۔ ان کی تعداد تقریباً سات کروڑ ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ یہ علاقے بقیہ ہندوستان سے الگ کر دیئے جائیں اور ان کی خود مختار آزاد ریاستیں بنا دی جائیں۔ مسلمان بالکل مکمل آزادی چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ہندوؤں اور ہندو بھارت کی بھی آزادی چاہتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی تمام چالوں، تجویزوں اور مجوزہ اسکیموں کا مقصد یہ ہے کہ پورے برصغیر ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کو ہندو راج کی غلامی میں جکڑ دیا جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اپنی گردنوں سے برطانوی راج کا پھندا نکال کر ہندو راج کی غلامی کا پھندا اپنی گردنوں میں ڈال لیں۔ آج کل محض ناواقفیت کی بنا پر یا پھر جان بوجھ کر غیر ملکی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے مسائل بھی ایسے ہی ہیں جیسے کہ چین، سوویٹ روس یا پھر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ہیں۔ اور

---

[1] ایم آر ٹی۔ پاکستان اینڈ مسلم انڈیا (انگریزی) ہوم سٹڈی سرکل۔ بمبئی ص ۱۔۲

انہیں اُن تجربات کی روشنی میں حل کیا جاسکتا ہے جو ان قوموں نے حاصل کیے ہیں۔ ایسی دلیل کا معمولی جائزہ بھی ایک ذہین آدمی کو قائل کر دے گا کہ ہندوستان کے مسائل کا ان ممالک میں مقابلہ کرنا کاملاً مغالطہ میں ڈالنا اور گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔ موجودہ کتابوں میں وہ مختلف مضامین جمع کیے گئے ہیں جو مختلف اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اور ہندوستان کے مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان پر بہت روشنی ڈالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس بات سے اتفاق کر لیا کہ انہیں جمع کر کے دو کتابوں کی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ ان مختلف مضامین سے ان موجودہ سیاسی مسائل پر روشنی پڑتی ہے جو مسلمانوں کی ذہنی پریشانی کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ مصنف مسٹر ایم۔ آر۔ ٹی نے اس امر کی اجازت دی ہے کہ یہ کتابیں ہوم اسٹڈی سرکل کی جانب سے شائع کی جائیں۔ انہوں نے حقائق اور اعداد و شمار یک جا کر دیے ہیں، جو بہت قیمتی ہیں۔ مصنف ان مضامین کو متعدد اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع کرا کے پہلے ہی قابل قدر خدمات انجام دے چکے ہیں۔

انہوں نے پہلی کتاب جس کا عنوان "پاکستان اور مسلم انڈیا" ہے۔ نہایت غیر جانبدارانہ طریقے سے ان متعدد اسباب کی نشان دہی کی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا حل یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد لاہور منظور شدہ ۱۹۴۰ء میں پاکستان اسکیم کے جو اصول مرتب کیے گئے ہیں، انہیں تسلیم کر لیا جائے اور ہندوستان کو تقسیم کر دیا جائے۔

دوسری کتاب کا عنوان "نیشنلزم ان کنفلیکٹ ان انڈیا" ہے جس میں اسی مصنف کی تحریریں جمع کی گئی ہیں اس (کتاب) سے ظاہر ہوگا کہ ہندوستان ایک قومی مملکت نہیں ہے اور یہ کہ ہندوستان ایک ملک نہیں بلکہ ایک برصغیر ہے۔ جس میں (متعدد) قومیں ہیں۔ ان میں دو بڑی قومیں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ہیں جن کی ثقافت، تہذیب، زبان، ادب، آرٹ، رسومات، ذوق اور خواہشات، زندگی اور اس کے متعلق نظریہ میں بنیادی فرق ہے بلکہ متعدد اعتبار سے یہ سب باتیں ایک دوسرے سے بالکل متغایر اور متضاد ہیں۔

درحقیقت جن خیالات کا اظہار ان کتابوں میں کیا گیا ہے، وہ مصنف کے (اپنے خیالات) ہیں، مسلم لیگ کے سرکاری یا میرے خیالات نہیں۔ میں نے یہ دیباچہ اس لئے لکھنا اپنے ذمہ لیا ہے کہ ان دو کتابوں کی تمام قارئین سے سفارش کروں جو ہندوستان کے مستقبل سے متعلق آئینی مسئلہ کو سمجھنے اور اس کے حل میں دلچسپی لیتے ہیں جو شخص بھی انہیں جذبات سے بالاتر ہو کر پڑھے گا وہ حقائق اعداد و شمار، تاریخی اور سیاسی دلائل سے اس بات کا قائل ہو جائے گا کہ ہندوستان کی تقسیم دونوں قوموں کے مفاد میں ہے۔

ایم۔ اے۔ جناح

۲۴ر دسمبر ۱۹۴۲ء

جنوبی افریقہ کا کالا قانون قلمرو برطانیہ کے خرمنِ امن کو جلا کر رکھ دے گا[1]

مارشل سمٹس کو قائدِاعظم محمد علی جناح کا انتباہ

نئی دہلی ۱۵ اپریل: نٹال انڈین کانگرس کے نمائندوں نے محمد علی جناح سے ملاقات کی اور نٹال میں ہندوستانیوں کے ساتھ جو صورتِ حال پیش آ رہی ہے، اس سے اسلامی ہند کے اس بطلِ جلیل کو مطلع کیا، یونین کونسل میں جو بل پیش ہو رہا ہے۔ اس سے قائدِاعظم کو آگاہ کیا گیا۔ قائدِاعظم نے نٹال انڈین کانگرس کے نمائندوں کی گزارشات سننے کے بعد مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

"میں سخت سے سخت الفاظ کے ساتھ اس مسودہ قانون کی مذمت کرتا ہوں۔ اگر یہ قانون منظور ہو گیا تو جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں اور یورپین باشندوں میں پھوٹ پڑ جائے گی اور ان کے تعلقات ہمیشہ کے لئے کشیدہ ہو جائیں گے۔ اس قسم کا قانون قلمرو برطانیہ کے امن و امان کے خرمن کے لئے ایک چنگاری ہو گا۔ جس دن یہ قانون منظور ہو گیا اس دن کے لئے اہل جنوبی افریقہ کو پچھتانا پڑے گا۔ یہ قانون جہاں انصاف اور اچھے سلوک کے منہ پر طمانچے کا حکم رکھتا ہے وہاں اس سے ہندوستانیوں اور ہندوستان کے اچھے نام پر ایک ایسا دھبہ لگ جائے گا جو مٹائے نہ مٹ سکے گا۔ مجھے امید ہے کہ مارشل سمٹس ایسے خاص مدبر نٹال کے ہندوستانیوں پر اس قسم کا ظلم ہرگز نہ ہونے دیں گے اور اس قسم کا قانون منظور نہیں کریں گے۔"

مسلم لیگ کے ہاتھ مضبوط کرو[2]

سندھ: قائدِاعظم نے اردو میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "میں آج سے پہلے ۱۹۳۸ء میں سندھ آیا تھا۔ اس وقت سے لے کر آج تک مسلم لیگ کو صوبہ سندھ میں جو فروغ حاصل ہوا ہے، وہ ڈھکی چھپی بات نہیں۔ مسلم لیگ کی وزارت کا ذکر کرتے ہوئے قائدِاعظم نے کہا کہ آپ کو مسلم لیگ کی وزارت سے بہت کچھ امیدیں ہوں گی۔ اس قلیل سے عرصے میں مسلم لیگ وزارت نے عوام کے مفاد کی حتی الامکان حفاظت کی اور اپنی بساط سے بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیں،

[1] انقلاب، ۱۷ اپریل ۱۹۴۳ء، ص ۱۔

[2] انقلاب، ۱۷ جون ۱۹۴۳ء، ص ۱۔

آپ نے عوام کو تلقین کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ کی وزارت کے ہاتھ مضبوط کیجئے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلم لیگ میں شامل ہو جایئے تاکہ وہ اپنے ٹھوس اور تعمیری پروگرام پر عمل پیرا ہو سکے، اس سے جو اتحاد و اتفاق پیدا ہوگا اس سے اسمبلی کے تمام ممبر آپس میں متحد ہو جائیں گے اور اس تعمیری پروگرام پر عمل ہو سکے گا۔

قائد اعظم نے تقریر کو ختم کرنے سے پہلے مسلمانوں کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ مسلمان بہت جلد اپنے نصب العین پاکستان کو حاصل کر لیں گے ۔"

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کراچی ۱۹۴۳ء میں قائد اعظم کی تقریر [1]

قائد اعظم نے اپنی تقریر میں کہا کہ کمیٹی کے ارکان کے انتخاب کا کام مجھے سونپا گیا ہے۔ گذشتہ تجربہ ہمارے سامنے ہے کہ کئی ایک کمیٹیوں میں ایسے اشخاص ممبر بنے جو محض شہرت اور نام چاہتے تھے۔ اور عوام کی اصلاح کا دور سے بھی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ لیکن میں ہرگز ایسی کمیٹی قائم نہیں کر سکتا جو اصل مقصد کو حاصل نہ کر سکے۔ اس کمیٹی میں ایسے ممبر ہونے چاہئیں جو نڈر ہوں اور اپنے کام کے سوا کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ یہ ممبر ایسے ایماندار اور مخلص ہونے چاہئیں کہ ساری قوم ان پر اعتبار کر سکے اور اپنی فلاح و بہبود کا کام انکے ہاتھ میں دیدے۔ کمیٹی کو چھ ماہ کے اندر اندر اپنی رپورٹ لیگ ورکنگ کمیٹی کے سامنے رکھنی ہوگی۔ اس لئے اس میں ایسے ممبر ہونے چاہئیں جو دن کا سارا وقت اسی کام کے لئے وقف کر سکیں۔ آپ نے کہا کہ اس سلسلے میں مجھے بہت سے نام موصول ہوئے اور میں سوچ بچار کے بعد ان میں سے چند نام منتخب کر سکوں گا۔

ہندو کانفرنسوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان پاکستان کو بھلا دیں [2]

کراچی ۴ جنوری ۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے کراچی سے روانہ ہوتے وقت ایک اخباری بیان میں کہا کہ امرتسر میں ہندو مہاسبھا اور بمبئی میں لبرل فیڈریشن [3] کے اجلاس، مسٹر گاندھی اور کانگرسی اصحاب کے رویہ سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانانِ ہند کے مطالبہ کے بارے میں ہندوؤں کے رویہ میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی ہندو مہاسبھا کے امرتسر کے اجلاس سے

---

[1] انقلاب ۲۹ دسمبر ۱۹۴۳ء ص ۱ ۔

[2] انقلاب ۶ جنوری ۱۹۴۴ء، ص ۴

[3] لبرل فیڈریشن ۔ سر تیج بہادر سپرو کی قائم کردہ جماعت ۔

صاف ظاہر ہوگیا ہے کہ ہندو اس برعظیم ہندوستان میں ویدک ہندو راج قائم کرنے کے حق میں ہیں اور لبرل فیڈریشن نے بھی حسب معمول ایک مبہم قرارداد منظور کی ہے جس میں بتایا ہے کہ موجودہ وقت میں کیا کیا جائے اور خود کوئی ٹھوس تجاویز پیش نہیں کیں، لیکن ان کا نفس نسوں کا اصل مقصد ہی یہ تھا کہ مسئلہ پاکستان کو گلدستہ طاقِ نسیان بنا دیا جائے۔

پاکستان ہی وہ راستہ ہے جس پر گامزن ہوکر آزادی نصیب ہوسکتی ہے

لاہور یکم اپریل۔ حبیبیہ ہال میں اسلامیہ کالج کے سٹاف اور طلبہ کی طرف سے قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم نے اپیل کی کہ ذات پات کے امتیاز کو مٹایا جائے اور جس لعنت سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نجات دلائی تھی، اس میں دوبارہ پھنسنے کی کوشش نہ کی جائے۔

پنجاب کا ذکر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا "پنجاب کی داستان نہایت دردناک ہے۔ میں اس کا جتنا مطالعہ کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ سمجھتا ہوں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک قوم آباد ہے جو اکثریت میں ہے مگر جس سے سوءِ استفادہ کیا جارہا ہے اور الو بنایا جارہا ہے۔ پنجاب کے مسلمان دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کی بہ لحاظ سیرت کم درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی پبلک زندگی کا معیار بھی گرا ہوا ہے جب تک مسلمانوں میں انفرادی طور پر قربانی دینے کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا ان کی حالت سدھرنا ممکن نہیں۔

قائداعظم نے طلبہ کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کر دیں اور وکیل اور کلرک بننے کی بجائے صنعتی اور فنی تعلیم کی طرف دھیان دیں۔ اگرچہ پنجاب ہندوستان کا بازوئے شمشیر زن بیان کیا جاتا ہے اور مسلمان جنگجو ہیں مگر پھر بھی میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنی جسمانی تربیت سے غافل نہ ہوں۔ آپ نے طلبہ سے مزید کہا کہ جب بھی آپ کو فرصت ملے آپ پاکستان کا پیغام گوشے گوشے میں پہنچا دیں اور قوم کی تعلیمی اور مجلسی خدمات انجام دیں۔ خدا نے چاہا تو ہم پاکستان قائم کرکے رہیں گے۔

اقلیتوں کو خطرہ نہیں

پاکستان میں اقلیتوں کو انصاف کا یقین دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ پاکستان سے کسی قوم کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ پاکستان ہی وہ واحد راستہ ہے جس پر گامزن ہوکر غلامی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور آزادی نصیب ہوسکتی

ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کو مسلمانوں کے اقتدار کے بارے میں جو خطرات ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ ہندوؤں کو یہ کہہ کر گمراہ کیا جا رہا ہے کہ ان کے مندروں اور عورتوں کی عزت محفوظ نہ ہوگی اور سکھوں کو کہا جاتا ہے کہ ان کے گردواروں کی خیر نہیں۔ یہ سب خطرات بے بنیاد ہیں۔ آپ نے تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جب مسلمانوں کی حکومت تھی تو اس وقت فوج اور نظم و نسق کے اعلیٰ افسر ہندو اور سکھ ہوا کرتے تھے۔ اب خواہ کتنا ہی گمراہ کن پراپیگنڈہ کیوں نہ کیا جائے آخر کار سچائی کی فتح ہوگی۔ ہماری حکومت میں مسلمانوں کا ضمیر ان کو کسی غیر مسلم سے ناانصافی کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔

پاکستان دیوالیہ ملک نہیں ہوگا [۱]

لیگ کی تعمیری کمیٹی میں قائد اعظم کی تقریر

نئی دہلی ۸ نومبر: آج نئی دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی تعمیری کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائد اعظم نے بھی تقریر کی۔ آپ نے کہا "ہو سکتا ہے کہ پاکستان ایک دولت مند ملک نہ ہو لیکن اسے بین الاقوامی اہمیت ضرور حاصل ہوگی۔ اس وقت بعض اشخاص پاکستان کے خلاف غلط پراپیگنڈہ کر رہے ہیں اور عوام پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کی اقتصادی حالت اس قدر کمزور ہوگی کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ اس کے خلاف بعض دوسرے اشخاص کا خیال ہے کہ پاکستان میں کوئلے، پٹرول اور دھاتوں کی بہتات ہوگی۔ میں ان دونوں قسم کے مختلف اشخاص کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کم از کم ایک دیوالیہ ملک نہیں ہوگا۔"

(اورینٹ پریس)

عید کے روز قائد اعظم کا مسلمانوں سے خطاب [۲]

ہمیں اس طرح کام کرنا چاہیئے کہ آئندہ نسلیں شرمندہ نہ ہوں

نئی دہلی ۳۰ نومبر: عید کے روز قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کی جماعت کے روبرو ایک تقریر کرتے ہوئے

---

[۱] انقلاب ۱۰ نومبر ۱۹۴۴ء، ص ۳۔

[۲] انقلاب ۲ دسمبر ۱۹۴۴ء، ص ۳۔

کہا کہ ہر ایک قوم کا اس کی زندگی میں زوال آتا ہے لیکن بالآخر اس کا اقبال ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان پچھلے دو سو سال سے ایک زوال پذیر قوم تھے۔ اب انہوں نے اس کا احساس کر لیا ہے اور وہ ایک طاقتور قوم بننا چاہتے ہیں۔ دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں احساس کی لہر پھیل رہی ہے۔ سیاسی اور مجلسی مسائل کے حل کے سلسلے میں ان کے طریق کار میں واضح تبدیلی آچکی ہے اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ اس بیداری کی لہر میں ہندوستان کے مسلمان کیا کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمیں اپنا کام ایسے طریقے سے کرنا چاہیئے کہ آئندہ آنے والی نسلیں ہمارے کام پر شرمندگی محسوس نہ کریں۔

ہندوؤں کو مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان سے خواہ مخواہ خوف زدہ نہ ہونا چاہیئے [1]

احمد آباد، ۱۸ جنوری: قائد اعظم محمد علی جناح نے جامع مسجد میں مسلمانوں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مسٹر گاندھی نے ہمیں جو کچھ پیش کیا وہ کرپس تجاویز کا ایک بگڑا ہوا چربہ تھا۔ کرپس کی تجاویز میں ہندوستان میں ایک یا ایک سے زیادہ خود مختار ریاستوں کے قیام سے اتفاق کرتے ہوئے پاکستان کا اصول تسلیم کر لیا گیا تھا۔ مسٹر گاندھی نے بھی ایسی ہی پیش کش کی تھی مگر اس پیش کش کو اتنی زیادہ پابندیوں سے محدود کر دیا گیا تھا کہ مسلمان اپنے نصب العین کو حاصل نہ کر سکیں۔ مسٹر جناح نے لیگ کے مطالبۂ پاکستان کا اعادہ کیا اور تفصیل کے ساتھ اس مطالبہ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح پاکستان کے حصول سے ہندوستان کی تمام اقوام کی آزادی کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہندو خواہ مخواہ مسلمانوں کے مطالبۂ پاکستان سے خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ انہیں بااثر لوگوں کے متحدہ ہندوستان کے شور سے ہرگز ہرگز متاثر نہ ہونا چاہیئے۔ وائسرائے نے کلکتہ میں جو تقریر کی تھی وہ ہندوؤں کے لئے ایک جھانسا تھا وائسرائے نے یہ نہیں کہا کہ حکومت برطانیہ کی پالیسی پاکستان کے خلاف ہے۔ بلکہ اس نے صرف یہ کہا تھا کہ مریض ہند کو کسی بڑے آپریشن کی ضرورت نہیں۔ برطانیہ کے نزدیک متحدہ ہندوستان کا تصور اس ملک میں ان کے اقتدار کی بنا ہے۔ اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مرتد قوم نہیں کہلا سکتے۔ مسٹر جناح نے فرمایا کہ یہ دلیل قطعاً غلط ہے کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد کسی ہندو کو اس کی قوم خارج کر دیتی ہے۔ ۲۵ سال تک مسٹر گاندھی اور کانگرس جس راستے پر چل رہے ہیں اس کی کوئی منزل مقصود نہیں۔ مسلم لیگ باآواز بلند کہہ رہی ہے کہ تم ترقی کرتے نظر نہیں آتے آؤ میں تمہیں راستہ ترقی دکھاؤں۔

---

[1] انقلاب ۱۹ جنوری ۱۹۴۵ء ص ۱ + ۲

قانون کے طلبہ سے قائدِ اعظم کا خطاب [1]

۱۰ جنوری ۱۹۴۵ء کو قائدِ اعظم محمد علی جناح نے سر للو بھائی لا کالج یونین میں تقریر کرتے ہوئے طلبہ کو نصیحت کی کہ ان کو شعبۂ قانون کی حسبِ منزلت، عزت، دیانت داری، اخلاق اور دیرینہ روایات کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ایک باعزت پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انسان کا مقصد صرف دولت کمانا ہی نہیں ہے بلکہ اس کو ہمیشہ اپنے اصولوں اور روایات کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ قانون کے پیشہ میں کامیابی صرف ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے، جو وضعدار، محنتی اور مستقل مزاج ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ جن کا فطری میلان اس پیشہ کی جانب ہو۔

آپ نے اپنی ابتدائی وکالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وکیل کی حیثیت سے نامزد ہونے کے بعد تین سال تک مجھے کسی مقدمہ میں بالعوض کسی وکیل کے کام کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اس لئے میں قانون کے طلبہ کو ابھی سے اس قسم کی مایوسیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے متنبہ کرتا ہوں کہ بجائے اپنا وقت ضائع کرنے کے دوسرے بڑے وکیلوں کے مقدمات کی پیروی نہ بھول جائیے۔

جب میں نے بمبئی میں وکالت شروع کی تو اس وقت بمبئی بار میں انگریزوں کی کثرت تھی اور بالخصوص سالیسٹر کے رواج کی وجہ سے انہوں نے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا اس لئے کسی ہندوستانی کا اس قلعہ کو توڑنا ممکن نہیں رہا تھا لیکن آج صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔ ایک مرتبہ جب نئے وکیل عوام کو اپنی ذہانت سے متاثر کر لیتے ہیں تو پھر اس کی ترقی جلد شروع ہو جاتی ہے لیکن اگر پہلے سے قانونی جماعت والا طریقہ رائج رہتا تو پھر نئے وکیل کو کام اتفاقیہ ہی مل سکتا تھا۔ بہر حال استقلال اور محنت کا ثمر ہمیشہ ملتا ہے۔

آپ نے طلبہ کو قانون کے پیشے کی اخلاقیات پر پابند رہنے کی نصیحت کی اور فرمایا کہ وکالت بہت معزز پیشہ ہے اور کسی بقال کی دکان نہیں ہے۔ اس پیشہ کی بنا پر پہلے آپ پر اپنے حقوق، عوام کے حقوق اور موکل کے حقوق جو آپ کو فیس دیتا ہے، عائد ہوتے ہیں جو آپ کو ادا کرنے چاہئیں۔ آپ کا مقصد صرف روپیہ وصول کر کے لین دین کرنا ہی نہیں ہے۔

۱۸ جنوری کو احمد آباد میں مسلم ایوانِ تجارت کا افتتاح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "تجارت و صنعت کو قوم کی

---

[1] ہفت روزہ پاکستان لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۴۵ء، ص ۸

زندگی میں بہت بڑا دخل حاصل ہے۔ میں مسلم تاجروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس تنظیم میں شریک ہو کر قوم کی صنعت وتجارت اور خوشحالی میں اضافہ کریں۔ کثرت سے بنک کھولے جائیں۔ صنعتی فیکٹریاں قائم کی جائیں تاکہ قوم کی اقتصادی حالت روبہ اصلاح ہو۔"

مسٹر جی ایم سیّد نے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہوئے مفادِ ملّی کو نقصان پہنچایا ہے[1]

بمبئی ۱۸ فروری۔ سندھ کی موجودہ صورتِ حال کے متعلق مسٹر سید اور قائدِ اعظم نے ایک دوسرے کو تار بھیجے ہیں۔

قائدِ اعظم نے مسٹر سید کو مندرجہ ذیل تار بھیجا ہے۔

مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے خود اپنی مرضی کے مطابق ایک غیر آئینی طریق اختیار کیا خود بخود دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہوئے غیر مفید سازشیں کر کے اپنے لیڈر اور اپنی پارٹی کو نیچا دکھایا اور اسی طرح ہمارے مقصد اور مسلم لیگ کی روایات کو نقصان پہنچایا۔ مذاکرات بمبئی کے اختتام پر آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا۔ آپ اس پر قائم نہ رہے اور میری ہدایات کے خلاف ایک نازک مرحلہ پر جلد بازی سے کام کیا۔ جماعتی ضبط و نظم کو توڑا۔ انتشار پیدا کیا۔ اور اسلامیانِ سندھ کے اتحاد و استقلال کو دھکا لگایا۔ آپ نے مجلس عمل اور لیگ کے مرکزی پارلیمانی بورڈ کی قوت محرکہ، آئینی قواعد اور ضوابط کو کوئی وقعت ہی نہ دی۔ جن پر کاربند رہتے ہوئے آپ ایک فوری شکایت کا بخوبی ازالہ کر سکتے تھے لیکن اب آپ نے ایسے غلط طریقے استعمال کئے جن سے آپ نے لیگ کی تنظیم اور اس کے مقاصد کی بنیادی عمارت میں شگاف ڈال دیا۔ آپ کا یہ طرزِ عمل انتہائی طور پر غیر صحیح ہے۔

مسلمانوں کے مطالبۂ پاکستان سے انحراف تباہ کن ہوگا[2]

نئی دہلی ۱۲ مارچ ۱۹۴۵ء۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح نے مندرجہ ذیل بیان اخبارات کے نام جاری کیا۔

"میری توجہ اس اخباری اطلاع کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جس میں اس بحری تار کا ذکر ہے جو نام نہاد سپرو

---

[1] انقلاب ۲۰ مارچ ۱۹۴۵ء، ص ۱

[2] انقلاب ۳ اپریل ۱۹۴۵ء، ص ۱ + ۲

مصالحتی کمیٹی کی طرف سے لارڈ ویول کو بھیجا گیا ہے جو آج کل لندن میں مقیم ہیں۔ سر تیج بہادر سپرو اور ان کے رفقاء وقتاً فوقتاً مختلف نام رکھتے رہتے ہیں کبھی انہوں نے آل پارٹی کانفرنس کا نام اختیار کیا، کبھی وہ نان پارٹی کانفرنس بن گئے اور اب وہ مصالحتی کمیٹی کا لقب اختیار کر رہے ہیں۔ وہ کانگرس کی کنیز کے سوا کچھ بھی نہیں اور وہ ماضی میں بھی اور اب بھی گاندھی کے اشارہ پر رقص کر رہے ہیں۔ ان کا یہ شاندار، بارعب اور معصومانہ بیان کہ وہ کسی پارٹی سے بھی تعلق نہیں رکھتے اور بالکل آزاد خیال لوگ ہیں، بالکل جھوٹ ہے۔ یہ امر ان کی گذشتہ سرگرمیوں اور قراردادوں سے واضح ہے اور اس قرارداد کی نوعیت سے اس پر مزید روشنی پڑتی ہے جس میں لارڈ ویول کو تجاویز روانہ کی گئی ہیں۔ انہوں نے دو متبادل صورتیں پیش کی ہیں۔ اگر ان میں کوئی بھی صورت قبول کر لی گئی تو مسلمانوں کی آرزوئیں اور پاکستان کا قومی مطالبہ اس چابک دستانہ اور عیارانہ چال کی نذر ہو جائے گا۔ اسلامیان ہند موجودہ دستور کی جگہ کوئی ایسا دستور قبول نہیں کریں گے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ متحدہ ہندوستان کی بنا پر تیار کیا جائے۔ پیشتر اس کے کہ آئندہ کے لئے کوئی دستور تیار کیا جائے، پاکستان کے مسئلہ کا سب سے پہلے حل ہونا ضروری ہے۔ پاکستان کے مطالبہ کو براہ راست یا بلاواسطہ کھٹائی میں ڈالنے اور بے اثر بنانے کی تمام کوششیں اگر حکومت برطانیہ نے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی تو وہ اس ملک کے دس کروڑ مسلمانوں کی قربانی اور ان سے دغا پر مبنی ہوں گی۔

مجھے یقین ہے کہ ملک معظم کی حکومت کے سنجیدہ اعلانوں اور مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے وعدوں سے انحراف نہ کیا جائے گا اور ایک شریف قوم پر اس کی مرضی و منشاء کے خلاف کوئی دستور نہ ٹھونسا جائے گا۔ اگر حکومت برطانیہ پر اس کی معینہ پالیسی سے انحراف پر ناجائز دباؤ ڈالا گیا جیسا کہ مجھے امید ہے کہ نہیں ہوگا، تو اس مسئلہ کے متعلق اسلامیان ہند کے مزاج عزم بالجزم اور گہرے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے میں اپنے فرض کی ادائیگی سے قاصر رہوں گا اگر میں نے حکومت برطانیہ کی توجہ ان تباہ کن عواقب کی جانب نہ کرائی جو اس سے پیدا ہوں گے اور جن کے لئے صرف برطانیہ کی حکومت ہی تنہا ذمہ دار ہوگی۔"

مسئلہ فلسطین

لیبر پارٹی کی پالیسی گذشتہ برطانوی وعدوں کی خلاف ورزی ہوگی[1]

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا "فلسطین کے بارے میں لیبر پارٹی کی پالیسی ہندوستانی مسلمانوں سے وعدہ خلافی

[1] انقلاب ۲۸ مئی ۱۹۴۵ء، ص ۱ + ۶

کے مترادف ہے۔ مسٹر جناح نے میجر ایٹلی لیبر راہنما سے درخواست کی کہ وہ اس بارے میں لیبر نقطہ نظر کی وضاحت کریں۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ میری توجہ ڈاکٹر ایچ ڈالٹن کے اعلان کی طرف دلائی گئی ہے۔ موصوف بورڈ آف ٹریڈ کے صدر اور آئندہ لیبر وزارت کے وزیر خارجہ ہیں۔ آپ کے اعلان کی دفعات یہ ہیں (۱) لیبر پارٹی اخلاقی اور سیاسی اعتبار سے اسے غلط سمجھتی ہے کہ یہود کو فلسطین میں آباد ہونے سے روکا جائے (۲) فلسطین کے بارے میں وہ مسٹر چرچل کی پالیسی کے خلاف ہیں۔ (۳) یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی نہ صرف اجازت دی جانی چاہیئے بلکہ ان کی امداد کی جائے۔ (۴) مزدور پارٹی امریکہ، روس اور برطانیہ سے اس امر پر متفقہ مطالبہ کی طالب ہے کہ یہود کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ یہ اعلان لیبر پارٹی کی طرف سے کیا گیا ہے اور اس نے اسلامی ہند کو مضطرب کر دیا ہے۔ اس کے خلاف مسلمانوں کے دلوں میں سخت نفرت پائی جاتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ مزدور پارٹی کی سرکاری پالیسی نہیں ہے اور میجر ایٹلی کی طرف سے اس مسئلہ کی وضاحت کی جائے گی۔ یہ اعلان ہر اخلاقی اصول کے خلاف ہے۔ اس پالیسی کو اختیار کرنا تاریخی اور سیاسی اعتبار سے غلطی کے مترادف ہوگا۔ میں اس وقت برطانیہ اور فلسطین کی تاریخ کے باریک گوشوں کی تفصیلات بیان کرنا نہیں چاہتا، نہ ہی میں ان مظالم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو عربوں کی آزادی کے بارے میں روا رکھے گئے ہیں۔ میں صرف یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر ڈالٹن کا اعلان ہندوستان کے سابق وائسرائے لارڈ لنلتھگو کے وعدے کے بھی خلاف ہے۔ موصوف نے فلسطین کے بارے میں مجھے ایک خط کے دوران برطانوی پالیسی کی وضاحت کی تھی۔ لارڈ لنلتھگو نے ۱۹۴۰ء میں مجھے مندرجہ ذیل خط تحریر کیا تھا" آخر میں آپ کی توجہ ان تدابیر کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس کا ذکر ۱۹۳۹ء کے قرطاس ابیض میں کیا گیا ہے اور جو فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کے بارے میں طے کی گئی ہیں۔ پریس کے ذریعے آپ کو ان تجاویز سے آگاہی حاصل ہو چکی ہوگی آپ کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ ملک معظم کی حکومت عربوں کی جائز خواہشات کا خیال رکھے گی"۔

"ڈاکٹر ڈالٹن کو اس برطانوی وعدہ کا علم ہوگا اگر برطانیہ نے اپنے الفاظ کی خلاف ورزی کی تو اس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں کو سخت ٹھیس لگنے کا احتمال ہے۔ اس وعدہ کی موجودگی میں مسٹر ڈالٹن کا یہ نیا اعلان سراسر مضحکہ خیز ہے اور برطانیہ کی شان کے خلاف ہے۔ الیکشن میں یہودیوں کے ووٹ حاصل کرنے کی یہ ترغیب بڑی خطرناک ہے۔ اس پالیسی کے نتائج بڑے خوفناک ہوں گے"۔

تنظیم کے بغیر آزادی ناممکن ہے[1]

قائد اعظم نے ہفتہ وار سعادت کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔

---

[1] ہفت روزہ سعادت لائلپور ۲۲ جون ۱۹۴۵ء، ص ۳۔

"مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ہفتہ وار "سعادت" لائل پور صوبہ مسلم نیشنل گارڈز پنجاب کی زیر نگرانی ایک خاص نمبر شائع کر رہا ہے جو کہ صوبائی مسلم نیشنل گارڈز کی تنظیم کے لئے وقف ہے۔ مسلمانوں کو اب یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ پاکستان ہماری طاقت سے حاصل ہوگا اور وہ طاقت ہمارا اتحاد و تنظیم ڈسپلن اور کیریکٹر ہے۔ ان خصائص کی نشو و نما اور حصول کسی قوم کو صحت مند اور مضبوط بناتا ہے۔ کوئی قوم اس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتی یا اپنی زندگی کو برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک اس کی تنظیم میں انتشار ہو اس کا ڈسپلن کمزور اور اس کے عوام پست ہمت ہوں۔ لگاتار محنت اور قربانی کے لئے آمادگی کے بغیر آج زندگی اور موت کی جد و جہد میں کامیابی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ ایک مضبوط تنظیم اور ڈسپلن کے بغیر ہماری قوتِ مدافعت کسی وقت ختم ہو سکتی ہے اگر خدانخواستہ کبھی ایسا ہوا تو اس نیم براعظم میں دس کروڑ مسلمانوں کے لئے امید کی کوئی کرن باقی نہیں رہ جاتی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں کو اب وقت کی نزاکت کا احساس ہو چکا ہے۔ ہمیں پورا وثوق ہے کہ انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی اور ہم پاکستان حاصل کریں گے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے دشمن ہمارے پیدائشی حق خود ارادیت اور آزاد وجود سے ہمیں محروم کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ میں ایک بار پھر تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہوشیار ہو جائیں اور ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جائیں۔ ہمارا شاندار ماضی اور قابلِ فخر روایات اور اسلام کے بنیادی اصول ہمیں غیر ملکی غلامی اور ہندو کے رام راج کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتے ہیں اور ہماری آزادی حقیقی طور پر قیام پاکستان میں ہے آزادی کے معنی ایک عظیم ذمہ داری ہیں۔ اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے میں ہندوستان کے مسلم نوجوانوں کو خاص طور پر دعوت دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ یقین کامل اور شجاعت سے آگے بڑھیں اور اس ذمہ داری کے اہل بنیں مسلم گارڈز کی تنظیم سارے ہندوستان میں کام کر رہی ہے لیکن اس کے استحکام اور یک جہتی کی مزید ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے گھر اپنی عزت و دولت اور اپنی زندگی کی حفاظت اور انسانوں کی خدمت کر سکیں۔ ان ہی خاص مقاصد کے لئے اس تنظیم کی ابتدا کی گئی تھی مجھے یقین ہے کہ مسلمان نوجوان اور خصوصاً پنجاب کے نوجوان جو پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہیں، مسلم نیشنل گارڈز کی تنظیم کے جھنڈے کے گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں تاکہ ہم زیر آسمان عزت اور امن کی زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے گھر کی حفاظت کر سکیں اور تمام بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔ تمہارا ماٹو (MOTTO) اتحاد، یقین اور ڈسپلن ہے۔ میری تمنا ہے کہ سعادت کا یہ نمبر اور صوبائی نیشنل گارڈز کی کوششیں بار آور ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ہم اپنے پاکیزہ نصب العین کی طرف گامزن رہیں گے اور اسے بہت جلد حاصل کر کے اس کی تعمیر کریں گے۔"

ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کے ساتھ سات کروڑ مسلمان ہیں[1]

شملہ ۹ جولائی ۱۹۴۵ء۔ قائداعظم نے آج دوپہر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "کہ مسلم لیگ کسی ایسے معاملے میں نہیں جھکے گی جو لیگ کے بنیادی اصولوں پر ضرب ثابت ہو۔ قائداعظم نے ویول تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس وقت ایک خفیہ بات چیت اور گفت و شنید میں مصروف ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس خفیہ بات چیت اور گفت و شنید کے وقت اس سوال پر سرسری بحث و تمحیص کرنی ان نتائج کے لئے مفید نہیں جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ شاید آپ مشتاق ہیں لیکن آپ کو صبر سے کام لینا چاہیئے کیونکہ صبر ایک خوبی ہے اور بالآخر اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب میں نے ۲۹ جون کو چند غور طلب مسائل کی تصویر پیش کی تھی تو اس وقت میں نے کسی راز کا انکشاف نہیں کیا تھا جس کے خفیہ رکھنے کا میں نے وعدہ کیا تھا میں اپنے وعدہ پر کاربند ہوں ابھی مکمل تصویر سامنے نہیں آئی۔ اس کانفرنس میں ہماری حیثیت کم و بیش لارڈ ویول کے مشیروں کی سی ہے۔ اسی خیال کے پیش نظر کہ ہمارا مشورہ زیادہ مفید ہو ہم نے لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ لیکن آپ کو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ہم صرف مشیر ہیں۔ جب صحیح تصویر پیش ہوگی تو آل انڈیا مسلم لیگ پر اس وقت تک اسے منظور کرنے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی جب تک کہ لیگ کونسل اسے منظور نہیں کر لیتی۔ اس لئے آپ کو کسی قسم کا خدشہ محسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے ایسی تجاویز منظور نہیں کروا سکتی جس سے پاکستان کے مقصد کو نقصان پہنچے۔ واضح کیا گیا ہے کہ موجودہ انتظام محض عارضی ہوگا ہم مستقبل کا آئین تیار نہیں کر رہے۔ ہم کسی ایسے نظام میں شریک نہیں ہو سکتے جو ہمارے لئے منصفانہ اور مناسب نہ ہو۔ کام کی زیادتی کا میری صحت پر اثر پڑا ہے اور مجھے کچھ عرصہ کے لئے آرام کی ضرورت ہے۔ آرام کرنے کے بعد اور آپ کی دعاؤں کے ساتھ میں مدت تک آپ کی خدمت کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ اور مصدقہ جماعت ہے۔ یہ حقیقت آشکار ہو چکی ہے کہ موجودہ وقت میں اور ماضی میں بھی کئی موقعوں پر ہمارے کچھ اپنے ہی مسلمان بھائی دشمن کے ہاتھوں میں کھیلتے نظر آتے ہیں۔ ان کی قلعی کھل چکی ہے۔ اور آج ایسے لوگوں کی تعداد محدود ہے جو ہمارے مخالفوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔

تمام مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور آج ہمارے بدترین مخالف بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اگر ملک میں کوئی

---

[1] ہفتہ وار پاکستان لاہور ۱۳ جولائی ۱۹۴۵ء ص ۷

مضبوط جماعت جسے مسلمانوں کی حمایت حاصل ہے تو وہ صرف مسلم لیگ ہے۔ وہ ہمیں لعن طعن کر سکتے ہیں لیکن وہ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں کہ میں نے آٹھ برس پہلے جو پیش گوئی کی تھی وہ درست ثابت ہوئی۔ وہ پیش گوئی یہ تھی کہ برِ اعظم میں صرف تین ہی طاقتیں ہیں۔ برطانیہ، مسلم لیگ اور کانگریس۔ حیلہ سازی اور کوششوں کے باوجود کانگریس ایک ہندو جماعت ہے۔ ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کے ساتھ کروڑوں مسلمان ہیں اور ہم منظم ہیں۔ ہم اپنے سفر کی پہلی منزل پر پہنچ چکے ہیں مسلمان پہلے ایک مجمع کی شکل میں تھے لیکن آج ایک قوم ہیں، جو ایک جھنڈے تلے جمع ہیں، ہمارا ایک پلیٹ فارم ہے اور ایک ہی منتہائے مقصد پاکستان۔ پاکستان کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نیم برِ اعظم میں جہاں ہم اکثریت میں ہیں، وہاں ہم قومی حکومت قائم کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں مجھے پورا یقین ہے کہ جوں جوں ہم بڑھتے جائیں گے دنیا پر واضح کر دیں گے کہ مخالفت کے باوجود ہم پاکستان قائم کر دیں گے۔ مجھے ہندوستان کے تمام حصوں سے ہزار ہا تار اور خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں مسلم لیگ سے وفاداری کا اظہار کیا گیا ہے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے خیالات کیا ہیں اور وہ کیا چاہتے ہیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کسی ایسے معاملہ میں نہ جھکوں گا جو کسی پہلو سے مسلمانوں کے حقوق پر ضرب ثابت ہو۔"

قائدِ اعظم کا تار عبد القیوم خان کے نام[1]

بمبئی ۲۰ اگست "آپ کے ۱۶ اگست کے خط کے لئے بہت بہت شکریہ۔ آپ نے مسلم لیگ میں جو شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے اس پر میں بہت خوش ہوں۔ آپ نے اپنی چٹھی میں جس صاف گوئی سے کام لیا ہے میں اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ایک صداقت شعار اور غیور مسلمان کے لئے کانگریس میں کوئی جگہ نہیں ہے اور شملہ کانفرنس کے بعد کوئی مسلمان کانگریس کی حمایت کسی قیمت پر بھی نہیں کر سکتا۔ دعا کرتا ہوں کہ دوسرے مسلمان بھی آپ کی مثال کی تقلید کریں اور اس نازک دور میں اپنی قومی جماعت میں شامل ہو کر اپنے قومی مقاصد اور حقوق کی حفاظت کریں اور ملت کی خدمت بجا لائیں۔"

محمد علی جناح

---

[1] ہفتہ وار پاکستان لاہور ۲۸ اگست ۱۹۴۵ء، ص ۱

مسلمانانِ ہند ہمیشہ سے فلسطینی عربوں کے مطالبہ کے حامی رہے ہیں [1]

بمبئی، ۲۷ راگست: توفیق صالح حسینی قائم مقام صدر فلسطین عرب پارٹی بیت المقدس نے قائد اعظم کو ایک پیغام ارسال کیا جس میں ان سے اور عالم اسلام سے اپیل کی گئی کہ وہ فلسطین میں یہودی داخلہ کی مستقل بندش، یہودیوں کے پاس اراضی کی فروخت کی مخالفت، اور آزاد خود مختار آئینی حکومت کے قیام سے متعلق فلسطینی عربوں کے مطالبات کی تائید اور حمایت کریں۔ یہ تار ۲۴ راگست کو یروشلم سے بھیجا گیا۔ اس میں کہا گیا "ہم برطانیہ میں نئی حکومت کی تشکیل عمل میں آنے کے موقع پر حسب ذیل مطالبات کا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں (۱) فلسطین میں یہودی داخلہ مستقل طور پر روک دیا جائے (۲) یہودیوں کے پاس اراضی کی فروخت ممنوع قرار دی جائے (۳) فلسطین میں آزاد اور خود مختار آئینی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے (۴) تمام نظر بند لیڈروں اور دیگر افراد کی اپنے وطن میں مراجعت (۵) ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۹ء تک کے درمیانی عرصہ میں جو لوگ فسادات کے مجرم قرار دیئے گئے ان کے لئے عام معافی کا اعلان کیا جائے۔

ہم آپ سے اور تمام عالم اسلام سے تائید و اعانت کی اپیل کرتے ہیں۔ براہ کرم جواب سے مطلع فرمادیں۔"

قائد اعظم نے ۲۴ راگست کو صالح حسینی کے نام مندرجہ ذیل جوابی تار ارسال کیا۔

"آپ کا تار موصول ہوا۔ افسوس ہے کہ جواب ارسال کرنے میں تاخیر ہوئی۔ مسلمانانِ ہندوستان ہمیشہ فلسطینی عربوں کے قومی مطالبہ کے پرزور حامی رہے ہیں اور آئندہ بھی ہر ممکن طریقے سے امداد کریں گے۔ ہندوستان کے فرزندانِ اسلام آپ کی سرگرمیوں سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ میں فلسطینی عربوں کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔"

یہود نواز پالیسی ترک کی جائے [2]

قائد اعظم نے ایک بیان میں انتباہ کیا کہ فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرنے کی جو سکیم پیش نظر ہے وہ ناواجب اور نامنصفانہ ہے اگر یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے عربوں کو نظر انداز کیا گیا تو اسلامی ہند پوری مدافعت کرے گا۔

---

[1] انقلاب ۲۹ راگست ۱۹۴۵ء، ص ۵، نیز ہفتہ وار پاکستان لاہور ۲۸ راگست ۱۹۴۵ء، ص ۱۰۔

[2] ہفتہ وار پاکستان لاہور، ۹ راکتوبر ۱۹۴۵ء، ص ۱۔

ہماری ہمدردیاں جاوا کے قوم پرستوں کے ساتھ ہیں [1]

کراچی ۲۳ اکتوبر: قائداعظم محمد علی جناح نے ایک انٹرویو میں آزاد ہند فوج کے افسروں اور سپاہیوں کے علاوہ انڈونیشیا کی تحریک آزادی کے بارے میں آل انڈیا مسلم لیگ کا رویہ واضح کیا۔

قائداعظم نے کہا "جاوا کے جو قوم پرست اس وقت آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ اگر ہالینڈ نے جاوا میں اپنا امپیریلزم دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی تو یہ امر نہایت ہی اندوہناک ہوگا۔ ہمیں ان تمام ممالک کے ساتھ پوری پوری ہمدردی ہے جو اپنی آزادی کی خاطر لڑ رہے ہیں اور جو خارجی اقتدار کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں مسلم لیگ کسی دوسری پارٹی سے پیچھے نہیں رہے گی۔ جب کوئی عمل کا وقت آیا اور کوئی عملی قدم اٹھانا ضروری ہو گیا تو مسلم لیگ ہر اس پارٹی کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہو گی جو ایسے ممالک کے ساتھ عملی ہمدردی کرنے کو تیار ہو گی جن کی جدوجہد اپنی آزادی کے حصول کی خاطر وقف ہے۔"

آزاد ہند فوج کے بارے میں قائداعظم نے کہا "میں مسلم لیگ کی پالیسی اور رویے کو واضح کر چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ دوسری پارٹیاں صرف یہی راگ نہیں الاپتی رہیں گی کہ یہ فرقہ وارانہ سوال نہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض نہایت ہی ذمہ دار حلقے آزاد فوج کے افسروں اور سپاہیوں کے لئے ہماری تائید کے اعلان کو فرقہ وارانہ رنگ دے رہے ہیں۔ پنجاب مسلم لیگ نے اس سوال کی طرف پوری توجہ دی ہے کہ وہ ان افسروں اور سپاہیوں کو بلا امتیاز مذہب و ملت ہر ممکن امداد دے گی۔ مجھے امید ہے کہ مسلم لیگ اس سلسلہ میں بہترین خدمات انجام دے گی۔

میں یہ بھی واضح کر چکا ہوں کہ ہم ان لوگوں کو پوری امداد دیں گے جو جنگ کے بعد بے کار ہونے والے ہیں ہم ان سپاہیوں کے رشتہ داروں اور کنبوں کی دیکھ بھال کے لئے ہر ممکن سعی کریں گے جو جنگ میں کام آ چکے ہیں۔"

اسوۂ ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے اسلام اور ملت کے لئے قربانیاں کرنے کو تیار رہیے [2]

بمبئی ۵ نومبر: قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانان ہند کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر جو پیغام دیا اس میں تمام مسلمانوں سے

[1] ہفتہ وار پاکستان لاہور ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱ + ۹۔

[2] ہفتہ وار پاکستان ۱۱ نومبر ۱۹۴۵ء ص ۱۔

استدعا کی کہ وہ اپنے محبوب نصب العین پاکستان اور قومی جماعت مسلم لیگ کی حمایت کریں اور صرف ان امیدواروں کو ووٹ دیں جنہیں مسلم لیگ نے نامزد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"میں مسلمانانِ ہند کے ایک ایک فرد کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اس کی عید الاضحیٰ مسرت آگیں و بابرکت ہو۔ اس یوم مسعود کی اہمیت جتلانے کے لئے مجھے تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ کا حکم ہوا کہ وہ اللہ کے نام پر اس کو قربان کر دیں جو سب سے عزیز تھا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فوراً اپنے عزیز ترین فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ یہ ہے وہ واقعہ جس کی یاد آج تمام دنیا میں منائی جا رہی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے لئے بڑا سبق ہے اور خصوصاً موجودہ وقت میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے۔

تمام ہندوستان کے مسلمان بھائیو! ہم جس نازک دور سے گزر رہے ہیں اس کی اہمیت میں جتنے زور سے ثابت کر کے آپ کے دل پر مرتسم کرنے کی کوشش کروں اتنی ہی وہ کم ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر مسلمان اپنا فرض ادا کریں اور مکمل طور پر متحد رہیں اور اسلام و ملت کے لئے قربانیاں کرنے کو تیار ہو جائیں تو وہ فتح یاب ہوں گے اور بڑی شان سے فتح یاب ہوں گے۔ مجھے مسرت ہے کہ مسلمانانِ ہند آنے والے انتخاب کے مفہوم کو سمجھ رہے ہیں اسلامی ہند ہم میں سے ہر شخص سے توقع رکھتا ہے کہ اس نازک موقع پر ہم اپنے محبوب مطالبہ پاکستان اور اپنی قومی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت کریں۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم بے خوف و خطر اپنے فرض کو انجام دیں اور اس طرح اپنی قومی مملکت پاکستان میں آزادی و خود مختاری حاصل کر لیں۔

لہٰذا میں ہر مسلمان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کے امیدواروں کی حمایت کرے اگرچہ وہ انفرادی طور پر اس آخری فیصلے پر مطمئن نہ ہو جو مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے کیا ہو۔ ہر مسئلہ کا ایک انجام ہونا چاہیئے اور جب صوبائی و مرکزی دونوں بورڈوں کی طرف سے فیصلہ ہو جائے تو تنظیم کے معنی یہ ہیں کہ صرف ان امیدواروں کی حمایت کرنی چاہیئے جو سرکاری طور پر مسلم لیگ کے امیدوار بنا دیئے گئے ہوں۔ نیز اپنی جماعت کی عزت و حرمت کا خیال رکھنا چاہیئے جس کی رکنیت کا ہم کو شرف حاصل ہے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے نصب العین و منتہائے نگاہ پاکستان کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ مسلم نشستیں تو چند ایک ہیں لیکن ان کے لئے امیدوار بہت ہیں اور اس لئے بہت سے نام مسترد کر دیئے جائیں گے اور یہ بھی ہے کہ بعض افراد کو ناامیدی و بے اطمینانی ہو گی لیکن انہیں چاہیئے کہ بے غرضی کے ساتھ مسئلہ کو دیکھیں اور ان نازک معاملات کو سوچیں جن کا ہمیں اس وقت مقابلہ کرنا ہے۔ انہیں سچے سپاہیوں کی طرح بے دھڑک اور بے جھجک اپنے فرض کی ادائیگی اور مسلم لیگ کے سرکاری امیدوار کی حمایت کرنی چاہیئے اور اگر ضرورت ہو تو وہ اسی کو اپنی قربانی کا ایک نشان سمجھیں۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کے لئے مسرت آگیں اور بابرکت عید الاضحیٰ کی دعا کرتا ہوں۔"

مسلمانانِ ہند کے نام قائد اعظم کا پیغام [1]

قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی سترویں سالگرہ کے موقع پر مسلمانان ہند کے نام حسب ذیل پیغام جاری کیا۔

"مسلمانانِ ہندوستان نے مبارک بادی کے جو پیغامات میرے پاس ارسال کئے ہیں۔ ان کا اپنے دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مسلمانوں سے مجھے اتنا ہی کہنا ہے کہ وہ مسلسل کام کئے جائیں۔ قیام پاکستان کے سلسلے میں مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں آپ نے جس فیصلے کا مظاہرہ کیا ہے ویسا ہی عظیم الشان فیصلہ آنے والے صوبائی انتخابات میں کر دکھایئے ہمیں کامل یقین ہے کہ اپنے دشمنوں کے دھوکہ، فریب، ان کی ریشہ دوانیوں اور چالوں کے باوجود ہم بازی لے جائیں گے۔

میری سالگرہ پر مبارک بادی کے جو پیغامات مسلمانوں نے ارسال کئے ہیں۔ ان کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

آزاد ہند فوج کے کیپٹن عبدالرشید کی سزایابی [2]

کلکتہ ۱۸ فروری "میری توجہ حکومت ہند کے سرکاری اعلان کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جس میں آزاد ہند فوج کے مقدمات اور فوج کے افسران کی سزا کے متعلق پالیسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت ہند کا یہ بیان آئینی لحاظ سے غلط، دلائل کے اعتبار سے بے معنی اور اخلاقی طور پر بالکل ناقابلِ حمایت ہے۔ اس اعلان میں وہی کچھ دہرایا گیا ہے جس کا اعلان وار سیکرٹری (WAR SECRETARY) مرکزی اسمبلی میں کر چکے ہیں لیکن مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اب اس امر کا اعتراف کر لیا گیا ہے کہ قانون کی نظر میں قتل اور اعانتِ قتل شدید سزا دہی سے زیادہ سخت جرائم ہیں۔ یہ امتیاز صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ شاہنواز کی رہائی کے لئے وجہ جواز پیش کی جا سکے اور کیپٹن عبدالرشید کو سزا دیتے وقت جو خطرناک امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے اسے جائز اور حق بجانب ثابت کیا جا سکے۔ میری رائے میں ٹریبونل نے کیپٹن عبدالرشید کو شدید زخم پہنچانے کے الزام میں غلط سزا دی ہے۔ ہر

---

[1] ہفتہ وار پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء، ص ۳

[2] ہفتہ وار پیسہ اخبار ۲۴ فروری ۱۹۴۶ء، ص ۸

ایک کو اس واضح حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ شدید زخم پہنچانا قتل اور اعانتِ قتل کے الزامات سے کم خطرناک جرم ہے۔ اب عوام کے سامنے اصل مسئلہ ہے کہ عبدالرشید کو رہا کر دیا جائے اور آزاد ہند فوج کے افسروں اور سپاہیوں کے خلاف مقدمات چلانے کی پالیسی کو فوراً ختم کر دیا جائے۔ ملک بھر میں جو تلخی اور اشتعال پھیل چکا ہے میں اس میں اضافہ کرنے کا خواہاں نہیں ہوں۔ صرف کلکتہ ہی میں ۴۲ معصوم جانیں تلف ہو چکی ہیں اور تقریباً ۔۔ ۔ اشخاص زخمی ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے طول و عرض میں ہندوستانی عوام جلوس نکالنے، جلسے منعقد کرنے کے بنیادی حقوق کا استعمال کر کے حکومت کی پالیسی اور طرزِ عمل کی مذمت کرنا چاہتے تھے۔ اس ضمن میں پولیس کے رویہ کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے قیام کا اصل مقصد ہی عوام کی آزادیٔ تقریر کو مسدود کرنا ہے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں کہیں بھی فائرنگ ہوئی ہے وہاں غیر جانب دار ٹربیونل قائم کیے جائیں سرکاری حکام بھی اپنی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتے۔ میں آگ پر تیل چھڑکنا نہیں چاہتا جو لوگ زخمی اور ہلاک ہوئے ہیں میں ان کے پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان لوگوں نے آزادیٔ تقریر کے علمبردار بن کر ہر جائز طریق سے اپنے حقوقِ شہریت کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔

میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دہلی سے لے کر کلکتہ تک ہر کہیں کیپٹن عبدالرشید کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھے جانے پر میں نے عوام کی آنکھوں میں خون اترا ہوا دیکھا۔ ہر ایک شخص اس کی سزایابی پر غم و غصے سے بھرا ہوا ہے۔ یہ توقع بالکل عبث ہے کہ حکومت کی یہ کارروائی بہت جلد فراموش کر دی جائے گی۔ یہ عوام کے دلوں کی گہرائی تک اتر چکی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ ہندوستانی عوام کے دلوں میں حکومت کے خلاف جو جذباتِ نفرت پیدا ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں ملک کی غذائی حالت بہتر بنانے کے لئے حکومت کے ساتھ ہمارے تعاون کی تمام مساعی ناکام ہو کر نہ رہ جائیں۔ اب وقار کا خیال کسی حالت میں مزاحم نہیں ہونا چاہیئے کسی خوف کے بغیر حکومت کو صحیح اقدام اٹھانے سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ حکومت سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اس کی تلافی کے بعد حکومت کا وقار بڑھ جائے گا۔ ہر مہذب حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کی آواز کے سامنے جھک جائے۔ اب وقت ہے کہ حکومت نزاکتِ وقت کا احساس کرتے ہوئے اس غلط اقدام کی فوراً پہلوتہی اختیار کرے جس کے لئے کوئی آئینی اور اخلاقی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔"

ہماری جنگ وزارتوں کے لئے نہیں بلکہ پاکستان کے لیے ہے

پنجاب میں مسلم لیگ کی عظیم الشان فتح سے اغیار کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں[1]

کلکتہ ۱۵ فروری : مسلمانانِ کلکتہ کو خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا "ہم پاکستان کیوں چاہتے ہیں ؟ ہم اس کے لئے اپنی جان دینے کو کیوں تیار ہیں ؟ اس لئے کہ اگر آپ لوگ آزادی اور خوشحالی چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو برطانوی اور ہندو مظالم سے بچانا چاہتے ہیں تو سوائے اس کے کوئی اور دوسری راہ نہیں ۔ اگر مسلمانوں کی تنظیم مکمل ہے تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو ہمارے حقِ پاکستان سے ہم کو محروم کر سکے ۔ اس کا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ۔ مسلمانوں کی آواز بلند ہو چکی ہے ۔ ہم پاکستان حاصل کریں گے اور اس میں رہیں گے ۔ پاکستان نہ ملے تو پھر مسلمانوں کی موت ہے ۔ ہندوؤں کو آخر اتنی ہوس کیوں ہے ؟ تین چوتھائی ہندوستان ان کے پاس رہے گا جہاں وہ آزادی کے ساتھ رہ سکتے ہیں ۔ ہمارے پاس صرف ایک چوتھائی ہوگا ۔ ہمیں اس میں آزادی کے ساتھ رہنے دو لیکن ہندو ہر چیز کو ہتھیانا چاہتے ہیں ۔

آپ کے سامنے سب سے بڑا سوال صوبہ جاتی انتخاب کا ہے ۔ یہ انتخاب وزارتیں حاصل کرنے کے لیے نہیں لڑے جا رہے ہیں کہ وزیر کون ہو ۔ ہم تو پاکستان حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ ۱۹۳۵ء کا یہ آئین ختم ہو ۔ اس وقت تمام دنیا کی نگاہیں مسلمانوں پر لگی ہوئی ہیں ۔ دنیا جانتی ہے کہ ہم یہ جنگ پاکستان کے لئے لڑ رہے ہیں اور وہ یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ہم کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں ۔ لہٰذا آپ لوگ آپس میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے سے گریز کیجئے کہ کسی نشست کے لئے کون امیدوار منتخب ہوا ہے اور کون نہیں ۔ صوبہ جاتی الیکشن بورڈ نے اپنے امیدوار نامزد کر دیے ہیں اور مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے جو فیصلے صادر کیے ہیں وہ آخری ہیں ۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ بالآخر کون شخص نامزد ہوا ہے کیا اسمبلی ہی ایسی جگہ ہے جہاں کوئی اپنی قوم کی خدمت کر سکتا ہے ۔ قوم کی خدمت کے لئے ہزاروں جگہیں اور ہزاروں طریقے ہیں یہ نازک وقت ہے جس شخص کو مسلم لیگ نے نامزد کیا ہے وہ کوئی کیوں نہ ہو آپ کا فرض ہے کہ دل کھول کر اس کی مدد کریں ۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ لوگ اب معاملات کو سمجھنے لگے ہیں ۔

مسلم ہند کی آواز محض ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں سنی جا رہی ہے ۔ لیگ اب دنیا میں ایک طاقت ہے ۔

---

[1] ہفتہ وار پاکستان لاہور ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء ص ۹ ۔

صُوبہ جاتی اِنتخابات

آسام کے مسلمانوں نے ۹۶ فی صد لیگی مسلمانوں کو بھیج کر اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ سندھ اسمبلی میں ۸۰ فی صد مسلم لیگی پہنچ گئے اور پنجاب میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے ۹۰ فیصد نشستیں حاصل کر لیں۔ ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم وزارتیں نہیں بنا سکیں گے لیکن موجودہ آئین کے تحت ہم وزارتیں بنا سکتے ہیں۔

پنجاب میں مسلم لیگ کو بڑی سخت طاقتوں سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ ایک طرف تو گلیسنی خضر کا اشتراک تھا اور دوسری طرف چور بازار والے کانگریسیوں کا تمام روپیہ۔ ایسے مخالفوں کے خلاف لڑ کر مسلم لیگ نے پنجاب میں شہنشاہیت کا خاتمہ کر دیا۔

صوبہ سرحد میں ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ ہم اس واقعہ کو نہیں چھپا سکتے۔ لیکن اس کی بڑی لمبی داستان ہے۔ خود اسمبلی میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کانگریس کے ایجنٹ اور شو بوائے (SHOW BOY) ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دل سے تمام پٹھان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ہندو جو سرحد کے معاملہ میں اس وقت بغلیں بجا رہے ہیں عنقریب اپنے کئے پر پچھتائیں گے۔

مجھے جو اطلاعات ملی ہیں وہ یہ ہیں کہ جو کامیابی حاصل ہوئی ہے اس میں بڑی بڑی چالاکیاں کی گئی ہیں، جو اب ظاہر ہو جائیں گی اور جن کو پبلک بہت جلد جان لے گی۔ اگر پنجاب کے مسلمانوں نے ۹۰ فیصد لیگی امیدواروں کو بھیج کر اپنا فیصلہ صادر کیا ہے تو اب بنگال میں یہ آپ کا کام ہے کہ آپ مسلم لیگ کے لئے سو فی صد نشستیں حاصل کریں۔ اگر اس بڑے مجمع میں ہر شخص اس کو سمجھ لے اور اب سے صرف دو ہفتے کام کرے تو لیگی امیدواروں کی فتح یقینی ہے اور کوئی طاقت لیگ کو شکست نہیں دے سکتی۔

پارلیمانی وفد آیا بھی اور چلا بھی گیا۔ اب وزارتی وفد آ رہا ہے ہم انہیں بھی سمجھانے کی کوشش کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم انہیں یہ سمجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ انہیں سوائے پاکستان کے قبول کرنے کے کوئی اور چارۂ کار نہیں۔

پچھلے دنوں کلکتہ، کراچی، بمبئی اور ہندوستان کے بہت سے دوسرے شہروں میں بعض سخت فکر و تردد میں ڈالنے والے واقعات ہو گئے ہیں، آگیں لگائی گئیں، لوٹ مار کی گئی اور ہڑتالیں بھی ہوئیں۔ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم جلسے کریں اور جلوس نکالیں اس سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔ ہمیں حق ہے کہ جب کبھی حکومت عوام کے مفاد کے خلاف جائے تو اس پر ہم ملامت کریں لیکن جان و مال کا جو نقصان ہوا ہے وہ بہت ہی افسوسناک ہے کسی پر جبر کرنا یا کسی کو نقصان پہنچانا اسلام کے خلاف ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم کمزوروں کی حفاظت کریں اور خصوصاً ان کی جو چھوٹی چھوٹی

اقلیتیں ہیں ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے۔ انہیں تکلیف دینا کوئی قابل فخر بات نہیں اگر کسی قوم کے ساتھ ہمیں جنگ کرنی ہے تو بہ جنگ ہم کو شایانِ شان طریقے پر مردانگی کے ساتھ اور انسانوں کی طرح لڑنی چاہیئے اگرچہ دشمن کیسا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو۔"

(قائداعظم نے یہ تقریر اردو میں کی تھی)

ہم ایک دستور ساز اسمبلی قائم نہیں ہونے دیں گے

اسلامی ہند کو مایوس کیا گیا تو بغاوت ہو جائے گی [1]

کلکتہ سے اطلاع آئی کہ چند یوم پیشتر ایک بیان جاری کیا گیا تھا کہ اگر برطانوی حکومت نے ہندوستان کا آئین مرتب کرنے کے لئے ایک مجلس دستور ساز قائم کی تو اسلامی ہند بغاوت کر دے گا۔

امریکی اخبارات نے یہ خبر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کی تھی۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے نامہ نگار نے قائداعظم سے دریافت کیا کہ بغاوت سے آپ کا کیا مطلب ہے، جس پر قائداعظم نے فرمایا "بغاوت سے میرا مطلب بغاوت ہے۔"

قائداعظم نے اپنے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم بغاوت کریں گے کیونکہ اوّل برطانیہ نے اگست ۱۹۴۰ء کے منشور میں اعلان کیا تھا کہ وہ ہماری مرضی کے خلاف ہم پر کوئی آئین مسلط نہ کرے گا اور نہ ہی کوئی دستور ساز اسمبلی قائم کرے گا۔ اس وقت ایک دستور ساز اسمبلی کے قیام کا مطلب یہ ہوگا کہ برطانیہ اپنے معاہدوں کی پابندی نہیں کر رہا۔

دوئم، ایک دستور ساز اسمبلی کی تشکیل کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمیں بھیڑیوں کے حوالے کر دیا گیا ہے کیونکہ اس اسمبلی میں ہماری قابل رحم اقلیت ہوگی۔ اس لئے یہ سوال ہمارے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ہم اس کا مقابلہ کریں گے اور ایک دستور ساز اسمبلی قائم نہ ہونے دیں گے۔ اس لئے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ حکومت برطانیہ ہمارے مطالبہ پاکستان کے متعلق واضح اعلان کرے۔

قائداعظم نے مزید بتلایا کہ پاکستان چھ صوبوں، پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان، آسام اور بنگال پر مشتمل ہوگا

---

[1] پیسہ اخبار ۳ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۵

ان کا رقبہ اندازاً ہمارے ہندوستان کے رقبہ کا ایک چوتھائی ہے اسلیئے اسکے لئے ایک علیٰحدہ دستور ساز اسمبلی بنائی جائے۔

قائداعظم نے فرمایا کہ پاکستان کسی ایک صوبے کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ تمام اسلامی ہند کا مطالبہ ہے۔ انتخابات نے ثابت کر دیا ہے کہ اسلامیان ہند کی ایک بہت بڑی اکثریت مسلم لیگ کی ہمنوا ہے۔ تشکیل وزارت کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے قائداعظم نے بتلایا کہ مسلم لیگ کی قوت کا اندازہ وزارتوں سے نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ مسلم اکثریت کے صوبہ جات کے حالات ہندو اکثریت کے صوبہ جات سے بالکل مختلف ہیں جن کے تحت ہمارے خلاف کئی عناصر کام کر رہے ہیں۔

جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ ہندوستانی ریاستوں کے متعلق مسلم لیگ کی پالیسی کیا ہے؟ تو قائداعظم نے جواب دیا کہ مسلم لیگ ریاستوں کے معاملات میں مداخلت کرنا پسند نہیں کرتی۔

انٹرویو کے اختتام پر قائداعظم نے فرمایا کہ امریکن نہیں جانتے کہ ہندوستان اکھنڈ نہیں ہے اور کبھی اکھنڈ نہیں رہا ہے اور نہ آئندہ ہی اکھنڈ رہے گا۔ ہندوستان میں کئی ایک ایسی خود مختار ریاستیں ہیں جن کا رقبہ یورپ کے کئی ایک ممالک سے زیادہ ہے۔

نیوی کی ہڑتال پر قائداعظم کا بیان[1]

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک بیان میں نیوی کے ہڑتالیوں کی پوری امداد کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ آپ نے ہڑتالیوں سے ہڑتال بند کرنے اور عوام سے فضا کو سازگار بنانے کی اپیل کی۔

قائداعظم نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل بیان جاری کیا " اخباری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بمبئی میں ہڑتال خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ کراچی اور بمبئی کے نیوی ملازمین نے اپنے مطالبات کے پیش نظر آج ہڑتال کر دی ہے۔ قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مطالبات جائز تھے اور کوئی مہذب حکومت یا ذمہ دار فرد جائز مطالبات یا احساسات سے بے نیازی روا نہیں رکھ سکتا۔ میں نیوی کے ہڑتالیوں کی امداد میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا۔ اگر وہ اپنے مطالبات کے لئے آئینی احتجاج اور مساعی بروئے کار لائیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی شکایات کے ازالہ کے لئے ہر ممکن کوشش کروں گا۔

---

[1] پیسہ اخبار ۳ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۴۔

یں طلبائے میں نیوی سے اپیل کرتا ہوں کہ ان خود غرض افراد کے آلہ کار نہ بنیں جو انہیں اپنی اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ صبر و سکون سے کام لیں اور اس معاملہ کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں دیں جس کا نتیجہ ان کے حق میں حوصلہ افزا اور مفید ہوگا۔ اس لئے میں اپیل کرتا ہوں کہ ہڑتال فی الفور بند کر دیں اور عوام فضا کو سازگار بنائیں۔ بالخصوص میں مسلمان ہڑتالیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہڑتال بند کر دیں اور ہمیں ایک دفعہ کوشش کرنے دیں اگر ہماری مساعی ناکام رہیں تو پھر ہم سب مل کر پوری طاقت سے حکومت کو اپنے جائز مطالبات کے سامنے سرِ خم کرنے پر مجبور کریں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری تلقین پر عمل کیا جائے گا۔ میں آٹھ مارچ کو دہلی واپس پہنچوں گا اور اس مقصد کے لئے وائسرائے سے ملاقات کروں گا۔"

قائداعظم نے وائسرائے ہند کو ایک تار بھیجا کہ آزاد ہند فوج کے خلاف دائر کردہ مقدمات واپس لے لیں اور کیپٹن عبدالرشید کو رہا کیا جائے۔ کمانڈر انچیف نے کونسل آف سٹیٹ میں اپنے طرزِ عمل کے جواز کے لئے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ ہر ذی عقل کی نظر میں ناقابلِ اطمینان اور غیر معقول ہیں۔ صرف بربریت کی وجہ سے سزا دیتے وقت اس قدر جانب داری قانون کی نگاہ میں قابلِ وقعت نہیں ہو سکتی۔"

پاکستان میں اقلیتوں کو پورا تحفظ دیا جائے گا[1]

۶ مارچ کو قائداعظم گوہاٹی تشریف لائے اور آسام کے سابق وزیر اعظم سر سعد اللہ، مسٹر اصفہانی مسٹر عبدالمتین چوہدری اور مولوی عبدالحمید خان صدر پراونشل مسلم لیگ استقبال کے لئے موجود تھے۔

شام کے وقت پولو گراؤنڈ میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ قائداعظم نے تقریر کرتے ہوئے مسلم لیگ کے اس مطالبہ کا اعادہ کیا کہ مشرقی پاکستان میں آسام کی شمولیت ضروری ہے۔ آپ نے بتلایا کہ مسلمان اپنی علیحدہ ریاست اس لئے چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان میں طاقت صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں ہوگی۔ مسلم لیگ انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کر کے ہندو کے غلام بننے پر تیار نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم پر امن طور پر جدا ہوں، باہمی دوستانہ تعلقات قائم رکھیں اور اس طرح برِ اعظم ہند کو طاقت ور بنائیں۔

پاکستان میں غیر مسلموں کے مسئلہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسی مسلم اقلیتیں ہندو اکثریت کے صوبہ جات میں بھی ہوں گی۔ اس طرح وہ دو آزاد ریاستوں کی طرح معاہدات کریں گی۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ایسی حکومت

---

[1] بیسہ اخبار، ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۸

کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جو اقلیتوں سے ناانصافی کرے اور انہیں خوف زدہ کرے۔ آپ نے بتلایا کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کا پوری طرح تحفظ ہوگا اور انہیں تمام جائز مراعات حاصل ہوں گی۔ اس کے متعلق کسی قسم کے خوف یا بدگمانی کی ضرورت نہیں وہ پاکستان کے ایسے ہی آزاد شہری ہوں گے۔ جیسے کسی اور مہذب ملک کے ہو سکتے ہیں۔ پاکستان سے ہندو مسلم پاکستانیوں دونوں کو یکساں فوائد حاصل ہوں گے۔ اس لئے ہندوؤں کو چاہیئے کہ ہمارا راستہ نہ روکیں۔ ورنہ ہمارا ملک برطانیہ کی غلامی سے کبھی آزادی حاصل نہ کر سکے گا۔ آپ نے ہندو حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ ہماری اعانت نہیں کریں گے تو ہم تنہا جدوجہد کریں گے اور ہندوستان کو آزاد کر کے دم لیں گے۔

قائداعظم نے خواتین کے ایک جلسہ میں بھی خطاب کیا اور مسلم خواتین کو تلقین کی کہ وہ پاکستان کی جنگ میں اپنے حصہ کے فرائض ادا کریں اور بیش از بیش قربانیاں دیں۔

برطانیہ تجارتی مراعات کے لیے کانگرس سے سودا کرنا چاہتا ہے[1]

دہلی ۱۸ مارچ۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ایک انٹرویو میں مسٹر گاندھی اور کانگرس کو ہندوستان کی فضا کو مکدر کرنے کا ملزم گردانا ہے۔ قائداعظم کی رائے میں اس کا اثر وزارتی مشن کی مساعی پر پڑے گا۔ قائداعظم نے بتایا کہ اس وقت ہم کئی مشکلات سے دوچار ہیں۔ کانگرس کوشاں ہے کہ مسلمانوں میں نفاق پیدا کرے اور مسلم لیگ کو مٹا دیا جاوے۔ اس مقصد کے لئے اس نے مسلم لیگ کے امیدواروں کے مقابلے میں اپنے نمائندے کھڑے کرنے کی بجائے نیشنلسٹ مسلمانوں کی پناہ لی۔ مگر کانگرس کو منہ کی کھانی پڑی حالانکہ ملک کا سارا ہندو پریس، روپیہ اور کارکن ان امیدواروں کی پشت پر تھے۔ انتخابات کے بعد کانگرس نے مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلم لیگ کے خلاف محاذ قائم کیا۔ جہاں موجودہ آئین کے تحت مسلمان یا تو اقلیت بنا دیئے گئے ہیں یا ان کی اکثریت برائے نام ہے۔ بنگال اور پنجاب اسمبلی میں مسلمان اقلیت میں ہیں کانگرس نے انہیں دھمکی دی ہے کہ وہ مسلم لیگ کو کبھی وزارت نہ بنانے دیں گے وہ غیر مسلم لیگی ارکان سے اپنا اصول قربان کر کے بھی تعاون کریں گے لیکن مسلم لیگی وزارت نہ بننے دیں گے۔ ہندو اکثریت کے صوبوں میں جہاں ہندوؤں کی ستر فی صد اکثریت ہے جہاں وہ بآسانی وزارت بنا سکتے ہیں۔ وہ مسلم لیگ کو نظر انداز کر رہے ہیں اور مسلم حقوق کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ کانگرسی لیڈر برطانیہ کو بھی متنبہ کر رہے ہیں کہ وہ موجودہ آئین

---

[1] پیسہ اخبار ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۱۰۔

سے تعمیری کام کے لئے نہیں بلکہ عوام کو عوامی جنگ کے لئے جس کے سامنے ۱۹۴۲ء کی بغاوت کی کوئی حیثیت نہ ہوگی تیار کر رہے ہیں اور اگر حکومت نے ہندوستان کے لئے فیڈرل آئین منظور نہ کیا اور دستور ساز اسمبلی جس میں کانگرس کی اکثریت ہو، جلد از جلد نہ بنائی گئی اور مرکز میں قومی حکومت قائم نہ ہوئی تو وہ بغاوت کر دیں گے۔ سروسز کو اپنے ماتحت کیا جا رہا ہے اور اس میں ملٹری اور پولیس بھی شامل ہے۔ حکومت برطانیہ کو بتلایا جا رہا ہے کہ اگر تم تجارتی مراعات کے خواستگار ہو تو ہمارے سامنے جھک جاؤ اور ہمارے سرپرست سرمایہ داروں سے معاملہ طے کر لو۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ خون خرابہ اور برطانوی تجارت کی تباہی ہوگا۔ اگر پاکستان کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا تو وہ یہ تمام حربے برطانیہ کے خلاف استعمال کریں گے۔ یہ ہے موجودہ پوزیشن جس کے متعلق ذمہ دار کانگرسی لیڈر اور ہندو پریس اپنی تحریر و تقریر میں زور دیتے ہیں۔ مسٹر گاندھی بھی انہی لوگوں میں شامل ہیں جو عدم تشدد کی تلقین کرتے ہیں مگر جانتے ہیں کہ لوگ ان کے عدم تشدد سے مراد تشدد ہی لیتے ہیں اور نہ اصل میں ان کا مقصد عدم تشدد ہوتا ہے وہ یہ لبادہ محض اس لئے پہنتے ہیں کہ وہ دنیا کے سامنے امن کے دیوتا کی حیثیت سے ظاہر ہو سکیں اور دنیا بالخصوص مغربی ممالک کو فریب کا شکار کر سکیں۔ جب کبھی کانگرس ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوتا ہے تو عدم تشدد کا ذکر ضرور کیا جاتا ہے۔ پنڈت نہرو نے ہانسی میں یکم مارچ کو تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر وزارتی مشن مناسب حل پیش نہ کر سکا تو ملک میں ایک ایسا سیاسی انقلاب آئے گا جس سے ملک پر تباہی نازل ہوگی اور ملک کی نمائندہ صرف کانگرس ہے۔ مسلم لیگ، اکالی پنتھ اور یونینسٹ اور اس قسم کی دوسری جماعتیں تو برطانیہ کی پٹھو ہیں اس لئے برطانیہ کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کو کانگرس کے حوالے کر دے تاکہ وہ اس جھگڑے سے برعظیم پر کانگرس راج قائم کر سکے۔

اس کے علاوہ برطانیہ کو رشوت دی گئی ہے کہ وہ اگر کانگرس کے سامنے جھک جائے تو اسے تجارتی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی اور کانگرس کے معاونین سرمایہ دار برطانیہ کا ہاتھ بٹائیں گے مگر یہ صرف خواب ہی خواب ہے۔ کانگرس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہاں دس کروڑ مسلمان بھی بستے ہیں۔ ایک منظم جماعت آل انڈیا مسلم لیگ بھی موجود ہے۔ انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور وہ محض تماشائی نہیں بنے رہیں گے۔ اگر مذاکرات کا انحصار زیادہ خون بہانے اور رشوت دینے پر ہے تو یاد رکھا جائے کہ اگر مسلمانوں اور مسلم لیگ کو مایوس کیا گیا تو ملک میں صحیح معنوں میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ وہ خانہ جنگی جس کی دھمکی مسٹر پٹیل ہمیں دے چکے ہیں۔ اگر حکومت برطانیہ مسلمانوں کی جانفشانی اور قربانی کا امتحان لینا چاہتی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان اس جبری آزمائش میں پورا اترے گا جہاں تک تجارت کا تعلق ہے شاید برطانیہ نہیں جانتا کہ اس کے مال کا گاہک زیادہ تر مسلمان ہیں۔ اگر ہمیں مجبور کیا گیا تو ہم برطانوی تجارت کو نقصان پہنچائیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم اس فضا میں برطانوی وزارتی مشن سے مذاکرات شروع کریں گے۔ مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ وزارتی مشن ناکام رہا تو پھر وہ بتلائیں گے کہ اب

کیا کرنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے مراد یہی ہے کہ وہ عدم تشدد کے حربہ کو استعمال کریں گے۔ کیا یہ فضا ہندوستان کی دو بڑی اقوام کے درمیان مصالحت کے لئے مفید ہے اور اس سے مفید نتائج برآمد ہوں گے جب تک کانگرس اس پالیسی کو خیرباد نہیں کہہ دیتی اور نیک نیتی سے مسلم لیگ سے مساوی حیثیت سے مذاکرات شروع نہیں کرتی مسئلہ ہند کے سلجھنے کی کوئی امید نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب ہندو پاکستان سے زیادہ خائف نہیں ہیں مگر کانگرس ہمیں مردہ پاکستان دینا چاہتی ہے اسے بے جان جسم بنا کر ہمارے حوالے کرنا چاہتی ہے۔ یہ محض ان کی عیاری ہے۔ بظاہر پنڈت نہرو کہتے ہیں کہ ہم ۹۵ فیصد پاکستان دینے کو تیار ہیں۔ اس کا مقصد محض یہ ہے کہ تبدیل شدہ ہندو رائے عامہ انگلستان اور امریکہ میں مطالبہ پاکستان کو جو مقبولیت حاصل ہو رہی ہے اس کا سدباب کیا جائے مگر اب یہ حربے بے کار ہیں۔ اس سے صرف ہندوستان کی آزادی اور پیچھے پڑے گی ہم زندہ پاکستان اور زندہ ہندوستان چاہتے ہیں اور اس کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہندو مسلم بلکہ تمام ہندوستانیوں کی آزادی کے متمنی ہیں۔

ہندوستان میں کسی کو بھوکا نہ مرنے دیا جائے[۱۵]

۱۹ مارچ کو قائداعظم محمد علی جناح نے ایک ملاقات میں وائسرائے سے اپنی حالیہ گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا کہ کانگرس اور مسٹر گاندھی نے اس تجویز کو ٹھکرا دیا ہے کہ ملک کی غذائی قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے بارہ یا چودہ ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جائے جو دہلی میں محکمہ خوراک سے مل کر کام کرے لیکن کانگرس نے یہ تجویز بھی سیاسی مصالح کی بنا پر منظور نہیں کی۔ اس کا رویہ افسوسناک ہے کیونکہ غذائی مسئلہ کے حل میں پارٹی سپرٹ حائل نہیں ہونی چاہیئے۔

اب ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کس طرح ہندوستان کے عوام کو بھوک اور موت کے چنگل سے نجات دلائی جا سکے۔ قائداعظم نے فرمایا کہ انھوں نے اس فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے وائسرائے اور حکومت ہند کو اپنا دست تعاون بڑھایا ہے۔ وائسرائے نے انہیں یہ نہیں بتلایا کہ وہ اس سلسلہ میں مسلم لیگ کے تعاون سے کس طرح بہرہ اندوز ہوں گے لیکن حکومت نے متوقع صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے کئی طریق ہائے کار پیش کر دیئے ہیں جن کے سلسلہ میں حکومت سے پورا پورا تعاون کیا جائے گا۔ ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹ کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کو یہ فرض خیال کر لینا چاہیئے کہ ہم ہر طرح سے حاجت مند عوام کو خوراک بہم پہنچائیں گے تاکہ

---

۱۵ پیسہ اخبار ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۵۔

کوئی جان تلف نہ ہو۔ ہر گاؤں ضلع اور قصبہ میں ہر افسر سے پورا پورا تعاون کیا جائے۔ قائد اعظم نے انسانیت کے نام پر ہر ہندوستانی سے اپیل کی کہ وہ اب اپنا فرض بجا لائے۔

قائد اعظم کا مکتوب وائسرائے کے نام[1]

نئی دہلی ۲۹ جون ۱۰ اورنگ زیب روڈ

۱۰ جون ۱۹۴۶ء، ڈیر لارڈ ویول۔ مجھے آپ کا ۱۰ جون ۱۹۴۶ء کا خط ملا اور اس کے ساتھ ہی وزارتی وفد اور آپ کے اس تاریخ کے بیان کی پیشگی نقل ملی۔ وزارتی وفد کی تجاویز کے اعلان سے پہلے شملہ میں ملاقات کے دوران آپ نے مجھے اس امر کی اطلاع دی تھی کہ آپ بارہ ممبروں پر مشتمل عارضی حکومت بنانے والے ہیں جس میں ۵ ممبر مسلم لیگ کے ۵ کانگریس کے، ایک سکھ اور ایک ہندوستانی عیسائی یا اینگلو انڈین ہوگا، جہاں تک محکموں کا تعلق تھا آپ نے بتایا کہ اہم محکمے کانگرس اور مسلم لیگ میں برابر تقسیم کئے جائیں گے لیکن محکموں کی تقسیم تعین کی تفصیلات گفت و شنید پر چھوڑ دی جائے گی۔ وزارتی وفد اور آپ کے ۱۶ مئی کے بیان کے بعد آپ نے ۳ جون کو نئی دہلی میں مجھے پھر اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ عارضی حکومت کے قیام کے لئے جس فارمولے کا انکشاف شملہ میں کیا گیا تھا اس پر عمل کیا جائے گا، دونوں موقعوں پر میں نے آپ سے اس امر کی اجازت چاہی تھی کہ یہ اطلاع اپنی مجلس عاملہ کو پہنچاؤں اور آپ نے از راہ مہربانی اس کی اجازت دے دی تھی چنانچہ جو گفتگو آپ سے ہوئی تھی میں نے اس کی پوری تفصیل پیش کر دی تھی اور طویل مدت کی تجاویز قبول کرتے ہیں مجلس عاملہ کے فیصلے پر بہت حد تک وہ اعتماد اثر انداز ہوا تھا جو اسے عارضی حکومت کے قیام کی اس سکیم پر تھا جس کا انکشاف آپ نے ان دونوں موقعوں پر کیا تھا۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں ۸ جون ۱۹۴۶ء کے خط میں ذکر کر چکا ہوں۔ میں نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے سامنے یہ بیان دیا تھا کہ یہ وہ فارمولا ہے جس پر آپ نے جیسا کہ مجھے یقین دلایا تھا آپ اپنی عارضی حکومت کی بنیاد رکھیں گے اور اس بنا پر اس اہم اعلان کا ایک اہم حصہ ہے جو وزارتی وفد کے بیان میں ظاہر کیا گیا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اس فیصلہ پر جو امور اثر انداز ہوئے ان میں باوجود اس بات کے کہ ایک حصہ اس پلان کو منظور کرنے کے خلاف تھا۔ ایک چیز یہ بھی تھی۔

جب کانگرس پریس نے مسلم لیگ کے خلاف ایک ایجی ٹیشن جو مذموم تھی شروع کی تو میں نے مسلم لیگ کے رویہ سے آگاہ کرنے کی غرض سے آٹھ جون کو خط لکھا کہ اگر اس فارمولے سے براہ راست یا بالواسطہ کوئی انحراف کیا

---

[1] پیسہ اخبار ۱۰ جولائی ۱۹۴۶ء، ص ۷+۸

گیا تو اس کا نتیجہ بڑا سخت ہوگا اور اسے مسلم لیگ کی تائید حاصل نہیں ہوگی۔ اس کے بعد ۱۲ جون کی ملاقات میں آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اصل اصول کو بدلنا چاہتا ہوں اور اس فارمولے پر عمل کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ آدمی کانگرس کے، پانچ مسلم لیگ کے اور تین دوسری اقوام کے ہوں گے۔ یعنی ایک سکھ، ایک اچھوت اور ایک ہندوستانی عیسائی۔ میں نے اس وقت آپ سے یہ بھی کہا کہ کانگرس کے قطعی طور پر اس نئے فارمولے پر راضی ہو جانے کے بعد میں اس کو اپنی ورکنگ کمیٹی میں پیش کروں گا تاکہ وہ جو کچھ ضروری سمجھے کرے۔ کانگرس سے گفت گو کے بعد آپ نے مجھے ۱۵ جون کو مطلع کیا اور لکھا کہ میں ۵/۵/۳ کی بنیاد پر عارضی حکومت بنانے کے متعلق سمجھوتہ کرانے میں ناکام ہو گیا ہوں اور یہ کہ میں اور وزارتی مشن ۱۶ جون کو ایک بیان جاری کریں گا کہ میں کیا طریق عمل اختیار کرنا تجویز کروں گا نیز یہ کہ میں اس کی ایک نقل اشاعت سے پہلے آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اس بیان کی ایک کاپی مجھے بھیجی جو وزارتی مشن اور آپ نے ۱۶ جون کو جاری کیا۔ اس کے ساتھ اس تاریخ کا ایک خط بھی تھا۔ دونوں چیزوں کو میں نے اپنی ورکنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا اور اس نے اس معاملہ پر احتیاط کے ساتھ غور کرنے کے بعد مجھے مندرجہ ذیل بیان جاری کرنے کی اجازت دے دی۔

(۱) یہ کہ ورکنگ کمیٹی کو تعجب ہے کہ مسلم لیگ کے لیڈر سے ناموں کی فہرست مانگے بغیر مسلم لیگ کے پانچ ممبروں کو عارضی حکومت میں شامل ہونے کے دعوت نامے بھیج دیے گئے ہیں۔ (۲) یہ کہ آپ کی تازہ ترین تجویز جس کی بنا پر آپ عارضی حکومت بنانا چاہتے ہیں ظاہر کرتی ہے کہ آپ نے کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان جو دو بڑی پارٹیاں ہیں مساوات کو ترک کر دیا ہے، آپ کے نامزد کردہ اقلیتوں کے نمائندہ مسٹر جگ جیون رام ایک کانگرسی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انھیں اچھوت اقوام کی نمائندگی کے لئے نہیں بلکہ کانگرس کو عارضی حکومت میں ایک اور جگہ دینے کے لئے منتخب کیا ہے۔ (۳) یہ کہ عارضی حکومت کے لئے اصل فارمولا میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں انہوں نے مجموعی طور پر عارضی حکومت نیز ایک واحد گروپ کی حیثیت سے کانگرس کے مقابلے میں مسلمانوں کے تناسب کے برابر کر ڈالا ہے۔ (۴) یہ کہ ان تبدیلیوں کے پیش نظر جو وقتاً فوقتاً کانگرس کو خوش کرنے کے لئے کی گئی ہیں، عارضی حکومت بنانے کے بارے میں ورکنگ کمیٹی کے لئے اس وقت تک کوئی فیصلہ ممکن نہیں جب تک کہ کانگرس تجویزوں کے متعلق اپنا فیصلہ قطعی طور پر آپ کے پاس نہیں پہنچا دیتی۔ (۵) یہ کہ محکمہ جات کی تقسیم کا مسئلہ بھی آخری بار طے ہو جانا چاہیئے تاکہ کانگرس اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کر سکے۔ نیز ورکنگ کمیٹی کے سامنے جب تجویزوں پر غور کرنے کے لئے اس کا اجلاس منعقد ہو تو ایک مکمل تصویر موجود ہونی چاہیئے۔

مسائل کے حل کے لیے اتحاد اور نظم وضبط کی ضرورت ہے[1]

قائداعظم نے اپنی حیدرآباد تشریف آوری پر مسلمانوں کے دو اجتماعات کو مخاطب کرتے ہوئے جو تقاریر کیں ان میں آپ نے مسلمانانِ حیدرآباد کو تلقین فرمائی کہ وہ اتحاد المسلمین کے پرچم تلے جمع ہو جائیں اور خواب و خیال کی دنیا سے ہٹ کر حقیقی حالات اور واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے برتر سیاسی موقف کے تحفظ اور اپنے صدیوں کے اقتدار کی حفاظت کے لئے اقدام کریں۔ آپ نے فرمایا "اگر تم برتری کے متمنی ہو تو طاقت پیدا کرو۔ دنیا کی ساری سیاست کا انحصار قوت پر ہے۔ جذبات سے کھیلنا چھوڑ دو ایک ہو جاؤ تو ساری دنیا پر چھا جاؤ گے۔

مسلمانانِ حیدرآباد گو متحد و متفق ہیں لیکن ساتھ ہی جذباتی بھی ہیں۔ وہ جذبات سے کھیلنے کے عادی ہو گئے ہیں جذبات کی رو میں بہ کر وہ آج اس دور کو کامیابی کے ساتھ عبور نہیں کر سکتے۔ جو انتہائی نازک اور کٹھن ہے اس دور کو عمدگی کے ساتھ طے کرنے اور موت و زیست کے ان مسائل کو جو آج ان کو درپیش ہیں کامیابی سے حل کرنے کے لئے اتحاد و اتفاق کے ساتھ ساتھ نظم و ضبط کی شدید ضرورت ہے۔ ایک عرصے سے یہ حقیقت شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ مسلمان گو متحد و متفق ہیں لیکن ان میں نظم و ضبط اور ڈسپلن کا بڑی حد تک فقدان ہے جب جذبات کی رو میں بہنے لگتے ہیں تو انہیں نہ تو نظم و ضبط کا ہی خیال رہتا ہے اور نہ ہی مرکز کے مقاصد کا کوئی لحاظ۔ ان کے کانوں پر نہ قائدین کے مشوروں کا ہی کوئی اثر ہوتا ہے اور نہ انہیں مرکز سے اپنی گہری وابستگی کا کوئی احساس۔ وہ یہ فراموش کر جاتے ہیں کہ جذبات کے دھارے پر بہتے ہوئے وہ تعمیری کام کر رہے ہیں یا تخریبی۔ سوچ سمجھ کی ساری صلاحیتیں جذبات کی رو میں ان کے بہنے کی وجہ سے سلب ہو جاتی ہیں۔

ہندوستان میں دو قومیں آباد ہیں جن کی تہذیب و تمدن اور قومی خواہشات جداگانہ ہیں[2]

بمبئی۔ ۱۰ستمبر: کل کے اخباروں میں حضرت قائداعظم کا انٹرویو شائع ہوا تھا جو انہوں نے ڈیلی میل کے خصوصی

---

[1] پیسہ اخبار ۳ اگست ۱۹۴۶ء، ص ،

[2] پیسہ اخبار ۱۰ ستمبر ۱۹۴۶ء، ص ۴ + ۷

نامہ نگار کو دیا تھا۔ حضرت قائداعظم نے اس انٹرویو کی تفصیل شائع کرتے ہوئے کہا کہ کل رائٹر کا شائع کردہ انٹرویو اس قدر مہمل تھا کہ اس سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے لہٰذا عوام الناس کی آگاہی کے لئے پورا انٹرویو شائع کیا جاتا ہے۔

قائداعظم نے نامہ نگار کو مطلع کیا کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں از سرِ نو اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ زخم بہت گہرا ہے۔ گزشتہ مہینوں کے سیاسی مذاکرات نے ہم میں سخت منافرت اور کینہ بھر دیا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ سلیٹ کو بالکل دھو دیا جائے اور معاملہ از سرِ نو شروع کیا جائے۔ وائسرائے نے ہمارے معاملے میں جو کچھ کیا ہے وہ بہت نازیبا ہے اور اس کے بعد مجھے لندن سے التماس کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن اگر ہز میجسٹی کی گورنمنٹ نے ہندوستان کے دوسرے لیڈروں کے ساتھ بات چیت کرنے کی غرض سے مجھے لندن جانے اور کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دی تو میں یہ دعوت قبول کر لوں گا تاکہ از سرِ نو تمام معاملہ پر بات چیت ہو سکے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ ساری بات چیت مساویانہ حیثیت کو قائم رکھ کر کی جائے۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اس خون ریزی کو دیکھے اور اس کا دل نہ پسیجے لیکن اگر برطانیہ نے گورا فوج کی سنگین سے عارضی گورنمنٹ کی حفاظت کرنے کے سوا کوئی اور قدم نہ اٹھایا تو مسلمان یہ تمام مظالم سہ لیں گے مگر وہ عارضی گورنمنٹ کے سامنے ہتھیار نہ ڈالیں گے۔ اگر برطانیہ نے اپنی فوج ہندوستان سے نکال لی اور یہاں کے نظم و نسق سے دستبردار ہو گیا (جیسا کہ اسے اچھا انتظام نہ ہونے کی صورت میں کرنا ہی چاہیئے) تو اس صورت میں ہم اپنی پوزیشن خود بنالیں گے اور اس کا ڈھنگ ہمیں یاد ہے۔

پنڈت نہرو کی تقریر

پنڈت نہرو کی تقریر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ کانگرسی اخبارات زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ پنڈت نہرو نے مسلم لیگ کو اطمینان دلا دیا ہے اور گروپ سسٹم کا تصفیہ کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ پنڈت نہرو کے الفاظ ذو معنی ہیں صاف نہیں۔ پنڈت نہرو نے کوئی صاف تجویز پیش نہیں کی۔ میٹھے لفظوں سے پیٹ نہیں بھرا کرتے۔ میرے گہرا زخم لگ چکا ہے اور ان لفظوں سے میرے زخم مندمل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی خون بند ہو سکتا ہے۔ اس وقت سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مجھے کیا کرنا ہے اگر میں مطالبات کی فہرست تیار کروں اور محض اس خیال سے کہ کانگرس انہیں منظور نہیں کرتی ان میں دو ایک مطالبات شامل نہ کروں جو میری فہرست میں موجود تھے تو یہ میری سب سے بڑی حماقت ہوگی۔ اس وقت ہندوستان میں ڈیڈلاک (Dead Lock) ہے۔ جب پنڈت نہرو بمبئی میں مجھ سے ملنے آئے اور انہوں نے پانچ سیٹوں کی پیش کش کی تھی تو انہوں نے کسی اور مسئلہ پر بحث کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان ہندوستان کو برطانیہ کی بے انصافی سے سخت نقصان پہنچ چکا ہے۔ میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ لیبر گورنمنٹ ابھی نئی ہے اور بالکل ناتجربہ کار ہے وہ اس گتھی کو سمجھنے سے بالکل قاصر ہے وہ کانگریس کے دھوکے میں آگئی ہے۔ لیبر گورنمنٹ یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ہندوستان میں دو قومیں بستی ہیں اور ہر قوم کی تہذیب و تمدن الگ، قومی خواہشات اور خصوصیات جداگانہ ہیں۔ ان میں عارضی طور پر تو مفاہمت ہو سکتی ہے تاکہ وہ ایک مشترکہ خطرے کا مقابلہ کر سکیں لیکن مستقل طور پر کولیشن (Co - alition) کا خیال بالکل بے معنی ہے اس وقت برطانیہ نے یہ اقدام اختیار کیا ہے کہ ایک قوم کو دوسری قوم کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے اور ایک ایسی قوم کے ہاتھ میں عنان حکومت دے دی ہے جس کی تعداد دوسری قوم سے بہت زیادہ ہے۔

تاریک مستقبل

مجھے نظر آرہا ہے کہ اس ملک کا مستقبل بہت تاریک ہے مجھے تمام ممالک اسلامیہ سے ہمدردی کے تار موصول ہوئے اور خطوط بھی آرہے ہیں۔ اگر دنیا کے حالات بدل گئے اور برطانیہ اور روس کے تعلقات بد سے بدتر ہو گئے تو میرے لئے اس وقت بتانا مشکل ہے کہ ایسے نازک موقع پر مسلمان گھبراہٹ کے عالم میں کیا کر بیٹھیں گے۔ سوال یہ ہے کہ آخر ہم سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے کہ ہمیں اس سزا کا مستوجب بنایا جارہا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم برطانیہ سے نجست کریں لیکن جب ۱۹۴۲ء میں کانگریس نے برطانیہ کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کر دیا تھا اور یہ وقت تھا کہ دشمن ہندوستان کے دروازے پر دستک دے رہا تھا مسلمانوں نے اس خطرناک تحریک میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا اس وقت میں نے دیہات کا دورہ کر کے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ قبریں بھی عورتیں کھدوا کرتی تھیں کیونکہ مسلم مرد جنگ میں برطانیہ کی حفاظت کے لئے جانیں لڑا رہے تھے۔

وزارتی مشن

ہم نے وزارتی مشن کی پیش کردہ تمام تجاویز منظور کر لیں اگر ہم نے بعد میں لمبے عرصے والی اور عارضی گورنمنٹ سے متعلق تجاویز نامنظور کر دیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ کانگریس نے لمبے عرصے والی تجاویز تحفظات کے ساتھ منظور کی تھیں اور وہ ان کی وضاحت کرنے سے انکار کر رہی تھی۔ قائداعظم نے چاندی کی ایک طشتری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نامہ نگار سے کہا کہ اگر آپ اسے میرے ہاتھ بیچنا چاہیں اور اس کا ایک حصہ ٹوٹا ہوا ہو تو مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں اس ٹوٹے ہوئے حصے کا مطالبہ کروں۔ کانگریسی لیڈروں نے جو تقریریں کیں۔ اور اخباروں میں انکے جو بیانات شائع ہوئے تھے ان سے صاف طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ ہم اپنے طرز عمل میں بالکل حق بجانب ہیں۔

فرقہ وارانہ فسادات

فرقہ وارانہ فسادات کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہرگز عائد نہیں ہو سکتی ۔ ۱۶ اگست سے پہلے ہم نے اخباروں اور اپنے سرکلروں کے ذریعے مسلمانوں کو سخت ہدایت کی تھی کہ کسی قسم کا ظلم و تشدد نہ ہونے پائے ۔ ۱۶ اگست کا دن منانے کا واحد مقصد یہ تھا کہ مسلم عوام پر واضح ہو جائے کہ اب انہیں براہِ راست اقدام اختیار کرنے کی ضرورت در پیش ہے ۔ انہیں آزادی تقریر و تحریر کا حق حاصل ہے اور پر امن مظاہرے کرنے کا بھی ۔ کلکتے میں ہم نے دیکھا کہ کانگریسیوں نے ہم پر ہلہ بول دیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ہمارے مقصد کو ناکام بنا دیں اور فتنہ و فساد برپا کر کے ہمارے مفاد کو نقصان پہنچائیں اور پھر اس کا الزام ہم پر ہی عائد کر دیں ۔

براہِ راست اقدام

قائد اعظم نے براہِ راست اقدام کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ یہ گورنمنٹ سے پر امن عدم تعاون کرنے کا ایک ذریعہ ہے ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی تفصیل کیا ہو گی کیونکہ مجلس عمل دہلی میں اس کی تفصیلات تیار کرنے میں مصروف ہے ۔ مسلم لیگی ممبروں نے برطانیہ کے دیئے ہوئے خطابات کو واپس کر دیا ہے لیکن یہ براہِ راست اقدام کا جزو نہ تھا ۔ اس سے محض برطانیہ کی بے انصافی کے خلاف احتجاج کرنا مقصود تھا ۔

فرقہ وارانہ فسادات پر قائد اعظم کا اظہارِ افسوس[1]

ایک طویل بیان کے سلسلہ میں قائد اعظم محمد علی جناح نے ان واقعات کی سخت مذمت کی جو مشرقی بنگال میں پیش آئے آپ نے فرمایا ۔

"میں بد امنی اور ہنگاموں کی مذمت کرتا ہوں جن کی وجہ سے جانی نقصان ہوا اور جائیداد کی تباہی ہوئی ۔ میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں قوموں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس قتل و غارت کو بند کر دیں ۔ یہ دو بڑی قوموں یعنی ہندو اور مسلم کے نام پر ان کی تہذیب اور گزشتہ شان پر دھبہ ہے ۔ ہم پہلے ہی اس دنیا میں بدنام ہو رہے ہیں کیونکہ یہ شورش نہ صرف بنگال میں ہوئی ہے بلکہ اور صوبوں میں بھی ہو چکی ہے مثلاً بہار، یوپی، مدراس، بمبئی وغیرہ ۔ ہم کو حالات سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے اور ہندوستان بھر میں جو افسوسناک واقعات رونما ہوئے ہیں ان کی بنا پر وزارتوں کو کھلونا

---

[1] پیسہ اخبار ۱۰ ر نومبر ۱۹۴۶ء ص ۳

نہیں بنانا چاہیئے۔ نالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ دونوں فرقوں کے لیڈروں کو اسے ختم کر دینا چاہیئے تاکہ انسانیت بدنام نہ ہو۔ میں مسلمانوں اور مسلم لیگیوں سے خاص طور سے اپیل کرتا ہوں کہ اسلامی اصول کے مطابق تمہیں کمزوروں کا بچاؤ اور ان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اسلام کی نیک نامی کو برقرار رکھنے کے لئے ہر طریقہ سے امن وامان قائم رکھنا چاہیئے۔

بہار اور دیگر علاقوں کے بے خانماں مظلومین کی مدد کرو[1]

نئی دہلی ۱۰ ر نومبر: قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک بیان میں یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ بہار کے فسادات کے سلسلے میں وہ ایک امدادی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تاکہ پناہ گزینوں اور بے خانماں لوگوں کو بچانے ان کی حفاظت کرنے اور دیگر ضروری کارروائیاں سرانجام دی جائیں۔ قائد اعظم نے تمام لوگوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس امدادی کمیٹی کی کارروائی کے لئے فوراً بلا تاخیر رقم روانہ کریں۔ بہار کے دردناک حادثہ اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے خونی واقعات اور بہیمانہ قتل وغارت گری کی بدولت ہزاروں آدمی برباد ہو چکے ہیں اور جو مرد، عورتیں اور بچے بچ گئے ہیں وہ مختلف راستوں پر بھاگے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ میں ان مصیبت زدوں کے مصائب و آلام پر تفصیلی روشنی اس وقت نہ ڈالوں گا۔ اس وقت ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ امن وامان قائم ہو جائے لیکن اس اثنا میں ہزاروں مصیبت زدہ بھائیوں اور بہنوں کی مدد کرنا اور انہیں ضروری مدد پہنچانے کی کوشش کرنا ایک لازمی امر ہے۔ لہٰذا میں انسانیت کے نام پر ہر ایک شخص سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بلا تاخیر اپنے امدادی عطیے امدادی کارروائیوں کے لئے روانہ کریں۔ بہار میں سب سے زیادہ عظیم سانحہ ہوا ہے۔ اس لئے میں نے تجویز کیا ہے کہ فوراً ایک ذمہ دار امدادی کمیٹی بنا دوں جو مصیبت زدوں کو بچانے اور انہیں آرام پہنچانے کے انتظامات کرے گی۔ مجھے اس وقت یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ فوری امداد کی کس قدر ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ سارے ہندوستان سے اپیل کروں کہ وہ اس امدادی فنڈ میں عطیے روانہ کریں۔ کوئی علیحدہ صوبہ یا ہندوستان کا ایک حصہ ان دل خراش مصیبتوں کا ازالہ نہیں کر سکتا۔ میں نے حبیب بنک لمیٹڈ چاندنی چوک دہلی میں اپنے نام چندہ عطیے پانچ ہزار روپے کے ساتھ حساب کھول دیا ہے۔ میں ہر ایک آدمی سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنا چندہ براہ راست ایجنٹ حبیب بنک لمیٹڈ چاندنی چوک نئی دہلی کے نام بصورت نقد چیک ڈرافٹ، منی آرڈر وغیرہ ارسال کرکے بنک سے

---

[1] پیسہ اخبار ۲۴ ر نومبر ۱۹۴۶ء، ص ۵

باقاعدہ رسید وصول کریں۔ میں اس فنڈ کی نگرانی کروں گا اور امدادی کمیٹیاں جو مقرر کی جائیں گی، کو وقتاً فوقتاً حسب ضرورت رقم دوں گا اور وہ مجھے امید ہے کہ قابل اعتماد ایجنٹوں کے ذریعے سے ان رقوم کو خرچ کریں گے۔

ہم دوسروں سے زیادہ آزادی کے خواہشمند ہیں [1]

امریکی عوام کے لئے قائد اعظم کی نشری تقریر

امریکن براڈ کاسٹنگ کے زیر اہتمام قائد اعظم محمد علی جناح نے لندن سے امریکہ کے سامعین کے لئے ایک تقریر براڈ کاسٹ کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس قدر جلد حکومت برطانیہ پاکستان قائم کرنے کے ارادے کا اعلان کرے گی۔ اس نسبت سے ہندوستان میں نہایت ہی خطرناک تباہی و بربادی کے امکانات کم ہوں گے ہندوستان کی موجودہ صورت حال واقعی بہت ہی ابتر ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہندو اور مسلمان دو مختلف اور بالکل علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں مگر ان المناک واقعات سے جو گذشتہ چند ماہ میں وقوع پذیر ہوئے اگر ان سے فوری سبق حاصل نہ کیا جائے اور حکومت برطانیہ ان سے گریز کی پالیسی پر کاربند رہے تو ہندوستان کا بالآخر ایک تباہ کن خانہ جنگی میں مبتلا ہو جانا یقینی ہے۔ ایسی خانہ جنگی جس کے اثرات ساری دنیا پر پڑیں گے۔ صرف صوبہ بہار میں تیس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کا قتل کیا گیا اور ڈیڑھ لاکھ مسلمان بے سروسامان اور بے خانماں ہو گئے۔ میں اس مختصر سی تقریر میں کسی تفصیلی بحث میں نہیں جا سکتا۔ یہ میری سوچی اور سمجھی رائے ہے کہ اس مسئلہ کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ برصغیر کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے جس قدر جلد حکومت برطانیہ ایک صریح اعلان کرے گی اور یہ ارادہ واضح کرے گی کہ وہ اس کو روبعمل لانا چاہتی ہے۔ اسی نسبت سے اس عظیم الشان تباہی کے اثرات کم ہوں گے جن کو میں اس وقت اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ متحدہ ہندوستان کے لئے سالہا سال سے کوششیں ہو رہی ہیں مگر ہر مرتبہ یہ کوشش ناکام ہوئی اور اس کا قیام ناممکن العمل ہے۔ ہندوؤں کے لئے شکایت کا کوئی موقع نہیں ہے اس لئے کہ ان کو تین چوتھائی ہندوستان ملے گا اور ہمیں برعظم کا صرف ایک چوتھائی حصہ۔ مسلمانوں کے لئے متحدہ ہندوستان کا مطلب اونچی ذات والے ہندوؤں کی عددی اکثریت کی مستقل غلامی کے سوا کچھ نہیں۔ اسلامی ہند، ہندو اور غلامی کے آگے ہرگز سر تسلیم خم نہیں کرے گا۔

---

[1] ہفت وار پاکستان لاہور ۲۲ ردسمبر ۱۹۴۶ء، ص ۶

کم از کم حکومت برطانیہ ہندوستان میں صورت حال کی نزاکت اور وہاں کے حالات اور صحیح واقعات کو محسوس کرنے لگی ہے ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ پر اس کے حقیقی پس منظر کے ساتھ سنجیدگی سے غور کریں گے اور معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ واقعات دراصل کیا ہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ نہایت ہی وسیع پیمانہ پر پراپگنڈہ ہو رہا ہے ، اسلامی ہند کی غلط ترجمانی کی جا رہی ہے اور اس پر بے بنیاد الزامات لگائے جا رہے ہیں ۔ ہم دوسروں سے زیادہ آزادی اور خود مختاری کے خواہشمند ہیں ۔ ہم برطانوی تسلط سے چھٹکارا چاہتے ہیں لیکن ہمارے سامنے یہ سوال بھی ہے کہ ہمیں ہندوؤں کی غلامی میں نہ دے دیا جائے ، ہم ایک آزاد اور خود مختار مملکت چاہتے ہیں جو ہندوستان کا نہایت ہی اچھا ہمسایہ ہو ۔ مجھے یقین ہے کہ ہندو بھی محسوس کریں گے کہ دس کروڑ عوام سے تشدد کے ساتھ پیش آنا ناممکن اور بے نتیجہ ہے دس کروڑ کی تعداد اقلیت نہیں بلکہ وہ ایک قوم ہے ۔

دو دستور ساز اسمبلیوں کی تجویز کو اخبار نویسوں نے بہت پسند کیا

کلرج کی ورلڈ پریس کانفرنس میں قائداعظم کا بیان [1]

لندن (گلوب سروس) ۱۶ دسمبر کو کلرج میں منعقدہ پریس کانفرنس میں قائداعظم محمد علی جناح نے تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ جب تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو کہ آیا کانگرسی ملک معظم کی حکومت کی گروپ بندی کی دفعہ کے متعلق تاویل کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں اس وقت تک آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ۔

قائداعظم سے یہ بھی سوال کیا گیا کہ اگر یہ معاملہ فیڈرل کورٹ میں لے جایا جائے اور وہ برطانوی حکومت کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف فیصلہ کرے تو اس وقت ملک معظم کی حکومت کا رویہ کیا ہوگا ۔ اس موقع پر قائداعظم نے زور دے کر کہا کہ میں اس قسم کے معاملہ کو کسی کورٹ کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش نہیں کر سکتا ۔ یہ معاملہ مفاہمت کا ہے ایسا معاملہ نہیں جس کا فیصلہ کورٹ سے کرایا جائے ہندوستان کے متعلق دارالعوام میں مباحثہ کے وقت کی نسبت ایک سوال کے جواب میں قائداعظم نے فرمایا کہ میرے تاثرات یہ ہیں کہ مباحثہ دارالعوام نے کچھ روشنی ڈالی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ اب پارلیمنٹ گذشتہ مہینوں کی نسبت ہندوستان کے حالات کو بہتر سمجھنے لگی ہے ۔ مباحثہ کا ہونا اچھا ہی تھا کیونکہ بہت سی باتوں پر پردہ پڑا ہوا تھا "

---

[1] پیسہ اخبار ۲۴ دسمبر ۱۹۴۶ء ص ۶ ۔

قائداعظم کا یہ استدلال کہ دو آئین ساز اسمبلیاں ہونی چاہئیں، ایک ہندوستان کا آئین بنانے کے لئے، دوسری پاکستان کا بہت سے اخبار نویسوں نے اس کو نادر تجربہ قرار دیا اور اس کو ایسی تجویز سمجھنے لگے کہ اس کے ذریعے ہندوستان کے مسئلہ کا حل ہو سکتا ہے۔

پاکستان کا قیام اسلامی دنیا کے مفاد میں ہے[1]

قاہرہ ۱۹ دسمبر: آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائداعظم محمد علی جناح نے آج ایک پریس کانفرنس میں اپنے اس یقین کا اعادہ کیا کہ اگر ہندوستان میں پاکستان نہ بن سکا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلامی دنیا اور مشرق وسطیٰ کی عرب آبادی مبتلائے مصیبت ہو جائے گی۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان میں ہندوؤں کا سامراج قائم ہو جائے گا اور یہ انتہائی خطرناک ہوگا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ مشرق وسطیٰ کڑھائی میں سے نکل کر چولہے کی آگ میں گر پڑے گا مشرق وسطیٰ کے جو ممالک آزاد اور خود مختار ہونا چاہتے ہیں وہ کسی اثر و نفوذ کے ماتحت رہنا نہیں چاہتے۔

بعض حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمان عرب ممالک کسی زمانے میں استعماری بلاک کا درجہ حاصل کر لیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قطعاً ناممکن ہے۔

تمام مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں[2]

بمبئی ۴ مارچ: پنجاب کے وزیر اعلیٰ خضر حیات ٹوانہ کے استعفیٰ پر بیان دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

مجھے آج صبح یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ ملک سر خضر حیات ٹوانہ نے اپنا اور اپنی کابینہ کا استعفیٰ داخل کر دیا ہے ان کا یہ فیصلہ دانشمندانہ ہے اور مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر خان صاحب بھی اس نیک مثال کی تقلید کریں گے اس نازک وقت میں اس تشویشناک صورت حال کے پیش نظر جس سے مسلم قوم عہدہ برآ ہو رہی ہے یہ قطعی طور پر لازمی ہے کہ ہمارے درمیان یگانگت اور اتحاد کی کیفیت پورے طور پر موجود ہو اگر مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے متحد ہو کر کھڑے ہو گئے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنا گوہر مقصود پاکستان حاصل کرنے سے باز نہیں رکھ سکے گی لیکن اگر اس

---

[1] پیسہ اخبار ۲۲ دسمبر ۱۹۴۶ء، ص ۹۔

[2] پیسہ اخبار ۱۰ مارچ ۱۹۴۷ء، ص ۶۔

سے قاصر رہے تو یہ ہمارا اپنا قصور ہوگا ایسا نہ ہو کہ تاریخ ہماری مذمت کرے اور مؤرخ ہماری نسبت یہ لکھنے پر مجبور ہو جائے کہ ہم چھوٹے چھوٹے اختلافات اور ذاتی رقابتوں کی وجہ سے اپنی موجودہ نسل کو اس نازک موقع پر اپنی محبوب منزل پاکستان کی طرف جادہ پیمانہ رکھ سکے۔ ہمیں تمام مخالفتوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھنی چاہیئے ہماری راہ میں انواع واقسام کی رکاوٹیں بھی ہیں لیکن ہمیں اس کا مجرم نہیں بننا چاہیئے کہ اپنے باہمی اختلافات کی حمایت میں مبتلا ہو کر اپنے مفاد کو خود نقصان پہنچائیں۔ ہمیں اپنے اندر کسی اختلاف کو باقی رہنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے مسلمان بالکل متحد ہو کر رہیں۔ ان کی آواز اور ان کا عمل ایک ہو۔ اگر ہم اپنے اندر اتحاد و تعاون و صلح کی مکمل کیفیت پیدا نہ کر سکے تو دوسری قوموں یا پارٹیوں اور حکومت برطانیہ کے ساتھ معاملہ طے کرنا مشکل ہو جائے گا۔

پس ان حالات میں ہر مسلم سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بغیر کسی تامل کے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے آجائے اور ہم سب اپنی ملت کے سچے سپاہیوں کی طرح اکٹھے جادہ پیما ہو جائیں اگر ایسا ہو گیا تو ہم کبھی ناکام نہیں رہیں گے

مسٹر زاہد حسین کو علی گڑھ یونیورسٹی کا وائس چانسلر منتخب کیا جائے

یونیورسٹی کورٹ کے ارکان سے قائد اعظم محمد علی جناح کی اپیل [1]

قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک بیان میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ سے اپیل کی کہ وہ ریاست حیدرآباد کے سابق وزیر خزانہ مسٹر زاہد حسین کو مسلم یونیورسٹی کا وائس چانسلر منتخب کریں۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ریٹائر ہونے والے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے اپنی جگہ ریاست حیدرآباد کے سابق وزیر خزانہ مسٹر زاہد حسین کا نام تجویز کیا ہے اور مسٹر لیاقت علی خان نے اس کی تائید کی ہے، میں یونیورسٹی کورٹ کے تمام ارکان سے اپیل کروں گا کہ وہ مسٹر زاہد حسین کو وائس چانسلر منتخب کریں۔ مسٹر زاہد حسین نے اپنی گذشتہ زندگی میں مختلف محکموں میں جو عمدہ خدمات سرانجام دی ہیں ہر ایک کو ان کا علم ہے مجھے امید ہے کہ مسٹر زاہد حسین بطور وائس چانسلر اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کریں گے۔

---

[1] پیسہ اخبار ۲۴ مئی، ۱۹۴۷ء، ص ۷۔

ڈاکٹر خان صاحب اور اُن کے رفقاء اپنے عہدوں سے مستعفی ہو کر نئے انتخاب لڑیں[1]

نئی دہلی، ۲ مئی: قائداعظم محمد علی جناح نے ایک ہزار الفاظ پر مشتمل ایک بیان صوبہ سرحد کی سیاسی حالت کے بارے میں جاری کیا جس میں انھوں نے مسلم لیگ کی تحریک کی تاریخ بیان کرنے کے بعد اعلان کیا کہ صوبہ سرحد کے مسلم لیگی زعماء نے اپنی تحریک کو بند کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ (قائداعظم) اس فیصلہ سے اظہار اختلاف کرنے سے قاصر ہیں قائداعظم نے فرمایا کہ صوبہ سرحد کا مسئلہ بھی اس وقت برطانوی حکومت کے زیر غور ہے۔ لارڈ اسمے لندن میں ہیں اور چند ہفتوں تک سارے ہندوستان کے متعلق نہایت اہم فیصلوں کا اعلان ہونے والا ہے۔ میں ان حالات میں بالعموم تمام مسلمانان سرحد اور مسلم لیگ کے حامیوں سے بالخصوص یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ پُرامن رہیں۔ ہماری جدوجہد ہندوؤں اور سکھوں کے خلاف ہرگز نہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ سرحدی عوام کا آزادانہ استصواب رائے کیا جائے۔ کمزور کو نقصان پہنچانا اسلام کی تعلیم، تہذیب اور اخلاق کے تمام اصولوں کے منافی ہے۔ خدا سے میری دعا یہی ہے کہ برطانیہ کے قطعی اعلان تک دونوں فریق عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لئے ہر ممکن سعی کریں۔

مجھے سرحد میں نازک صورت حال کے متعلق سرحد کے لیگی زعماء سے ہر طرح تبادلہ خیال کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک شروع کرنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ خان صاحب کی وزارت نے لیگ کی تنظیم اور مسلم لیگ کے حامیوں کو اوچھے ہتھیاروں سے کچلنے کی کوشش کی۔ حکومت کی طرف سے مسلمانوں کو تنگ کرنے اور انہیں مختلف مظالم کا شکار بنانے اور کچلنے کی انتہا ہو گئی تھی۔ صوبہ سرحد میں شہری آزادیوں کا نام و نشان تک نہ رہ گیا تھا۔ عوام کو وزارت پر تنقید کرنے اور انہیں سیاسی آزادی کے حقوق سے محروم کرنے کے لئے آرڈی ننس فرنٹیر کرائمز ریگولیشن دفعہ ۱۴۴ اور دوسرے متشددانہ ذرائع کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ جب مسلم لیگ کے مقتدر زعماء اپنی شہری آزادی کے حصول کی کوشش کرنے کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے تو صوبہ میں مذکورہ بالا حالات کا دور دورہ تھا۔ عوام میں وزارت کی کارروائیوں کے خلاف حقارت و نفرت کی جو بے پناہ لہر دوڑ گئی تھی اس نے بالآخر وسیع پیمانے پر سول نافرمانی کی تحریک کا رنگ اختیار کر لیا۔ اس دعویٰ میں کوئی صداقت نہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے کبھی عملی طور پر ڈائرکٹ ایکشن شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ نے بمبئی میں جو قرارداد منظور کی تھی اس سے صرف لیگ کی پالیسی کی نوعیت میں تبدیلی ظاہر کرنا مقصود تھا۔ اس قرارداد

---

[1] پیسہ اخبار ۴ مئی ۱۹۴۷ء، ص ۴ + ۵

کی رو سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ آئندہ مسلم لیگ آئینی طریقے اختیار کرنے ہی کی پابند نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس کانگرس کا نصب العین ہمیشہ یہ رہا کہ اس نے اپنے حامیوں کو غیر قانونی ذرائع اختیار کرنے کی اجازت دی اور جب بھی اس نے ڈرا دھمکا کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے مناسب موقع دیکھا تو وسیع پیمانہ پر سول نافرمانی کی تحریک شروع کرا دی۔ مسلمانوں اور برطانوی حکومت کو بار بار اس تلوار سے ڈرایا گیا۔ کانگرس نے بار ہا تحریکیں شروع کیں۔ ۱۹۲۱ء سے لے کر اب تک مختلف مواقع پر سول نافرمانی کا ہتھیار استعمال کر کے ملک میں خطرناک حالات پیدا کرتی آئی۔ ۱۹۴۲ء میں انہوں نے آخری دفعہ تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور ہم سب جانتے ہیں کہ اس کے کیا خطرناک نتائج برآمد ہوئے۔ کانگرس کی تحریکوں کے سلسلہ میں تشدد کرنے والوں کے متعلق کانگرس نے جو رویہ اختیار کیا وہ صوبوں میں برسر اقتدار آنے کے بعد کانگرسی وزارتوں کی کارروائیوں سے عیاں ہے۔ ۱۹۴۲ء کی تحریک میں جو ظلم اور تشدد روا رکھا گیا اسے کانگرسی لیڈروں نے سراہا اور اسے حب الوطنی پر محمول کیا۔ کانگرس کی اس پالیسی اور ریکارڈ کے برعکس مسلم لیگ نے ۲۹ جولائی کی قرارداد میں صرف اس امر کی وضاحت کی تھی کہ ضرورت کے وقت وہ تحریک سول نافرمانی شروع کرنے کے معاملہ میں آزاد ہوگی۔ ڈائریکٹ ایکشن کے الفاظ کا مفہوم صرف یہی تھا ظاہر ہے کہ محض بغض و عناد کے جذبات کے تحت ڈائریکٹ ایکشن کی قرارداد کے جو غلط معنی ہم سے منسوب کیے جاتے ہیں کہ اس کی اساس قوت، تشدد و خون ریزی ہے، وہ بے بنیاد اور حقائق سے بالکل تہی ہیں تاکہ برسر اقتدار طاقت پر اس اخلاقی دباؤ کے ذریعے اپنی شکایات کا ازالہ اور مطالبات کی تکمیل و تعمیل کرائی جا سکے۔

صوبہ سرحد میں لیگ کی تحریک

صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک اس وقت شروع کی گئی جب مقامی حالات ناقابل برداشت ہو گئے ان حالات میں وزارت کو یہ اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی تھی کہ وہ مسلمانوں کے بالعموم اور مسلم لیگ کو بالخصوص کچلنے کی مذموم پالیسی کو جاری رکھے۔ وزارت عوام کے اعتماد سے محروم ہو چکی ہے اور صوبہ کے طول و عرض میں دفعہ ۹۳ کے نفاذ اور صوبہ میں نئے انتخابات کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر خان صاحب اور ان کے رفقا کو یہ چیلنج دیا گیا ہے کہ وہ عوام کا فتویٰ حاصل کریں لیکن انہوں نے انتہائی ضد سے کام لیتے ہوئے ابھی تک یہ چیلنج منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مجھے سرحد کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں میں نے ان کی روشنی میں صوبہ کی صورت حال کا پورا جائزہ لیا ہے۔ میں موجودہ حقائق اور وزارت سرحد کی پیدا کردہ صورت حال سے اغماض نہیں کر سکتا۔

خان صاحب کے سامنے باعزت راستہ

ہزاروں اشخاص گرفتار کیے جا چکے ہیں اور انہیں مختلف سزائیں بھی دی جا چکی ہیں۔ ہزاروں اشخاص فرنٹیئر کرائمز ریگولیشنز کے تحت جیلوں میں بند ہیں۔ اب ڈاکٹر خان صاحب اور ان کے دوسرے وزراء کے سامنے واحد باعزت راستہ یہ ہے کہ وہ فوراً مستعفی ہو جائیں اور صوبہ میں نئے انتخابات لڑیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرحد نے ۹ اپریل کو ایک سرکاری اعلان میں بتایا تھا کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جونہی حالات اجازت دیں گے ان تمام سیاسی اسیروں کو رہا کر دیا جائے گا جن پر تشدد کرنے کا الزام نہیں ہے۔ حکومت کا یہ ارادہ ہرگز نہیں کہ وہ پرامن جلسوں اور جلوسوں یا سیاسی نظریات کے اظہار کی آزادی میں مخل ہو لیکن صوبہ کے ہر شخص پر یہ زور دینا ضروری ہے کہ ماضی میں جلوسوں اور پکٹنگ سے بدامنی کی تحریک پیدا ہوئی لہٰذا نارمل حالات پیدا ہوتے تک ان کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

لیکن مصیبت کی جڑ باقی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ بہتر روش اختیار کی جائے گی۔ مجھے اب بھی اس امر کی توقع ہے کہ تمام حالات کا دیانت دارانہ جائزہ لیا جائے گا۔ صوبائی مسلم لیگ پورے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ صوبائی حکومت کے مجوزہ اقدامات سے مسلم لیگ کے مطالبات ہرگز پورے نہیں ہوتے۔ لہٰذا یہ مسلم لیگ کے لئے ناقابل تسلیم ہیں چنانچہ انھوں نے فیصلہ کیا کہ لیگ کی تحریک بند نہ کی جائے۔ صوبہ سرحد کے لیگی لیڈر رہا ہونے کو بھی تیار نہ تھے کیونکہ وہ صرف رہا ہونے کی خواہش لے کر جیلوں میں نہیں گئے تھے۔ مجھے ان سے پوری پوری ہمدردی ہے انہوں نے جو فیصلے کئے ہیں میں ان سے اظہار اختلاف نہیں کر سکتا تاہم ہمیں اس امر کا احساس ہونا چاہیئے کہ صوبہ سرحد کے مسئلہ کے تمام پہلو اس وقت برطانوی حکومت کے زیر غور ہیں۔ لارڈ اسمے اس وقت انگلستان میں ہیں اور میری رائے ہے تمام ہندوستان کے متعلق چند دنوں تک اہم فیصلوں کا اعلان ہونے والا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سرحدی عوام کو اپنا فتویٰ صادر کرنے کا ضرور موقع ملنا چاہیئے تاکہ عوام کی بے اطمینانی کی اصل وجہ دور ہو سکے۔ عوام کا فتویٰ کیا ہوگا اس امر کے متعلق کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد موجودہ وزارت کا برسر اقتدار رہنا ناممکنات میں سے ہے۔ لہٰذا جیسا کہ میں نے ہمیشہ کہا ہے ہمیں بہتر حالات کی توقع کے ساتھ ابتر صورتِ حال کا سامنا کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔

مسلمانوں سے اپیل

میں ان حالات میں تمام مسلمانوں اور بالخصوص مسلم لیگ کے حامیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ پرامن رہنے

کی انتہائی کوشش کریں۔ میں غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ ہماری جانب سے کسی قسم کا تشدد نہ ہونے پائے۔ ہمیں انتہائی اشتعال انگیزیوں کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرنا ہوگا۔ ہم پرامن راستہ اختیار کر چکے ہیں اور ہمیں اس راہ سے ہرگز نہیں بھٹکنا چاہیئے۔ کسی حالت میں بھی ہمیں اپنی تحریک کو فرقہ وارانہ رنگ اختیار کرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہیئے۔ ہماری جنگ ہندوؤں اور سکھوں کے خلاف نہیں ہے ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ آزاد اور جائز طریقوں سے صوبائی عوام کا صحیح فتویٰ حاصل کیا جائے۔ کمزور کو زک پہنچانا اسلام کی تعلیم، تہذیب اور اخلاق کے ہر بلند اصول کے خلاف ہے۔ میں جانتا ہوں کہ قیام امن کے لئے فریقین کا اشتراک عمل ضروری ہوتا ہے لیکن میں اپنی جانب سے لیگ کے حامیوں کو یہ تلقین کرتا ہوں کہ وہ ہر قیمت پر پرامن رہیں۔ دوسرے فریق سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اشتعال انگیزی نہ کریں اور پرامن رہیں۔ خدا سے میری یہ دعا ہے کہ آخری اعلان ہونے تک جو چند ہفتے باقی ہیں ان کے دوران میں دونوں فریق کے عوام کے جان و مال کی تباہی نہ ہو جب آخری اعلان ہو جائے تو ہم اپنے آئندہ اقدام کے فیصلہ کرنے پر آزاد ہوں گے۔

پاکستان فنڈ

قائداعظم کی ملت اسلامیہ ہند سے اپیل[1]

نئی دہلی ۱۰ جون: قائداعظم محمد علی جناح نے ملت اسلامیہ ہند کے نام حسب ذیل اپیل جاری فرمائی۔

ہند کی تقسیم سے متعلق ۳ جون کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمیں رفتہ رفتہ مختلف مرحلوں اور اہم مسائل سے دوچار ہونا ہے۔ صوبہ شمال مغربی سرحد میں ہمیں ایک مختصر سی مدت میں ریفرنڈم کا سامنا ہے یہ مہم بڑی زبردست اہمیت کی حامل ہے۔ اسی طرح بلوچستان اور آسام کے ضلع سلہٹ میں بھی ہم کو استصواب کی مہم سر کرنی ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب اور بنگال میں جو طریقہ کار معین کیا گیا ہے اس پر بہت جلد عمل ہونے والا ہے اور قطعی فیصلوں کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی ہے۔ ہمیں جلد پاکستانی مجلس دستور ساز کی تکمیل کرنی ہے۔ پاکستان کے دستور کی تدوین کے لئے خصوصی ماہرین کی بہت سی مجالس تشکیل دینی ہیں جو اس پاکستان دستور ساز اسمبلی کی راہنمائی کریں گی جو دستور کی تکمیل تک اور پاکستانی حکومت کے قیام تک ایک مستند اعلیٰ ادارے کی حیثیت

---

[1] پیسہ اخبار ۱۰ جولائی ۱۹۴۷ء ص ۴۔

سے اور حکومت کے سارے اختیارات کے ساتھ کام کرے گی۔ اسی طرح مرکزی حکومت کے سارے اثاثوں اور واجبات بشمول دفاع، مالیات اور مواصلات وغیرہ کی ہم تقسیم کر رہے ہیں اور اس کام کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ کام بڑا کٹھن ہے اور ہم بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آگے قدم بڑھا رہے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں سے میری اپیل ہے کہ وہ بلا تاخیر اپنے عطیے ہمارے ہاں روانہ کریں۔ سرمایہ کے بغیر یہ بڑے بڑے کام اطمینان بخش طریقہ سے سرانجام نہیں دیے جا سکتے۔

مجھے یقین ہے کہ ہر مسلم خواہ مرد ہو یا عورت اس امر کو بخوبی محسوس کرے گا کہ اس وقت اس کی جانب سے فوری امداد کتنی ضروری ہے میری رائے میں بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ ہر فرد جو ہماری مدد کرنا چاہتا ہے وہ اپنا عطیہ حبیب بنک لمیٹڈ چاندنی چوک دہلی کے پتہ پر ارسال کرے۔ اس فنڈ کا نام پاکستان فنڈ ہوگا اور یہ بنک اس کا علیحدہ حساب رکھے گا۔

مندرجہ بالا امور پر بالعموم اور قیام پاکستان سے قبل کی مختلف ضروری سرگرمیوں پر بالخصوص اس فنڈ کی ساری رقم صرف کی جائے گی۔

جب تک اقلیتیں حکومت کی وفادار رہیں گی ان کے لئے ڈرنے کی وجہ نہیں[1]

نئی دہلی ۱۳ر جولائی۔ آج صبح قائداعظم محمد علی جناح نے ایک پریس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان کی اقلیتوں کو یقین دلایا کہ ان کے مذہب، کلچر و زندگی اور جائیداد کی پر امن حفاظت کی جائے گی وہ پاکستان کے پورے شہری ہوں گے اور اس سلسلے میں کسی سے امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ انہیں بھی دوسروں کی طرح ان ذمہ داریوں کو پورا کرنا پڑے گا جو ہر شہری پر عائد ہوتی ہیں۔ اقلیتوں کو حکومتوں کا وفادار بننا پڑے گا اور حکومت کی اطاعت قبول کرنا پڑے گی کوئی حکومت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اقلیتیں حکومت کی وفادار نہ ہوں یا تخریبی اقدامات شروع کر دیں کیونکہ ہر شہری کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکومت کا وفادار بنے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان صمیمانہ اور دوستانہ تعلقات قائم رہیں۔ پاکستان یقیناً اپنی خیرسگالی کے اظہار میں کسی سے پیچھے نہیں رہے گا۔" آپ نے اس اطلاع کو بالکل بے بنیاد قرار دیا کہ مسلم لیگ نے شروع میں مان لیا تھا کہ پاکستان اور ہندوستان کا صرف ایک ہی گورنر جنرل ہو لیکن بعد میں اس نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ آپ نے

---

[1] پیسہ اخبار ۲۴ر جولائی ۱۹۴۷ء، ص ۹ + ۱۰۔

فرمایا کہ گورنر جنرل کا انتخاب مسلم لیگ اور کانگریس پارٹی کے مطابق عمل میں آیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس سلسلہ میں بعض ذمہ دار لیڈروں نے غلط بیانیوں سے کام لیا۔ میں اس سارے سلسلے کو بالکل لغو اور بے بنیاد قرار دیتا ہوں کیونکہ اس میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں۔ گورنر جنرل کے انتخاب کے بارے میں طرح طرح کے خیالات کا پرچار کیا جا رہا ہے لیکن واقف حلقے جانتے ہیں کہ گورنر جنرل کا انتخاب وزارت کے مشورے سے عمل میں آیا کرتا ہے۔ البتہ خلاف معمول حالات میں اس کے برعکس بھی کیا جاتا ہے۔ اس وقت پہلے یہ طے ہوا تھا کہ مسلم لیگ پاکستان کے لئے اور کانگریس ہندوستان کے لئے گورنر جنرل منتخب کرے اور ملک معظم نے اس کی منظوری دے دی تھی۔ چنانچہ دونوں پارٹیوں نے اپنے اپنے جداگانہ گورنر جنرل مقرر کر لئے۔ غرض ہند حلقے یہ کہہ رہے ہیں کہ گورنر جنرل ملک معظم کے مقرر کردہ ہیں لیکن یہ خیال بالکل گمراہ کن ہے۔ گورنر جنرل سیاسی پارٹیوں کے چنے ہوئے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیئے کہ وہ عوام کے منتخب ہیں۔ اس سے پیشتر ہندوستان کے لئے وائسرائے اور گورنر جنرل بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوا کرتے تھے لیکن اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اب گورنر جنرل عوام کی طرف سے منتخب ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے یہ عہدہ قبول کر لیا ہے۔ ایک نامہ نگار نے پوچھا کہ آپ گورنر جنرل کی حیثیت سے اقلیتوں کے مسئلے پر روشنی ڈالیں گے۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میں ابھی تک گورنر جنرل نہیں بنا ہوں البتہ میں ہونے والا گورنر جنرل ہوں اور ۱۵ اگست کو چارج لوں گا۔ البتہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اقلیتوں کے معاملے پر اس سے پیشتر بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔ میں نے آج تک ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس پر میں آج بھی قائم ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور اب بھی جانتا ہوں کہ میں ان کے متعلق کیا کچھ کہہ چکا ہوں۔ اقلیتوں کی پاکستان میں ہر ممکن حفاظت کی جائے گی۔ ان کے جان و مال، دین اور مذہب کی حفاظت ہوگی۔ نیز ان کی جائیداد اور کلچر کی حفاظت ہوگی وہ پاکستان کے پورے شہری ہوں گے اور پاکستان کے شہریوں میں مذہب، ملت کا کوئی امتیاز نہ ہوگا۔ ہر حکومت کے شہری پر خاص ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ لہٰذا اقلیتوں کو بھی اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہوں گی۔ انہیں حکومت کے ایثار میں حصہ لینا ہوگا اور جب تک اقلیتیں حکومت کی وفادار رہیں گی میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

ہندوستان کی اقلیتیں

ایک نامہ نگار نے کہا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کی اقلیتیں حکومت کی وفادار اور اطاعت گزار رہیں آپ ہندوستان کی اقلیتوں کے بارے میں بھی یہ کچھ کہیں گے۔ قائداعظم نے جواب دیا کہ یہ تمام اقلیتوں کے بارے میں ہے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں آباد ہوں کوئی حکومت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی اقلیت حکومت کی

وفادار نہ ہو اور حکومت کے خلاف تخریبی اقدام شروع کر دے تو اس کا یہ رویہ حکومت کے لیئے ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے۔ میں ہر مسلمان اور ہندو شہری سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنی حکومت کا وفادار رہے۔

مسلمانانِ ہندوستان

ایک نامہ نگار نے پوچھا کہ کیا آپ ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں اسی طرح دلچسپی لیتے رہیں گے جس طرح کہ آج لے رہے ہیں۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میں جس طرح آج ہندوستان کے شہریوں بالخصوص مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی لے رہا ہوں اسی طرح آئندہ بھی دلچسپی لیتا رہوں گا۔

سوال: آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے مسلمانانِ ہندوستان کے تحفظ کے لیئے کیا اقدامات اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت قائداعظم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانانِ ہندوستان سے بھی ایسا ہی منصفانہ سلوک کیا جائے گا جیسا کہ ہم غیر مسلم اقلیتوں سے کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے پالیسی کا بڑا اصول بتا دیا ہے لیکن دونوں قوموں کی اقلیتوں کی حفاظت کا مسئلہ آئین ساز اسمبلی ہی حل کر سکتی ہے۔

صوبہ سرحد میں خان برادران کا سیاسی فراڈ ہمیشہ کے لیئے ختم کر دیا جائے گا[۱]

نئی دہلی ۲۸ جون: قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک مفصل بیان میں صوبہ سرحد کے کانگرسی لیڈروں کی طرف سے پیش کردہ پٹھانستان کے مطالبہ پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے سرحدی مسلمانوں پر یہ حقیقت واضح کی کہ وہ پہلے مسلمان ہیں پھر پٹھان اور اگر صوبہ سرحد پاکستان میں شامل نہ ہوا تو وہ تباہ ہو جائے گا۔ قائداعظم نے اس شرمناک پراپیگنڈہ کی پر زور تردید کی کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا مرتب کردہ آئین شرعی نہیں ہوگا۔

قائداعظم نے فرمایا کہ کانگرس تین جون کی برطانوی سکیم قبول کر چکی ہے لیکن اب صوبہ سرحد کی کانگرس نے پٹھانستان کا شرانگیز مطالبہ کر کے آل انڈیا کانگرس کی اس منظوری کی تحریف کی ہے۔ کانگرسی مہاتما کی طرف سے پٹھانستان کی حمایت کا مقصد صوبہ سرحد کے مسلمانوں کو کمزور کرنا اور ان میں تشتت و افتراق پیدا کرنا ہے مجھے افسوس ہے کہ خان عبدالغفار خان نے مجھے ابھی تک سرحد کانگرس کے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا لیکن سرحد کانگرس

---

[۱] پیسہ اخبار ۱۰ رجولائی ۱۹۴۷ء ص ۹ + ۱۰

کی قرارداد کا متن اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ

(۱) تمام پٹھانوں کی ایک آزاد ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

(۲) اس ریاست کا آئین جمہوریت، مساوات اور سماجی انصاف کے اسلامی نظریات کی اساس پر مرتب ہوگا۔

(۳) اس میں تمام پٹھانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس محبوب نصب العین کی خاطر متحد ہو جائیں اور کوئی غیر پختون تسلط قبول نہ کریں۔

کانگرس ۳ رجون کی برطانوی اسکیم کو منظور کر چکی ہے۔ ان حالات میں سرحد کانگرس کی منظور کردہ مذکورہ بالا قرارداد اس بات کی واضح تحریف کرتی ہے۔ کانگرس نے ۱۵ رجون کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں قطعی طور پر برطانوی سکیم کو قبول کیا اور مسٹر گاندھی نے اس اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے نہ صرف خود اس کی منظوری کا اعلان کیا بلکہ دوسرے کانگرسی ارکان پر بھی یہ زور دیا کہ وہ برطانوی سکیم منظور کر لیں۔ صوبہ سرحد کا استصواب بھی برطانوی سکیم کا ایک جزو ہے۔ اس استصواب رائے کے ذریعے یہ مسئلہ طے ہونا قرار پایا تھا کہ صوبہ سرحد کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونا چاہیئے یا ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی میں۔ دوسرے الفاظ میں صوبہ سرحد کے عوام یہ فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان میں مدغم ہونا۔ برطانوی سکیم کے مطابق سرحدی عوام کے سامنے اب تیسری کوئی راہ عمل نہیں ہے۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی طرف سے برطانوی سکیم کی منظوری کے بعد سرحد کانگرس کے لئے اس فیصلہ کی منظوری، پابندی اور احترام ضروری ہے کیونکہ وہ آل انڈیا کانگرس کی ایک شاخ ہے۔ جب آل انڈیا کانگرس کمیٹی اور کانگرس ورکنگ کمیٹی نے برطانوی سکیم کو منظور کیا تو سرحد کانگرس کے نمائندے بھی ان جلسوں میں موجود تھے۔ لہٰذا اب کانگرس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ برطانوی سکیم کے مندرجات کا احترام کرے اور اس پر دیانت داری سے عمل پیرا ہو۔ لیکن اس کے برعکس مسٹر گاندھی اپنی پرارتھناؤں میں جن نظریات کی ترجمانی کرتے رہے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ خان برادران برطانوی سکیم کو ناکام بنانے کے لئے شہ پائیں، سرحدی مسلمانوں کو بھڑکائیں اور اس طرح سرحدی مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کریں۔

پٹھانستان کا سٹنٹ

خان برادران یا کسی دوسرے شخص نے اس سے پہلے آزاد پٹھانستان کا شرانگیز مطالبہ کبھی پیش نہیں کیا تھا۔ حال میں جو نیا سٹنٹ کھڑا کیا گیا ہے اور جو نئے نعرے ایجاد کئے ہیں ان کا مقصد پٹھانوں کو گمراہ کرنا ہے۔ پٹھان کو اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ مجوزہ پٹھانستان جمہوریت، مساوات اور سماجی انصاف کے اسلامی نظریات

کی اساس پر بنایا جائے گا اور اس طرح دراصل یہ الزام تراشی مقصود ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی جو مسلمانوں کی بھاری اکثریت پر مشتمل ہوگی، جمہوریت، مساوات اور سماجی انصاف کے اسلامی تصورات نظرانداز کر دے گی۔ یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے۔ اس میں معقولیت کی رمق بھی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے تاکہ سرحد کے مسلمانوں کو گمراہ کیا جا سکے۔ خان برادران (بالخصوص خان عبدالغفار خان جو اپنے تئیں سرحدی گاندھی کا نام لے کر پھولے نہیں سماتے) نے جمہوریت، مساوات اور سماجی انصاف کے اسلامی نظریات کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ ابھی کل تک وہ نیشنلزم، ہندوستانی قوم کے نظریہ اور کانگرس کی طرف سے ہندوستان بھر کے لئے مضبوط فیڈرل حکومت کے مطالبہ کے پابند سلاسل تھے اب اچانک جو تبدیلی معرضِ وجود میں آئی ہے وہ ایک سیاسی فراڈ ہے جس کا مقصد خان ڈاکو برسرِ اقتدار رکھنا ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے سخت رنج پہنچا کہ اسے مسٹر گاندھی کی مہاتمائی دعائیں اور تائید حاصل ہو گئی ہے جنہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ ہر قیمت پر پٹھانوں کی خانہ جنگی کا سدباب چاہتے ہیں۔

ہر سمجھدار انسان سمجھ سکتا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی (جیسا کہ میں بار بار واضح کر چکا ہوں) صرف ایسا آئین مرتب کر سکتی ہے جس کے مطابق صوبہ سرحد ایک آزاد ریاست ہوگا۔ اس طرح سرحدی عوام خود اپنی قسمت کے مالک ہوں گے اور وہ خود بھی دوسرے صوبوں کی طرح پاکستان کی وحدت یا پاکستان کی وفاقی حکومت میں ایک یونٹ کی حیثیت سے صوبہ کے عام نظم و نسق کے علاوہ اپنے سماجی، ثقافتی اور تعلیمی مسائل طے کرنے کے مجاز ہوں گے۔

لیکن خان برادران نے یہ زہریلا پراپیگنڈہ شروع کر دیا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی شریعت اور قرآنی اصولوں کو نظرانداز کر دے گی۔ یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ تیرہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دوران میں مسلمانوں کو ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود ہم قرآن کریم پر عمل کرتے رہے اب دفعتاً ہم پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

خان برادران اپنے تئیں اسلام اور قرآن کے علمبردار بننے لگے ہیں لیکن میں ان سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس طرح ہندو دستور ساز اسمبلی میں وہ بلاحیل وحجت جا شامل ہوئے تھے اور جہاں ہندوؤں کی وحشیانہ اکثریت ہے وہاں ان کا کیا حشر ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مسلمان یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ وہ پہلے مسلمان ہیں اور پٹھان بعد میں اور اگر ان کا صوبہ پاکستان میں شامل نہ ہوا تو صوبہ سرحد کو سخت تباہی کا سامنا کرنا ہوگا صوبہ سرحد (جو مالی اعتبار سے خسارے کا صوبہ ہے) کے ۳۵ لاکھ باشندوں کے لئے چند ماہ تک بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا محال ہو جائے گا۔ اس طرح سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے صوبہ سرحد کا وجود ختم ہو کر رہ جائے گا" یہ درست ہے کہ آگے چل کر صوبہ سرحد کے وسیع ذرائع پاکستان کے لئے ضرور مفید ثابت ہوں گے لیکن ابتدا میں بہرحال یہ صوبہ مالی اعتبار سے پاکستان پر بوجھ ہوگا اور پاکستان ہی کی امداد کا طالب ہوگا۔ اور پاکستان کے یونٹ پنجاب، بنگال اور سندھ

سرحدی عوام کی مالی، دفاعی اور سماجی حالت کے استحکام کی خاطر صوبہ سرحد کے اخراجات کا بار اٹھائیں گے۔ ان تمام وجوہ کی بنا پر میں صوبہ سرحد کے تمام مسلمانوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ پاکستان کی یک جہتی اور اپنے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پاکستان دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کی پرزور حمایت کریں۔

میں آخر میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنی کوششیں نرم نہ کریں۔ آپ یہ خیال تک بھی نہ لائیں کہ ہمارے مخالفوں نے استصواب کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ آپ پختہ ارادہ کرلیں کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے حق میں ایک ایک ووٹ ڈالا جائے۔ خان برادران نے گذشتہ دس سالوں سے سرحد کے مسلمانوں میں جو فراڈ قائم کر رکھا ہے ہم اس کا تار و پود بکھیر دینا چاہتے ہیں۔ ماضی میں وہ کانگرس کے اشاروں پر پٹھانوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوتے رہے ہیں ہمیں یہ توقع کرنی چاہیئے کہ وہ سدا پٹھانوں کو دھوکہ نہیں دے سکیں گے۔ اور آپ اپنا واضح فیصلہ بھاری اکثریت کے ساتھ صوبہ سرحد کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کے حق میں دیں گے۔ قبائلی علاقوں سے مجھے خیرسگالی اور دوستی کے جو پیغامات موصول ہوئے ہیں اس مرحلہ پر ان کے لئے میں اپنے آزاد قبائلی بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ میں اس امر کی بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور مسلم لیگ ان کی آزادی کا احترام اور تحفظ کرنے کی اور ہمیشہ ان کے ساتھ ایسے برادرانہ سلوک کرنے اور سمجھوتہ کرنے پر آمادہ ہوگی جو فریقین کے لئے مفید ہوں گے آپ ایسے غلط پراپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہ ہوں کہ مسلم لیگ اپنے بھائیوں کی آزادی اور حریت غصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو اب تک آزاد رہے ہیں اور غلام بنانے کی ہر کوشش کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ میں یہ اعلان کرتے وقت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ ہم بھی اب پاکستان میں بالکل آزاد ہونے والے ہیں اور ہم انشاء اللہ وہی کریں گے جو دونوں کے مفاد میں ہوگا۔

بھارت ایک خالص ہندو ریاست ہے[۱]

(یہ اقتباس اس طویل انٹرویو سے ماخوذ ہے۔ جو قائداعظم نے رائٹر کے نمائندہ کو ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو دیا تھا)

"میں یہ بات اچھی طرح واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کبھی اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوگا۔ اور نہ کبھی دونوں خود مختار حکومتوں (بھارت اور پاکستان) کو ایک مرکز کے تابع کرنے کی آئینی شکل کو قبول کرے گا۔ پاکستان قائم رہنے کے لئے وجود میں آیا ہے۔ اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ ہاں البتہ ہم دو آزاد خود مختار اور مساوی درجہ کی مملکتوں کی حیثیت میں مفاہمت کی راہیں تلاش کرنے یا معاہدے کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ ایسے ہی

۱؎ کوہستان - ۲۵ دسمبر ۱۹۶۸ء

ہم دوسری قوموں کے ساتھ بھی دوستیاں اور معاہدے استوار کریں گے لیکن اس وقت پراپیگنڈہ' احتجاج اور دھمکیوں کی جو مہم کانگرس کے بعض سربرآوردہ مقرروں کی طرف سے ہماری پوری طرح آزاد اور خودمختار مملکت کے خلاف چلائی جا رہی ہے۔ اس سے دونوں مملکتوں کے درمیان خیرسگالی اور دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں مدد نہیں ملے گی۔ ہم ہر قیمت پر ہر ایسی کوشش یا جدوجہد کو ناکام بنائیں گے جس کا مقصد دونوں ملکوں کو جبراً مدغم کرنا ہو گا۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اب تک جن طریقوں کا ذکر کیا جاتا رہا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) مسلم لیگ اور حکومت پاکستان کے خلاف مسلمانوں کو بغاوت پر آمادہ کرنا۔

(۲) اگر یہ طریقہ ناکام ہو جائے تو پاکستان کے لیڈروں پر دو قومی نظریہ کی غلطی واضح کرنا اور انہیں اپنا طریق کار تبدیل کرنے پر آمادہ کرنا ورنہ آخری چارہ کار کے طور پر انہیں ادغام پر مجبور کرنا اور جنگ کے ذریعے اکھنڈ بھارت قائم کرنا۔

" اگر دونوں ملکوں کے درمیان مضبوط اور دوستانہ تعلقات قائم کرنا مقصود ہے تو اس قسم کا پروپیگنڈہ بلا تاخیر بند کرنا پڑے گا۔ جہاں تک دو قومی نظریہ کا تعلق ہے یہ صرف نظریہ ہی نہیں ہے حقیقت اور واقعہ ہے۔ بھارت کی تقسیم اسی حقیقت کی بنیاد پر عمل میں آئی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اس کے حقیقت ہونے کا ثبوت دو ماہ قبل رونما ہونے والے افسوسناک اور بدنما واقعات (مراد فسادات) ہیں۔ اور بھارت کی وہ کوشش بھی جو وہ پاکستانی علاقوں سے ہندوؤں کے انخلاء کے لئے کرتا رہا ہے پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہاں ایک ہی قوم موجود ہے۔ میں اس سے زیادہ طوالت میں نہیں جانا چاہتا۔ بہرحال بہت سے دوسرے واقعات و حقائق بھی ہیں۔ جو اس بات کی واضح شہادت ہیں کہ بھارت ایک ہندو مملکت ہے۔ نامور پروفیسر ڈاکٹر گیڈگل نے بھی اپنے ۹ اکتوبر کے بیان میں یہ سچی بات کہی ہے کہ نئی انڈین یونین کی موزوں اور مناسب تعبیر صرف یہ ہے کہ یہ ایک ہندو ریاست ہے یا ہندو قومی ریاستوں کا وفاق ہے وہ کہتا ہے کہ انڈین یونین کو ہندو ریاست کہنا اس بنا پر درست ہے کہ یہی اس کے مزاج کا سب سے نمایاں اور بالاتر پہلو ہے۔

۱۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح سے سوئٹزرلینڈ کے ایک اخبار نویس نے انٹرویو لیا۔ اس نے قائداعظم سے متعدد سوالات پوچھے ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا کوئی ایسی امید ہے کہ پاکستان اور بھارت اپنے بنیادی اختلافات اور جھگڑے پرامن ذرائع سے طے کر لیں۔

قائداعظم نے اسی سوال کے جواب میں کہا کہ شرط یہ ہے کہ بھارتی حکومت غرور اور برتری چھوڑ دے اور پاکستان

سے مساوی سطح پر معاملہ طے کرے نیز حقائق کا پورا اعتراف کرے ۔

نامہ نگار نے قائد اعظم سے ایک اور سوال کیا۔ کہ آیا بھارت اور پاکستان دونوں بین الاقوامی امور میں کسی یکساں پالیسی پر عمل کر سکتے ہیں ۔ اور اپنی بری اور بحری سرحدوں کے دفاع کے لیئے دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں اس سوال کے جواب میں بانئ پاکستان نے کہا" ذاتی طور پر اس باب میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے اپنے مفادات کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان بین الاقوامی امور و مفادات میں باہمی تعاون کے ذریعہ بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ اسی طرح پاکستان اور ہندوستان دونوں کے لئے یہ امر بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ بیرونی حملہ کی صورت میں یہ اپنی بری اور بحری سرحدوں کے تحفظ کے لئے دوستانہ طریق پر تعاون کریں ۔ مگر سارا دارو مدار اس امر پہ ہے کہ بھارت اور پاکستان خود اپنے اختلافات پہلے طے کر لیں ۔ گھر کا اندرونی نظم و نسق بہتر ہوگا جب ہی ہم بین الاقوامی امور میں عظیم کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گے ۔

اشاریہ



مُرتّب

"گفتارِ قائدِ اعظم" کے مرتب جناب احمد سعید صاحب ۱۹۶۷ء سے ایم، اے، او کالج لاہور میں لیکچرر کی حیثیت سے شعبۂ تاریخ سے منسلک ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل کتابوں کے مؤلف ہیں:

۱۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریکِ آزادی۔ ۱۹۷۲ء

۲۔ حصولِ پاکستان۔ ۱۹۷۳ء

۳۔ ذکرِ مجذوب۔ ۱۹۷۴ء

۴۔ بزمِ اشرف کے چراغ۔ ۱۹۷۵ء

۵۔ قائدِ اعظم اور مسلم پریس (جلد اول)۔ ۱۹۷۶ء

Our Other Publications

A Select Bibliography of Periodical Literature on
India and Pakistan
1947-70
Vol. I
Pervaiz Cheema

PARTY POLITICS IN PAKISTAN
1947-1958
K. K. Aziz

POLITICAL PARTIES IN PAKISTAN
1947-1958
M. Rafique Afzal

THE BRITISH IN INDIA
K. K. Aziz

DOCTORAL DISSERTATIONS
ON PAKISTAN
Muhammad Anwar

National Commission on Historical and Cultural Research
P. O. Box 1230
Islamabad (Pakistan)